1629

Syed Kazim Ali

قاضی حاجی حافظ خلیل الدین حسن صاحب حافظ وکیل
و آنریری مجسٹریٹ پیلی بھیت کا

تیسرا نعتیہ دیوان موسوم بنام تاریخی

خمخانۂ حجاز

۱۳۱۵ھ

نظامی پریس بدایوں میں چھپا

نظام الدین حسین پرنٹر

قیمت فی جلد ۱۲ر (لہ عہ ۱۱ جزو) ر جلد

براہ عنایت کتاب کے مطالعہ سے پہلے اغلاط ذیل کو صحیح کر لیجیے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	
2	11	قبضہ	قبضہ	67	9	اُس	اس
3	1	نکیریں	نکیرین	68	6	کشور	کہ
″	4	سلیماں	سلیمان	69	1	ہوا	[illegible]
4	7	جاے	جائے	″	4	اُسکو	اُسے
5	5	غنچہ	غنچہ	″	8	ہوں پتھر	ہو
8	15	اللہ	اللہ	80	5	خد	خدا
10	9	کہاں یہ درست	کہاں یہ دست	93	15	ڈوروں	[illegible]
17	6	اللہ رہی	اللہ رے	97	5	لے لیے	[illegible]
19	4	زبیں	زمین	″	″	اُڑ	آڑ
27	7	زمیں	زمین	99	6	سناووں	[illegible]
31	7	ڈرسے	درسے	100	11	زمیں	[illegible]
34	13	یہ تو	یہ لو	101	13	تول تو	[illegible]
35	4	بجنت	نجف	102	11	آنکھو	[illegible]
37	10	شخست	وصل	121	10	شمہ	[illegible]
″	13	اماں	امان	136	13	میں	[illegible]
45	11	زمیں	زمین	138	3	جلوہ گا	[illegible]
49	12	شفاعت	شفاعت	163	12	گنہگا	[illegible]
53	11	مشتوق	مستحق	163	13	ربیع الاولیں	[illegible]
55	11	نہیں	نہیں ہی				
″	13	پہ بھی کھاے	لئے بھی پاسے				
″	15	•	عشقِ نبی کی چوٹ				
63	9	نعلیں	نعلین				

یا حافظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

طور پر حضرت موسے کا بلانا کیا تھا
لن ترانی کا صدا جانے ترانہ کیا تھا

بیخودی میں وہ مزے آئے کہ اللہ اللہ
آپ میں آئے تو پھر یہ بھی بجانا کیا تھا

جو کہ طالب ہی ترا اسکو نہیں اپنی خبر
جسنے پایا تجھے بولا تجھے پانا کیا تھا

کوئی تو بات ہی اور بات میں ہی نہ کوئی
سات پردوں میں یہ پتلی کا چھپانا کیا تھا

حسن اور عشق کی کیا کہیے کہانی کیا ہی
کوئی یعقوب سے پوچھے یہ فسانا کیا تھا

بے نیازی کی قسم تجھکو بتا دے اتنا
بے نیازی میں تجھے ناز اٹھانا کیا تھا

تیرے الطاف ہیں بیحد تری رحمت ہی وسیع
ورنہ عاشق کے دلِ تنگ میں آنا کیا تھا

رازِ دل کہنے کے قابل ہی نہیں ہی ورنہ
تجھسے چھپتا نہیں کچھ تجھسے چھپانا کیا تھا

ملک الموت کو جانے دے۔ بلالے ہمکو
موت برحق ہی مسلم ہی بہانہ کیا تھا

میں ہوں بیتاب کہ کب دل کا نشانہ اڑ جائے
آنکھ دیتی ہی نگہ اسکا اڑانا کیا تھا

خاک کو جسم کیا جسم کو جاندار کیا
خاک میں قالبِ خاکی کو ملانا کیا تھا

آزمانا تھا نہ تجھے تازہ گرفتاروں کو
جو ازل سے ہیں پٹے انکو ستانا کیا تھا

شانِ بیرنگیِ مطلق کا ہی منظور اظہار
ورنہ بیرنگ زمانے کا دکھانا کیا تھا

تم جو دیکھ آئے ہو مجھکو بھی دکھلاؤ کلیم
بیخودی کیسی تھی اور آپسے جانا کیا تھا

ہم تو یہ ساری غزل کچھ بھی نہ سمجھے حافظ
کوئی مجذوب کی بڑ تھی کہ فسانہ - کیا تھا

تعلّی پر مزاج اتنا ہی کیوں چرخِ زبرجد کا
یہ ہی اُترا ہوا تھا کا ترے روضے کے گنبد کا

غمِ دوری میں گھل گھلکر فنا ہونا تھا قسمت میں
قدم تک آپکے پہنچا نہ سایہ آپ کے قد کا

نہ روکے سجدہ کرنے سے مری تحریرِ پیشانی
الٰہی سر مرا اور آستانہ ہو محمدؐ کا

ترازو چشمِ رحمت کی کھڑی ہو میرے پلّے پر
جو پلّہ وزن میں بھاری ہو میرے جرمِ بیحد کا

ترا قبضہ ہی جنّت پر ترا سایہ ہی اُمت پر
ہی جنّت والوں پر چھایا ہوا طوبےٰ ترے قد کا

اُٹھایا درمیاں سے تم نے آکر شر کو حکمت سے
بڑا بھاری بکھیڑا اور نہ اُٹھنا سنگِ اسود کا

کہوں کیا جب تفضّل کے ارادوں پر ہی آگاہی
پلٹ جاتا ہی آ آکر لبوں تک حرفِ مقصد کا

ہمیں ہی شوق جیتے جی روضے کے دربانی
اجارے میں علاقہ دیجئے عیشِ مخلّد کا

نکیریں آکے مرقد میں جو پوچھینگے تو کہدونگا
میں بندہ ہوں خدا کا نام لیوا ہوں محمد کا

کیا نیکوں میں شامل نے سبب رحمت نے جب مجھکو
سُبک کر رہگیا سارا ذخیرہ دفترِ بد کا

مقامِ لطف ہوگا حشر کو جب سامنا ہوگا
ترے احسانِ بیحد کا مرے عصیانِ بیحد کا

ہوا کے تخت پر حضرت سلیماں آپ اُڑتے تھے
پھریرا اُڑ رہا ہی عرشِ اعظم پر محمد کا

نہیں ممکن چلے نہ آپ کے ایجاد کی ابجد
کہ اُسمیں پہلی بسم اللہ الف ہی آپ کے قد کا

اوٹھیگا حشر میں جب شورِ اِلّا اللہ اِلّا اللہ
مرے منہ سے نکلتا ہوگا نعرہ یا محمد کا

ہی تجھکو دیکھنا گویا سبق توحید کا پڑھنا
مجسّم ہی الف اللہ کا نقشہ ترے قد کا

بہلنا پتھّروں سے طور کے۔ ہی مشغلہ کوئی
سرِ شوریدہ کو سودا ہوا ہی سنگِ اسود کا

کہاں طاقت کہ ذرّہ بھر ادا ہو شکر حافظ سے
ترے انعامِ بیحد کا ترے احسانِ بیحد کا

محمد مصطفٰے سرتاج ہی ساری خدائی کا
اُسی کے قد پر آیا راست خلعت مصطفائی کا

تلطّف ہو تو ایسا ہو ترحّم ہو تو اتنا ہو
اسیروں سے سوا ہی غم اسیروں کی رہائی کا

سُنا ہی بھیک کے ٹکڑوں میں ہوتی ہی عجب لذّت
مجھے پڑجائے چسکا آپکے در کی گدائی کا

اِدھر شوقِ زیارت کا بھرا ہی جوش سینے میں
اُدھر تقدیر کو دعوے ہی اپنی نارسائی کا

پڑے ہیں بت پرستوں کی سمجھ پر خود بخود پتھّر
بتوں نے اپنے منہ سے کب کیا دعوے خدائی کا

اَنَا الحق کہنے پر منصور کو جب دار پر کھینچا
کہا الحق یہی زینہ تو ہی حق تک رسائی کا

الٰہی اور جو منظور ہو مرقد میں لیجاؤں
نہ لیجاؤں تو بس اک داغ حضرت کی جدائی کا

فروغ اتنا ملا ہی سر رگڑ کر آپ کے در پر
جبینِ ماہ پر اب تک ہی دھبا جبہہ سائی کا

مجھے ترسائیے گا کب تک مجھے بلوائیے گا کب تک
ٹھکانا بھی ہی آخر کوئی اس صبر آزمائی کا

تصدق اس کرم کے فدا اس بخشوانے پر
اکیلی جان پر ہی بارِ غم ساری خدائی کا

توکّل کر کے نکلا ہی گدائے بینوا گھر سے
مدینے تک پہنچ جائیے۔ خدا ہی بینوائی کا

تمھاری اک نگاہِ رحم سے کیا دور ہی مولے
بھلائی سے بدل جائے اگر دفتر برائی کا

تری رحمت کا تکیہ ہی شفاعت کا بھروسا ہی
نہ مجھ میں کچھ تقوے ہی نہ دعوے پارسائی کا

میں کیا گھبراؤں مشکل سے میں کس کا نام لیوا ہوں
علیِ مرتضےٰ مشکلکشا مولے کے بھائی کا

حضوری سے زیادہ اور کچھ دولت نہیں حافظ
صلہ سرکار سے مانگو یہی مدحت سرائی کا

ہر وقت ہی منہ جانب بطحا مرے دل کا
کم قبلہ نما سے نہیں کعبہ مرے دل کا

قبلہ ہمہ عالم کا ہی کعبہ مرے دل کا
کعبہ ترے ابرو کا ہی قبلہ مرے دل کا

آنکھوں سے ہی پوشیدہ سویدا مرے دل کا
ظاہر نظر آتا نہیں نقطہ مرے دل کا

ملنے والیوں کی تمکو پہنچتی ہی ولایت
والی نہیں کوئی مرے مولے مرے دل کا

قابو ہو تو سینے میں مدینے کو میں رکھ لوں
یہ قطعہ دلبند ہی ٹکڑا مرے دل کا

اس شی کو مے عشق نبی کہتے ہیں صوفی
جس شی سے کہ لبریز ہی شیشہ مرے دل کا

لو اٹھو چلو چلکے دکھا لاؤ مدینہ
ہر روز یہ مجھ پر ہی تقاضا مرے دل کا

کیا جانے کوئی کسی محبت کا یہ گھر ہی
پوچھے مرے جی سے کوئی رتبہ مرے دل کا

ظاہر میں جو ثابت ہی تو باطن میں ہیں سو زخم
ہی غنچۂ افسردہ نمونہ مرے دل کا

اب دل سے نکلکر نہیں جاتا کسی دل تک
یا عرش کے اس پار تھا نالہ مرے دل کا

سر پر مرے برسینگے بہت سنگ حوادث
پہلو میں سلامت ہی جو شیشہ مرے دل کا

کیا جلد مقدر نے مدینے سے نکالا
افسوس کچھ ارمان نہ نکلا مرے دل کا

کیا چین ملے ہجر نبی میں کسی کروٹ
پہلو میں ہی ٹوٹا ہوا شیشہ مرے دل کا

مرنا تھا نہ بنا تھا مدینے میں مقدر
کوئی نہوا حوصلہ پورا مرے دل کا

یہ ٹوٹ گیا اور وہ چھوٹا نہیں اب تک
نازک ہی مرا دل کہ پھپھولا مرے دل کا

رکھا ہی بمشکل اسے پہلو میں دبا کر
کچھ اور ہی تھا ورنہ ارادہ مرے دل کا

بیتابی درد اب تو خدا کے لیے بس کر
کیوں تو نے بنایا ہی تماشا مرے دل کا

اسلام سے رکھنا اسے معمور الٰہی
قبضے میں بتوں کے نہو کعبہ مرے دل کا

کھانے سے نہ کم ہو نہ اٹھانے سے یہ اٹھے
اللہ رے غم حوصلہ فرسا مرے دل کا

والی ہی وہ مولےٰ ہی وہ مالک ہی وہ مختار
میرا۔ مرے جی کا۔ مرے تن کا۔ مرے دل کا

ہی بہت خدا نام۔ لقب عرش الٰہی
کسکا۔ مرے دل کا۔ مرے دل کا۔ مرے دل کا

حافظ مرے سب کام حوالے ہیں اسی کے
مولےٰ مرا۔ مختار ہی میرا۔ مرے دل کا

عمر بھر آپ کے دیدار کا رستہ دیکھا
مجھکو جو میرے مقدر نے دکھایا دیکھا

تجھکو پایا جو ترے دوست کو پایا یارب
تجھکو دیکھا جو ترا دیکھنے والا دیکھا

اب خدا ہی رہ طیبہ میں ہمارا والی
کوئی ساتھی ہی نہ رستہ ہی ہمارا دیکھا

ہی خدا ہم بھی تو آخر ہیں ترے ہی بندے
کون ہونگے وہ کہ آنکھوں سے مدینہ دیکھا

آپ ملجائیں تو ہی بات نہیں تو اب تک
جسے ڈھونڈھا اسے پایا جسے پایا دیکھا

ہمکو دنیا میں دکھا دیجیے اک بار جمال
ورنہ کیا یاد کرینگے کہ یہاں کیا دیکھا

سمجھے آدم کہ یہ ہی سب سے زیادہ محبوب
عرش پر نام محمد کا جو لکھا دیکھا

ایک دریا ہی کہ قطروں کا نہیں اسکے شمار
ہم نے وحدت میں بھی کثرت کا تماشا دیکھا

خواب میں وہ نظر آئی ہی تجلی کہ نہ پوچھ
رات اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھا

کون سی شی ہی کہ جس میں نہیں اسکا جلوہ
خوب دیکھا تو قصور اپنی نظر کا دیکھا

روزِ طیبہ کو چلے جاتے ہیں زائر **حافظ**
تو بھی اک روز چلا جا یہ تماشا دیکھ آ

نگہ کو مانعِ دیدار خواب کیا ہوگا
نظر کو آنکھ کا پردہ حجاب کیا ہوگا

پھرا جو ہم سے زمانہ تو فکر کچھ نہ ہی
کہ انقلاب میں اور انقلاب کیا ہوگا

چمک دمک کا یہ عالم ہی اتنے پردوں میں
ہوا جمال اگر بے نقاب۔ کیا ہوگا

بہت ہی روزِ قیامت کی فکر یا اللہ
ترا سوال۔ ہمارا جواب۔ کیا ہوگا

امید و بیم میں ایمان والے رہتے ہیں
اِدھر ہی رحم۔ اُدھر ہی عتاب۔ کیا ہوگا

لگائیگا اسے مُنہ بھی نہ کوئی غم کے سوا
جلا بُھنا مرے دل کا کباب کیا ہوگا

بھرا ہوا ہی لبالب حیات کا ساغر
چھلک کے کاسہ چشمِ پُر آب کیا ہوگا

مخصص ہو خلوتِ خاصِ لِیْ مَعَ اللّٰہ ہی
نوشتہ ہو کہ نبی بار یاب کیا ہوگا

ہی آفتابِ قیامت کی اس قدر شہرت
ہمارے داغِ جگر کا جواب کیا ہوگا

مٹائے غمِ دلِ ویراں کو جس قدر چاہے
اب اس سے اور زیادہ خراب کیا ہوگا

ہر ایک کام ہی موقوف وقت پر **حافظ**
کرینگے آپ اگر اضطراب کیا ہوگا

نورِ خدا ہی یا ہی سراپا حضور کا
کیا دور ہی اگر نہیں سایہ حضور کا

دنیا کی لذّتیں ہوں کہ عقبیٰ کی نعمتیں
سب سے زیادہ نام ہی پیارا حضور کا

انگلی ادھر اُٹھی کہ اُدھر شق ہوا قمر
کیا کام کر رہا ہی اشارہ حضور کا

ہوں ناتواں مگر نہیں اندیشۂ صراط
کافی ہی مجھکو ایک سہارا حضور کا

دیدارِ حق کی تاب نہ لائے کوئی بشر
دیکھے تو دیکھے دیکھنے والا حضور کا

ملجائیں رہنے کو تو مجھے دونوں ایک ہیں
مکّہ حضور کا ہی۔ مدینہ حضور کا

مجھپر اب التفات ہو یا دلپر التفات
میں ہوں حضور کا دلِ شیدا حضور کا

ساحر کئی ہزار تھے کاہن کئی ہزار
غائب ہوے زمانہ جو آیا حضور کا

اے دل ٹھہر کہ منزلِ مقصود پاس ہی
وہ دیکھ وہ ہی سامنے روضہ حضور کا

دنیا میں منکرانِ شفاعت ہیں جس قدر
اُنپر کھلیگا حشر میں رتبہ حضور کا

یارب کھلیں جو نامۂ اعمال حشر میں
حافظ کے ہاتھ میں ہو قصیدہ حضور کا

ہی اک زمانہ تو زائر مزارِ حضرت کا
وہ ایک میں ہوں کہ مشتاق ہوں زیارت کا

جو بزمِ حشر میں ہی میزبان امت کا
ہی میہمان خلیل اُسکے خوانِ نعمت کا

مرے گناہ کہاں تک نکلتے جائینگے
بہت وسیع ہی دامن خدا کی رحمت کا

ہمارا دل بھی شیشہ۔ سنگ پارہ سہی
مزہ تو جب ہی کہ کھُد جاے نام حضرت کا

جو پڑکے شام سے سوئے تو صبح کو چونکے
خیال بھی کبھی آیا نہ خواب تربت کا

جو سوتے سوتے کبھی چونک بھی اوٹھیں
تو کھلنے پائے نہ پردہ ہماری غفلت کا

ہیں ہم اہلِ دل میں ہوینگا اُسی کو دھو دھو کر
جو لگیا مجھے تعویذ اُنکی تربت کا

سرِ نیاز جھکایا تو ناز نے یہ کہا
یہ دیکھلو یہی زینہ ہی بامِ رفعت کا

خرید جنسِ گنہ کی ہی بیچنے والو
کھلا ہوا ہی خزانہ خدا کی رحمت کا

نجات بکتی ہی سستی بڑھو خریدارو
ہی قیمت ایک درم داغِ عشقِ حضرت کا

وہ کھیل کھیلے تو اس سے عشقبازی کی
یہ کھیل ہی کہ تماشا خدا کی قدرت کا

ہیں بیوفا سبھی معشوق ایک اُمت کیا
سمجھتی ہی کہ وہ عاشق ہی اپنی اُمت کا

کبھی کے ہم تو مدینے پہنچ چکے ہوتے
جو آگے راہ میں پڑتا نہ پھیر قسمت کا

سحر نمود ہوئی اب تو چونک او غافل
اُٹھا وہ قافلہ۔ بجتا ہی کوس رحلت کا

فقیر کو نہیں میدانِ حرص کی پروا
ہی بیٹھ رہنے کو گوشہ بہت قناعت کا

ضرور جائینگے سر بیچکر مدینے کو
خرید لائینگے سودا تری محبت کا

جو صدقِ دل سے مدینے کو گرتے پڑتے چلیں
تو ہر قدم ہو ثواب اک ہزار رکعت کا

خرد کی عقل کٹی جاتی ہی جہاں جاتے
مقام ہو وہی جنگل ہی میری وحشت کا

نہ بولو سونے دو منکر نکیر حافظ کو

تھکا ہوا ہی مسافر غریب غربت کا

بلا سے ہو کوئی جادہ بیاں سنکر زیارت کا ۔ ہوا ہی نقشِ دل پر میرے تعویذ انکی تربت کا
وہاں پہچان لینا سہل ہوگا ہمکو حضرت کا ۔ کہ محشر بھر میں نکلیگا نہ کوئی انکی صورت کا
دلِ بیخود زیارت گاہ ہی شوقِ زیارت کی ۔ طوافِ روضہ میں آکر پڑا ہی پھیر قسمت کا
زیارت کرنے والو ہاتھ اوٹھا کر یہ دعا مانگو ۔ ہماری جان رخصت ہو جب آئے وقت رخصت کا
ہزاروں راحتیں قربان ہوں اس ترکِ راحت پر ۔ نہ پایا عمر بھر راحت کی خاطر لطف راحت کا
حمایت پر کھڑے ہوجایئے ہم پاؤں پڑتے ہیں ۔ پڑا ہی وقت آئی ہو لئے غلاموں پر مصیبت کا
مرے لاشے کو کھا کھا کر نہ بھرا ی قبر پیٹ اپنا ۔ امانت خاک کر دیتا ہی کھا جانا ودیعت کا
تری تصویر کا خاکا کھینچے مانی سے کیا ممکن ۔ کہاں یہ دستِ قدرت - ہو مقابل دستِ قدرت کا
وہ میں ہوں جسکو ننگِ عاشقاں کہیئے تو زیبا ہی ۔ مجھی سے نام ہی بدنام حضرت کی محبت کا
ابھی میزان کیا گھبرا رہی ہی بارِ عصیاں سے ۔ بہت بھاری ہی اس پلّے سے پلہ انکی رحمت کا
نبوّت پہلے - بعد اُسکے خلافت - پھر شہادت بھی ۔ لگا رکھا تھا آخر کو خدا نے بند رقّت کا
پھرایا اس نے آوارہ وہ جا پہنچی مدینے میں ۔ بُرا ہو میری وحشت کا بھلا ہو میری شہرت کا
یہی اُفتادگی معراج ہی ہم خاکساروں کی ۔ طریقِ عشق میں بیعزّتی ہی نام عزّت کا

ہزاروں پردے طے کرتے وہ گزرے آسمانوں سے
جو سمجھے خواب۔ اُنکی عقل پر پردہ ہی غفلت کا

سیہ کاری کی جو کالی گھٹائیں بڑھتی آتی ہیں
جو تم چاہو تو ہو جائے بدلکر ابر رحمت کا

مذاقِ نعت گوئی سب سے بہتر مجھکو حاصل ہو
بجائے اور کے منھ میں نوالہ میری قسمت کا

عجب ہمّت ہی حضرت کی عجب قسمت ہی اُمت کی
دیا پہلے گنہ کرنے سے پروانہ شفاعت کا

فرشتے داہنے بائیں لکھا کرتے ہیں کیا حافظ
اِدھر دفتر گناہوں کا۔ ادھر ہی نعت حضرت کا

کلمہ ہی ترا ورد ہر اک آن ہمارا
یہ دین ہمارا ہی یہ ایمان ہمارا

آ جائیے دل میں کہ سب ارمان نکل جائیں
رہجائے نہ دل میں کوئی ارمان ہمارا

اللہ غنی روضۂ حضرت کی زیارت
لو وہ مجھے فرماتے ہیں۔ مہمان ہمارا

یہ حکم دیا۔ مجھکو اشارے سے بتا کر
ہاں اسکو نہ روکے کوئی دربان ہمارا

کرتے ہیں توکّل بخدا قصدِ مدینہ
بنجائیگا اک آن میں سامان ہمارا

میں درد سے مجبور ہوں۔ فرماتے ہیں احباب
اتنا نہ تڑپ۔ دیکھ۔ کہا مان ہمارا

کیا کیا نہ ہمارے لیے تکلیفیں اُٹھائیں
ہولے گو گوارا نہیں نقصان ہمارا

دل مُردہ ہوا سینے میں جو گرمِ فغاں تھا
ویرانہ ہوا اور بھی سنسان ہمارا

سیری نہ ہوئی دیکھکے اک بار مدینہ
پہلے سے بھی اب دل ہی پریشان ہمارا

وحشت کے پھر آثار ہیں اللہ بچائے	دو ہاتھ ہیں اور ایک گریبان ہمارا

حافظ جو میسر نہیں سامانِ مدینہ
کیا غم کہ ہے اللہ نگہبان ہمارا

اللہ تعالیٰ ہے خریدار تمہارا — واللہ بہت گرم ہے بازار تمہارا
جبریل کا ہمدوش ہے رہوار تمہارا — جبریلِ امیں غاشیہ بردار تمہارا
سو جان کی اک جان ہے آزار تمہارا — اچھا ہے جو اچھا نہ ہو بیمار تمہارا
ایسا نہ ہو نیکوں ہی کے حصے میں تم آؤ — منہ دیکھتے رہ جائیں گنہگار تمہارا
ہو جان لبوں پر تو رہے یاد تمہاری — آنکھوں میں جب آئے تو ہو دیدار تمہارا
اے کافرِ غرّہ نہ کرو اپنے بتوں پر — ٹوٹیگا کبھی یہ بتِ پندار تمہارا
شرمندہ کروں چاند کو سورج کو دکھا کر — ہاتھ آئے اگر سایۂ دیوار تمہارا
جو تم سے ملا حق تو یہی ہے — تم طالبِ حق ہو میں طلبگار تمہارا
تم نے جسے چھوڑا وہ عذابوں میں پھنسا ہے — آزاد ہے دوزخ سے گرفتار تمہارا
یوں حق نے ترا رتبہ رسولوں کو بتایا — تم سبکے ہو سردار وہ سردار تمہارا
اسکی طرف اللہ ہے تم جسکی طرف ہو — اللہ ہے واللہ طرفدار تمہارا
دانستہ میں چوکا ہوں خدایا تو خطاوار — نیکی کوئی کی ہو تو گنہگار تمہارا

آزاد نہ ہو جاؤں میں قیدِ غم دیں سے — پھنس جائے نہ دنیا میں گرفتار تمھارا
گھر بیٹھے جلاتی ہی مجھے آتشِ دوری — دربانوں سے گرم ہی دربار تمھارا
مدت سے ترستے ہیں ذرا سینکا لیں آنکھیں — آجائے نظر شعلۂ رخسار تمھارا
ہوتے کو تو کچھ دیکھکے کہتے ہیں غش آیا — بے دیکھے۔ ہی غش طالبِ دیدار تمھارا
ہوں قافلے میں لاکھوں سوار اور پیادے — مجھسا نہو وارفتۂ رفتار تمھارا
لبریز مری عمر کا ہو جائے پیالہ — اتنا تو ملے شربتِ دیدار تمھارا
گھر بیٹھے ملے مفت جو ہو دین خدا کی — بکتا نہیں سودا سرِ بازار تمھارا
جبریل جگانے کو جب آئے شبِ معراج — تم خواب میں تھے بخت تھا بیدار تمھارا

حافظ کی طرف اک نگہِ لطف ہو للہ
اللہ کا بندہ ہی ۔ گنہگار تمھارا

مژگانِ تر سے حشر کا کھٹکا نکل گیا — جسکی خلش تھی دل میں وہ کانٹا نکل گیا
پیراہنِ حیات نکمّا نکل گیا — پہنے ہوئے عدم سے میں نکلا۔ نکل گیا
ٹھہرا نہ اُس نکلتے ہوئے قد کے سامنے — جب بحث آپڑی قدِ طوبیٰ نکل گیا
جنت میں آپنے جسے چاہا جگہ ملی — دوزخ سے آپنے جسے چاہا نکل گیا
طیبہ ہی دور۔ صاحبِ طیبہ مدد کرو — میں رہگیا ہوں قافلہ سارا نکل گیا

کیا پیچ و تاب کھائے وہاں کے بو مشک نے
جس راہ سے وہ گیسوؤں والا نکل گیا

گھر والے جانے دیتے نہ تنہا مدینے کو
چُپ چاپ لیکے نام خدا کا نکل گیا

دیوانے اُنکے لاکھوں ہیں۔ مشہور ہم ہوئے
نکلے جو گھر سے نام ہمارا نکل گیا

اعمال تھے بُرے مگر آئے اُنھیں پسند
دفتر خراب تھا مگر اچھّا نکل گیا

سب کچھ ملا جگہ جو درِ پاک پر ملی
در سے تمھارے کام ہمارا نکل گیا

فارغ کیا حضور نے امت کے دل کو آج
فردا سے پیشتر غمِ فردا نکل گیا

حبل الورید کی نہ رہی قید بعدِ مرگ
پھندا مرے گلے میں پڑا تھا نکل گیا

یوں آپ آسمان سے باہر نکل گئے
جیسے کمر سے آپ کی پٹکا نکل گیا

بابِ قبول بہرِ شہیدی جو وا ہوا
میں خوش ہوا کہ خوب یہ رستہ نکل گیا

حافظ کو لوگ لیگئے دفنانے کے لیے
دوڑو مدد کو۔ دور جنازہ نکل گیا

آنکھ کو لپکا پڑا ہی آپ کے دیدار کا
آنکھ سے پیارا ہی روزن آپ کی دیوار کا

ہی کفیل امت کی۔ ذاتِ احمدِ ذی اختیار
ہی وکیل اللہ ذاتِ احمدِ مختار کا

آپکے زائر ہیں یا اللہ کے مہمان ہیں
روز چکھتے ہیں مزہ سب عزتِ دیدار کا

ہی وہ ہی مرضی خدا کی جو رضا محبوب کی
اس سے ہو سکتا ہی اندازہ خدا کے پیار کا

رات دن گھر بیٹھے روضے کی زیارت ہے نصیب
سامنے آنکھوں کے ہے نقشہ در و دیوار کا

حیرت ایسی چھائی روضے میں صفائے حسن سے
بنگیا آخر کو آئینہ ہر اک دیوار کا

غش ہمارا کچھ نہیں موقوف نورِ طور پر
گر پڑیں دیکھیں جو سایہ روضے کی دیوار کا

لی مریضِ ناتواں نے روضے میں جاکر پناہ
آڑ میں دیوار کی ۔ سایہ چھپا دیوار کا

بخشوا کر مول لیتے ہیں غلاموں کو حضور
یوں چکا لیتے ہیں سودا عشق کے بازار کا

نورِ حضرت کی بدولت حسن کی دولت ملی
حضرتِ یوسف! یہ کچھ سودا نہیں بازار کا

ہم مدینے جانتے ہی ۔ خود تیرے ہاتھوں بک گئے
مصر میں اک مدت سے تھا سودا ترے بازار کا

میں ہوں مجرم ۔ مجھکو مجرموں میں تو رسوا نکر
رکھ لے پردہ اہلِ دیں میں ایک دنیا دار کا

بھیڑ ہی بھیڑ روضے پر ۔ گری پڑتی ہے خلق
مر نجائے کوئی بھوکا آپ کے دیدار کا

خیرہ ہو جاتی ہیں آنکھیں کثرتِ انوار سے
کام دروازے سے بھی لیتے ہیں وہ دیوار کا

خواب کیسا جاگتے ہی ہیں نظر آئینگے آپ
ایک دن چمکیگا تارا دیدۂ بیدار کا

کچھ نہ پوچھو خارِ صحرائے عرب کی لذتیں
پاؤں میں چبھنا تھا یا دل سے نکلنا خار کا

ایک **حافظ** اور فکرِ دین و دنیا بیشمار
کیا کرے فکرِ غزل ۔ جب ہو ہجوم افکار کا

پہلو میں ڈھونڈھتا ہوں دلِ زار کیا ہوا
سرکار کا خزینۂ اسرار کیا ہوا

یوسف کہاں - وہ مصر کا بازار کیا ہوا
وہ جنس کیا ہوئی وہ خریدار کیا ہوا

شربت پلانے آئے ہیں احباب نزع میں
جینے سے سیر تشنۂ دیدار کیا ہوا

دل پر مرے وہ ہاتھ ہی - لب پر ہی یہ سوال
آزار دل کا تھا جو دل آزار کیا ہوا

آنکھوں سے جانِ زار بھی نکلی - نگاہ بھی
اک تجھکو میری حسرتِ دیدار کیا ہوا

اُنکا تو میں غلامِ درم ناخریدہ تھا
سر بیچکر ہوا جو خریدار کیا ہوا

روزِ جزا وہ ملک وہ کشور وہ دبدبہ
جز ذاتِ پاکِ واحدِ قہّار کیا ہوا

کیسی پڑی ہی محکمۂ عشق میں پکار
دل جسکا نام ہی وہ گنہگار کیا ہوا

کافی ہی چشمِ دل - نہ سہی دیدہائے سر
پھوٹے جو دونوں کاسۂ دیدار کیا ہوا

سب اچھے اچھے اب مجھے اچھا سمجھتے ہیں
اچھا ہوا - اُن آنکھوں کا بیمار کیا ہوا

پوچھا یہ اُنکے رحم نے سب حال پوچھکر
غمِ عاقبت کا عاقبتِ کار کیا ہوا

گلیوں میں کیوں بہی بہی پھرنے لگی شراب
ٹوٹا پڑا ہی کیوں خُمِ خمّار کیا ہوا

ڈھونڈھونگا اس پتے سے میں بازارِ حشر میں
اپنے غلاموں کا وہ خریدار کیا ہوا

ملتی پناہ مجھکو قیامت کی دھوپ سے
مولے! تمھارا سایۂ دیوار کیا ہوا

بیمار ہو کے آپ کے در پر میں جان دوں
اور آکے لوگ پوچھیں وہ بیمار کیا ہوا

دیتا ہی کربلا کا ہر اک ذرّہ یہ صدا
سر دار کیا ہوا - سرِ سردار کیا ہوا

عظمت نکی جو نامِ رسولِ انام کی
پھر کہیے - فرق کا فرو دیندار کیا ہوا

شیدا ہوا حضور کا - جب سے ہوا شعور
دیوانہ ہو گیا ہوں میں - ہشیار کیا ہوا

سب جانتے ہیں مجھکو - ہی جنت کی آرزو
روضے کے غم میں جینے سے بیزار کیا ہوا

بیخود ہوا حبیبِ خدا کی تلاش میں
گم ہو گیا میں اُنکا طلبگار کیا ہوا

رونا ہی پھوٹ پھوٹ کے چھالا قدم قدم
چبھتا رہِ مدینہ میں - وہ خار کیا ہوا

کھویا گیا میں آپ ہی - اللہ ری بیخودی
غائب ہوا - میں حاضرِ دربار کیا ہوا

حافظ ہی یاد کچھ تجھے روزِ الست کی
مردِ خدا وہ عہد وہ اقرار کیا ہوا

محشر میں غم ہی - غم کا خریدار کیا ہوا
غم - خوار پھر رہا ہی وہ غمخوار کیا ہوا

وہ جانِ جاں وسیلۂ دیدار کیا ہوا
آنکھوں کی آنکھ روزنِ دیوار کیا ہوا

جنت میں بیقرار ہیں روضے کی حسرت
وہ نورِ در - وہ سایۂ دیوار کیا ہوا

کھلتا نہیں یہ بھید کہ مولے کے سامنے
کھلتا نہیں ہی کیوں لبِ اظہار کیا ہوا

سوئے تو ہنس پڑے کہ حضور آئے خواب میں
جاگے تو روئے ہم کہ وہ دیدار کیا ہوا

تابِ جمال دیکھنے کی کسکو تاب تھی
وہ پردہ اوٹھکے مانعِ دیدار کیا ہوا

کیا توبہ کرکے ہوا میں شفاعت سے نا امید
ترکِ گنہ سے اور گنہگار کیا ہوا

قسمت کا پھیر ہند میں یوں مجھکو پھیر لائے — تھا بار بار باب جس میں وہ دربار کیا ہوا

جینے سے ہی سوا - جو ہو مرنا حضور میں — مرنا اگر یہی ہے - تو دشوار کیا ہوا

اک روز جام زندگی تلخ بھر نہ جائے — اب تک ملا نہ شربت دیدار کیا ہوا

منھ تلخی اجل سے بگڑتا ہے نزع میں — مولے! تمہارا شربت دیدار کیا ہوا

پیتا ہوں گھونٹ زہر کے مرتا ہوں تلخکام — موت آگئی وہ شربت دیدار کیا ہوا

مولے کی ہے تلاش غلاموں کو روز حشر — مطلوب ڈھونڈھتے ہیں طلبگار کیا ہوا

بازار حشر - عاصیوں سے بھرا پڑا — چھوڑا اُجاڑ کر - وہ خریدار کیا ہوا

وہ میں - وہ ننگے پاوں - وہ چھالے - وہ بن کہاں — چبھتا ہوا وہ دل میں ہر اک خار کیا ہوا

تھی جو خلش کی چھیڑ مزیدار - کیا ہوی — تھا جس سے دل کو چین - وہ آزار کیا ہوا

حافظ! دوبارہ کیوں نہ گئے تم حجاز کو
مرد خدا وہ عہد وہ اقرار کیا ہوا

وعدہ اللہ کا جو سمجھے کہ جھوٹا ہوگا — وہ کہے اور بھی تمنا کوئی پیدا ہوگا

قطعہ ۸ شعر

حشر کے روز - قیامت کا تماشا ہوگا — گرد مولے کے گنہگاروں کا میلا ہوگا

غول اک سمت گنہگاروں کے پھنستے ہونگے — بیگناہوں کا کہیں فیصلہ ہوتا ہوگا

ذرہ بھر خیر کا ہوگا کوئی بیکس محتاج
بال بھر پلہ نیکی کہیں ہلکا ہوگا

منہ تکیگا کوئی نیکوں کا عجب حسرت سے
خوف سے منہ جو ذرا سا نکل آیا ہوگا

آفتاب آکے کھڑا ہوگا سوا نیزے پر
جسکی گرمی سے ہر اک مغز پگھلتا ہوگا

وہ حرارت ۔ وہ کڑی دھوپ ۔ وہ تانبے کی زمیں
چھاتی چھاتی کہیں تلووں کا پسینا ہوگا

کوئی اپنا ۔ نہ بیگانہ ۔ نہ عزیز اور قریب
باپ ماں ۔ بھائی بہن ۔ بیٹی نہ بیٹا ہوگا

غول کے غول چلے جائینگے جنت کی طرف
جس طرف چشم شفاعت کا اشارا ہوگا

اوٹھنے والی تھی جو ہو سے اس شبِ معراج برات
پہنچتا نہ کوئی اسکا یدِ بیضا ہوگا

وعدہ روزِ قیامت کا عبث ہی **حافظ**
ہونے والا تری قسمت میں جو ہوگا ہوگا

برقِ جمال سے دلِ دیوانہ جلگیا
مشعل کے پاس جاتے ہی پروانہ جلگیا

سینے سے چند روز تو اوٹھتا رہا دھواں
آخر سلگ سلگ کے یہ کاشانہ جلگیا

لایا دلِ شکستہ نہ تاب اک نگاہ کی
بجلی گری ۔ فقیر کا ویرانہ جلگیا

جلوے خدا کے نور کے ۔ ہیں ہر جگہ نئے
پتھر تو جلگئے ۔ یدِ بیضا نہ جلگیا

بوٹا جلا ۔ پہاڑ جلا ۔ حضرتِ کلیم!
سب کچھ جلا ۔ وہ بیچ کا پردہ نہ جلگیا

دل میں نہ کوئی تخمِ تمنا ہرا ہوا
بویا زمینِ شور میں جو دانہ ۔ جلگیا

تھی جھونپڑے میں برق سے پل بھر کی روشنی — اندھیر یہ ہوا کہ سیہ خانہ جلگیا
بیجا نہ تھا یہ رشک کہ منبر کی چڑھ بنی — تھا چوبِ خشک استنِ حنّانہ جلگیا
طوفانِ اشک و نالۂ جانسوز۔ الاماں — میں ہوں وہ سخت جاں کہ نہ ڈوبا نہ جلگیا
دل جلگیا۔ تو دل میں سوا غم کے تھا ہی کیا — ہے یہ خوشی کی بات کہ غمخانہ جلگیا

حافظ بلا سے۔ دل میں اگر آگ لگ گئی
ویرانے میں مرے سے نہ کچھ تھا نہ جلگیا

چترِ رحمت میرے سر پہ سایہ گستر ہوگیا — چاند جبکا۔ آفتابِ روزِ محشر ہوگیا
رفتہ رفتہ ذرّہ خورشیدِ انور ہوگیا — اتنی ہی نسبت بڑھی جتنا میں کمتر ہوگیا
سچ یہ ہی کرتی ہی تہمت بھی بشر کو لے وقار — سرگراں مشہور ہو کر میں سبکسر ہوگیا
میرا ذمہ۔ ابکے جو پہلو سے باہر ہو نہ جائے — پہلے جلوے میں تو دل قابو سے باہر ہوگیا
کچھ بچھونا آپ کے غم نے تنِ بیمار میں — ایک رُخ قالب کا بستر۔ ایک چادر ہوگیا
موندلیں آنکھیں تو دل کو نورِ یکسوئی ملا — ہوگئے جب بند روزن گھر منوّر ہوگیا
ایک تھا بے پردہ جلوہ جس نے لوٹا گھر کا گھر — دل سے بل۔ دل تن سے۔ تن جامے سے باہر ہوگیا
المدد بیتابیِ دل! ہاں ذرا تڑپا تو دے — صبر ٹلتا ہی نہیں چھاتی کا پتھّر ہوگیا
اللہ اللہ تندہی کتنی مئے عشق ہی — شیشۂ دل چور۔ ٹکڑے کاسۂ سر ہوگیا

فتنۂ یاجوجِ ظلمت سے صفا نے دی پناہ
دل جب آئینہ بنا سدِّ سکندر ہو گیا

پائی ضبطِ گریہ سے عشقِ نبی میں آبرو
جم گیا جو قطرہ آنسو کا وہ گوہر ہو گیا

غش نے آ کر دل کی بیتابی کا پردہ رکھ لیا
پردہ در سمجھے تھے جس کو پردۂ در ہو گیا

سادہ لوحی ہی مری۔ سادی نہیں لوحِ جبیں
میری قسمت کا لکھا۔ حرفِ مقدّر ہو گیا

سر میں سودا۔ دل میں وحشت۔ ایک ہی شی کا تھا نام
پاؤں میں جا کر اُسی کا نام چکّر ہو گیا

تم ہو میرے دل میں۔ دل غیروں سے خالی۔ آنکھ بند
کون آ سکتا ہی گھر میں۔ بند جب در ہو گیا

روئے مولے دیکھتے ہی آنکھ میں آنسو تھا
قطرۂ شبنم نیازِ مہرِ انور ہو گیا

اللہ اللہ کہتے کہتے کعبے کا پایا لقب
اللہ اللہ اب تو دل اللہ کا گھر ہو گیا

اُنکے قبضے۔ اُنکے کہنے میں ہی اب تک دل مرا
گو مرے پہلو مرے قابو سے باہر ہو گیا

گھر کی حد سے حدِّ آبادی سے۔ حدِّ شرع سے
آپ کا دیوانہ کس کس حد سے باہر ہو گیا

عشق کی سرکار سے روزی ہوا نالوں کا شغل
رات دن کا اک وظیفہ سا مقرر ہو گیا

بزمِ ساقی میں حریفوں سے میں پہنچا دیر کو
میرے آتے آتے اک اک دورِ ساغر ہو گیا

لختِ دل آنکھوں میں ہیں۔ پہلو میں ہی دل لخت لخت
شکر ہی۔ دو گھر بسے۔ ویران اک گھر ہو گیا

قطعہ

مدّتوں سے مکّے میں تھا انقلابِ روزگار
غالب آخر کفر پر۔ دینِ پیمبر ہو گیا

خوفِ حق سے اہلِ باطل گوشے میں چھپتے پھرے
آشکارا زورِ بازوئے پیمبر ہو گیا

کون بازوئے پیمبر مرتضےٰ شیرِ خدا
جسکا اک سچا لقب نفسِ پیمبر ہو گیا

صف شکن صفدر وہی ہو جسکے لیے ید اللہ آپ
وہ درندہ شیر جسکا نام حیدر ہو گیا

دعویٰ مردانگی بیجا ہے ہر اک پیر و جواں
لَا فَتٰی اِلَّا عَلِی کا وِرد از بر ہو گیا

بُت جو ٹوٹا دی صدا لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار
شرکِ اکبر قائلِ اَللّٰہُ اَکْبَر ہو گیا

اٹھ گیا قبضہ بتوں کا تھا جو بیت اللہ پہ
دخلِ دیں کعبے کے اندر اور باہر ہو گیا

اپنے اونچے بت بلندی سے گرائے منہ کے بل
جب ید اللہ راکبِ دوشِ پیمبر ہو گیا

ترشے تھے دس بیس پتھر ایک اک بت کے لیے
ٹوٹ کر ایک ایک بت دس بیس پتھر ہو گیا

جان پھر آئی سلامت ہند کو حافظ کے ساتھ
دل فدائے روضہ و محراب و منبر ہو گیا

ہے سرِ عرش جلوہ گر نامِ جنابِ مصطفےٰ
خلد کے پتے پتے پہ نامِ جنابِ مصطفےٰ

شام سے لیکے تا سحر لیتے ہیں رات بھر
جن و بشر شجر حجر نامِ جنابِ مصطفےٰ

دنگ ہیں دیکھ دیکھ کر سیدنا ابو البشر
کرسی و لوح و عرش پر نامِ جنابِ مصطفےٰ

زیر و زبر ادھر اُدھر اوٹھ کے گئی نظر جدھر
آیا لکھا ہوا نظر نامِ جنابِ مصطفےٰ

جب سرِ لوح لکھ چکا وحدتِ شانِ کبریا
آیا زبانِ خامہ پر نامِ جنابِ مصطفےٰ

مانتے ہیں اسے سبھی کوئی ولی ہو یا نبی
ناموں میں ہی نامور نامِ جنابِ مصطفےٰ

جانتے ہیں انہیں سبھی مبتدی اور منتہی
صاف لکھا ہی لوح پہ نامِ جنابِ مصطفےٰ

نامِ خدا رہا ہی یہ نامِ خدا کے ساتھ ساتھ
کم ہی دکھائے جو اثر نامِ جنابِ مصطفےٰ

رحمتیں آئیں جھومتی پیارے لبوں کو چومتی
نامِ خدا میں لوں اگر نامِ جنابِ مصطفےٰ

دل سے یہ سُن لو مومنو صلِّ علی النبی کہو
پڑھتے ہوئے سنو اگر نامِ جنابِ مصطفےٰ

حافظِ بے نوا کی ہی حق سے دعا کہ وقتِ مرگ
آئے مری زبان پر نامِ جنابِ مصطفےٰ

زینتِ عرش جب ہوا نورِ خدا کے نور کا
کون و مکاں میں چھا گیا نورِ خدا کے نور کا

نورِ خدا سے تھا بنا نورِ خدا کے نور کا
پر نہ خدا سے تھا جدا نورِ خدا کے نور کا

چار طرف تھی روشنی نورِ خدا کی جلوہ گر
چار طرف محیط تھا نورِ خدا کے نور کا

فرش زمین و آسماں عرشِ بریں و لامکاں
جلوہ نما تھا جا بجا نورِ خدا کے نور کا

نامِ خدا عجب مزہ نامِ خدا میں ہی بھرا
کیوں نہ کہے خدا خدا نورِ خدا کے نور کا

کیا تھی زمین کی بساط کون کی کیا تھی کائنات
باعثِ کائنات تھا نورِ خدا کے نور کا

نورِ خدا سے پیشتر ایک خدا کی ذات تھی
باعثِ خلقِ ماسوائے نورِ خدا کے نور کا

گو کہ ہی ظل سے پاک صاف ذات خدائے پاک کی
ذات کا ظلِّ پاک تھا نورِ خدا کے نور کا

نامِ خدا حضور نے نامِ خدا اسکا دیا
ہے بخدا خدا نما نورِ خدا کے نور کا

آئے گئے مکان سے نکلے میں لامکان تک
نورِ خدا سے جا ملا نورِ خدا کے نور کا

حافظ بے سواد کا پست ہے آگے حوصلہ
نامہ سیہ کجا ۔ کجا نورِ خدا کے نور کا

مٹایا رہ استانارا ستی کا
نکالا آپ نے بل ہر کجی کا

ہے جتنا پاس انھیں ہر امتی کا
کسی کو ہے خیال اتنا کسی کا

کوئی میرا ۔ نہ میں بیکس کسی کا
ہے میری بیکسی ۔ میں بیکسی کا

ہنسا کرتے تھے ہم روتے ہو دل پہ
ہمیں رونا ہے اب اپنی ہنسی کا

ہنسی آتی ہے مجھکو زخم دل پہ
کراسنے کیوں چڑھایا منھ ہنسی کا

مرے دل میں رہے ذکرِ الٰہی
مرے لب پہ ہو نعرہ یا نبی کا

خدا نے موتیوں سے بھر دیا منھ
کیا جب وصف دندانِ نبی کا

غنی دل ۔ ہاتھ خالی ۔ اللہ اللہ
لبوں پر ذکر ۲ اللہ و غنی کا

سخی کا ہاتھ ہو ۔ جھولی گدا کی
گدا کا ہاتھ ہو ۔ دامن سخی کا

غلاموں کی غلامی ۔ ہے مرا فخر
مرا منھ ۔ اور دعوی عاشقی کا

فنا کر دیتی ہے باقی سے واصل
ہے وصل و ہجر جھگڑا جیتے جی کا

قطعہ

نہ پوچھو میرے جینے کا سہارا — میں مرتا ہوں کہوں کیا حال جی کا
بندھی ہی ایک امیدِ مرگِ طیبہ — یہی تو آسرا ہی زندگی کا
خدا والے سے میری لو لگی ہی — خدا والی ہی میری بیکسی کا
پڑا ہی جی زیارت میں کبھی ہو — میں اتنا مرچکا ہوتا کبھی کا
نجف میں مدتوں گونجیگا جاکر — جو نکلا منہ سے نعرہ یا علی کا

قطعہ

کھڑا ہی دست بستہ ایک سائل — لبوں پر ہی وظیفہ یا نبی کا
نہ مانگا ہی نہ مانگیگا کسی سے — سہارا ہی فقط ایک آپ ہی کا
ٹلیگا لیکے منہ مانگی مرادیں — یہ دروانہ غنی کا ہی سخی کا
مرادیں جس نے جو مانگیں وہ پائیں — سوال ایک ہوا ہی رد کسی کا
جگر گوشوں کا صدقہ مانگتا ہی — غلام سنے نواسوں لئے علی کا

یہ سائل ہند کا ہی۔ نام **حافظ**
سمجھیں روشن ہی جو مطلب ہی جی کا

پتھر کے برابر نہیں رتبہ مرے سر کا — ہی سر کے برابر مجھے پتھر ترے در کا

مجھسے ہی مرے سر کو تقاضا ترے در کا
مل جائے وہ در یہ بوجھ اُتر جائے یہ سر کا

دیکھا ہوا رستہ ہے۔ مدینے کو چلی چل
ای جان۔ اگر تن سے ارادہ ہے سفر کا

اشکوں نے ہٹانے نہ دیا ہاتھ کو دامن
پلّہ نہوا پاک مرے دیدۂ تر کا

خورشید قیامت میں قیامت کی ہے گرمی
چھوٹا ہوا اچھا ہے مرے داغِ جگر کا

چمکا صفِ محشر میں جو خورشید شفاعت
دم خشک ہوا دم میں مرے دامنِ تر کا

دیوانہ مدینے کو چلا گھر سے نکل کر
سب پوچھ رہے ہیں کہ ارادہ ہے کدھر کا

رکھتا ہوں لگائے ہوے آئینۂ دل سے
نقشہ بھی تو محبوب ہے محبوب کے گھر کا

حافظ میں کہاں اور کہاں مدحتِ مولےٰ
کیا تابِ بشر وصف لکھے فخرِ بشر کا

دم ہجر میں حضرت کے نکل جائے تو اچھا
بگڑی ہوئی حالت ہی سنبھل جائے تو اچھا

تقدیر سے تدبیر جو چل جائے تو اچھا
تدبیر سے تقدیر بدل جائے تو اچھا

دم گھٹنے لگا ابنوہِ غمِ ہجرِ نبی میں
گھبرا کے جو سینے سے نکل جائے تو اچھا

مجھسے مری تصنیف وہ سننے کو بلالیں
فقرہ بہت اچھا ہے یہ چل جائے تو اچھا

چھالے ہوں مرے پاؤں ہوں صحرائے عرب ہو
یہ نخلِ تمنا مرا پھل جائے تو اچھا

آنسو بہت اُمڈے ہوے ہیں شرم گنہ سے
یہ چشمۂ رحمت ہے اُبل جائے تو اچھا

جس جی میں نہو عشق وہ مرجاے تو بہتر
وہ آئے ہیں۔ ای جان ذرا تھم کے نکلنا
سینے میں دم اٹکا ہی۔ مدد کر مددا ای مرگ
بخفلے کا سفر دور ہی۔ ڈرتا ہوں اکیلا
سرکار میں فریاد پہنچ جاے تو ہی خوب
خالق سے دعا کیجیے۔ مولے سے توسل
ہمت نہیں۔ قوت نہیں۔ روضہ ہی ابھی دور
ہیں نزع میں ہوں۔ آمد مولے کی خبر ہی

جس دل میں نہو آگ وہ جل جاے تو اچھا
دیدار کی حسرت بھی نکل جاے تو اچھا
کانٹا سا کھٹکتا ہی۔ نکل جاے تو اچھا
ہمراہ اگر حسن عمل جاے تو اچھا
دربار نبی میں یہ غزل جاے تو اچھا
تدبیر تو اچھی ہی یہ چل جاے تو اچھا
تھوڑی سی زمیں آگے کو ٹل جاے تو اچھا
کچھ دیر کو آئی ہوئی ٹل جاے تو اچھا

تصنیف سنیں بھی نہ مصنف ہی سے مولے
حافظ ہی سنانے یہ غزل جاے تو اچھا

بدن سے روح رواں اتنا آپ ودانہ اوٹھا
اُنھیں تو رحم کا ہی پاس مجھکو یہ وسواس
اوٹھیگا آپ مدینے کے رُخ ہمارا اُمنھ
ہی بوجھ ضعف کے احسان کا بہت مجھپر
گھڑی وہ کونسی آئی کہ خانۂ دل سے

اب اس چمن سے مری بلبل آشیانہ اوٹھا
مدد کو وقت پڑا ای درد تو اوٹھا نہ اوٹھا
دیارِ ہند سے جس وقت آب ودانہ اوٹھا
رسولِ پاک کے در سے اوٹھا گیا نہ اوٹھا
نبی کے ہجر میں شورِ خدا اخدا نہ اوٹھا

پڑا رہا درِ محبوب پر ۔ زہے قسمت
میں مرتے مرتے محبت میں مرگیا بے موت
گرے پڑے کا ٹھکانا ہی تیرے ہی در پر
بھلا ہو ضعف کا ۔ جسکے طفیل اُس در پر
جبیں کو ایک ہی سجدے کی نذر ہوتا تھا
سفر کے دھیان میں بھی صرف ہے سفر تو سفر

گناہگار کا بھاری جنازہ تھا نہ اوٹھا
اجل کا ناز (میں دنیا سے اوٹھ گیا) نہ اوٹھا
میں گرتے پڑتے ٹھکانے پر آپڑا نہ اوٹھا
میں لڑکھڑا کے گرا ۔ پھر گرا ہوا نہ اوٹھا
سرِ سجود کو اوٹھنا ہی بار تھا نہ اوٹھا
کھُلے خزانے مضامین کا خزانہ نہ اوٹھا

یہ دوستوں کی خوشی پوری کی گئی حافظ
بدیہہ لکھنے کو از خود قلم نہ اوٹھا

بُرا ہو ناتوانی کا ۔ بُرا ہو وحشتِ دل کا
اوٹھوں تو آنکھ کو کھٹکوں جو بیٹھوں بار ہوں دل کا
کہاں کا پانی آیا تھا کہاں کی مٹی آئی تھی
بھڑک اوٹھا اگر شعلہ تو نالے صور پھونکینگے
مرے پہلو کو بھی پھونکا مرے سینے کو بھی پھونکا
دکھا کر چھیڑ کر دل کو مرے تڑپائے جاتا ہے
بھری رہ جائیگی حسرت تو دل رہ جائیگا مرکر

میں گھر کا ہوں نہ باہر کا نہ رستے کا نہ منزل کا
نصیبوں سے میں ہم پلہ ہوا ہوں گردِ منزل کا
اوٹھایا تھا خمیر ای میرے عامل نے جب مری گل کا
قیامت ہی سلگتا چھپکے چھپکے آتشِ دل کا
بُرا ہو آتشِ دل کا ۔ بُرا ہو آتشِ دل کا
یہ اپنے حق میں کانٹے بو رہا ہے آبلہ دل کا
تہی ہو جائیگا قالب مرے حسرت بھرے دل کا

گناہِ عاشقی سے مرتے مرتے بھی نکی توبہ
خدا رحمت کرے۔ دم تھا غنیمت حسرتِ دل کا

مجھے دیکھا جو در پر۔ اپنے دربانوں سے فرمایا
پڑا رہنے دو کوئی ہو۔ تھکا ماندہ ہی منزل کا

خدا کا نام لیکر چلدیے ہم ٹھوکریں کھاتے
رہِ طیبہ میں قدموں سے لگا ہی توشہ منزل کا

ٹپکتا ہی یہی ہر وقت کے آنسو ٹپکنے سے
بغل میں رہگیا ہی ٹوٹکر شیشہ مرے دل کا

مرا دل اُنکے گھر ہی۔ اور اُنکا گھر مرے دل میں
اُنھیں کو خوب ہی معلوم جو ارمان ہی دل کا

جو رہنا ہی اُنھیں چھپ رہیں چھپکر چشمِ مردم سے
مری آنکھوں سے بہتر ہی۔ مرا اُنکو تکدہ دل کا

جگر کا دل کا اُف رے ضبط۔ کوئی اُف نہیں کرتا
جگر کا ہی یہ۔ دل دیکھو۔ جگر دیکھو مرے دل کا

غمِ مولا کے رہنے کو بہت ہی اس میں گنجایش
عبث ہی **حافظِ** دلتنگ کو غمِ تنگیِ دل کا

کیا کہیے کیا ہوا ترا جلوہ جہاں ہوا
دل سا مکاں ہو کے فنا لامکاں ہوا

گھل گھل کے ہجرِ شہ میں بہت ناتواں ہوا
ایسا سبک ہوا ہوں کہ اوٹھنا گراں ہوا

مولے کا عشق عارض و گیسو عیاں ہوا
رخ پر سفید رنگ۔ لبوں پر دھواں ہوا

نالے نے پہلے کرلی ادا خدمتِ جرس
اشکِ رواں کا قافلہ پیچھے رواں ہوا

آنکھوں میں بس گیا تو وہ آنکھوں سے چھپ گیا
میری نظر سے میری نظر سا نہاں ہوا

کیسا چراغ۔ کسکا فتیلہ۔ کہاں کی شمع
اک بیکسی کا داغ۔ کسِ بیکساں ہوا

کچھ نام کا نشان - نہ کچھ نام کو نشان
بے نام و بے نشاں مرا نام و نشاں ہوا

دل میں نہو گی دو کی سمائی - خدا گواہ
یادِ خدا نہو گی جو عشقِ بتاں ہوا

کوئی مکین ہی نہ کسی کا مکان ہی
تیرا ہی گھر مکان سے تالا مکاں ہوا

دن رات طفلِ اشک کو رونے سے کام ہی
بھولا کبھی نہ یہ سبق - ایسا رواں ہوا

تم تک پہنچکے لڑ ہی چکے تھے مرے نصیب
تھوڑے سے فاصلے کا قدم درمیاں ہوا

بے پردہ تجھکو دیکھنے کی کسکو تاب تھی
پردے میں عاشقوں سے عبث تو نہاں ہوا

آئی کوئی دوا تو کہا اوڑھکے دردنے
کہیے تو خیر ہی ادھر آنا کہاں ہوا

تقدیر سے ملا ہی نہ مجھے گوہرِ مراد
دندانِ شہ کے وصف میں گوہر فشاں ہوا

حافظ کہاں ہم اور کہاں بختِ زائراں
منہ تکتے رہگئے جو رواں کارواں ہوا

تھا جیتے جی تو مرنے کا کھٹکا لگا ہوا
مرنے کے بعد جینے کا دھڑکا سوا ہوا

کھولا جواب نامے کا پردہ چھپا ڈھکا
چھوڑا مرے کفن کا لفافہ کھلا ہوا

کیا کچھ ہوا - جو ہیچ ہوا - کچھ نہ پوچھیے
ناچیز ہو کے چیز ہوا - کیا سے کیا ہوا

مولے بھلا ہو - سن لے یہی جانکر صدا
اک بینوا غریب گدا کا بھلا ہوا

ہاں ای نگاہِ دیدۂ دل - بڑھکے دیکھنا
پھرتا ہی سامنے وہ نظر سے چھپا ہوا

کیا کیا دکھا رہا ہی تماشے نئے نئے
رہتا ہی خود نظر سے نظر سا چھپا ہوا

دیکھا نظر اٹھا کے جو روزِ سیاہ میں
تیلم کے لیے تھا اندھیرا جھکا ہوا

کرتا ہی دشتِ طیبہ کے کانٹوں کو پایمال
ہی آبلے کی آنکھ کا پانی ڈھلا ہوا

اک ٹھیس کی ہی دیر، چھلک جائیگا ابھی
پیمانہ عمر کا ہی لبا لب بھرا ہوا

بتر ابتر اہو ضعف - ترے پاوں ٹوٹ جائیں
میں گھر پڑا ہوں - دل ہی عرب میں پڑا ہوا

چھوٹے بڑے گناہوں کی دو گٹھڑیاں جدا
ترتیب سے ہی رختِ سفر کا بندھا ہوا

ملکِ عدم کو مومن اسی ڈر سے جاتے ہیں
ملتا ہی راہ میں در تو یہ کھلا ہوا

لب ہل سکے نہ شکرِ نمکداں کے واسطے
حقِ نمک نہ زخمِ جگر سے ادا ہوا

طیبہ میں کھو کے دل کو ہوئے خوش ہم اسقدر
پایا ہو جیسے مفت - کہیں کچھ پڑا ہوا

حافظ کو تیرے غم کے سوا کوئی غم نہیں
آفت میں مبتلا نہ ترا مبتلا ہوا

پہنچ کے انکی گلی میں ہلاک ہو جاتا
یہ خاکسار - مدینے کی خاک ہو جاتا

نہ بھلے کو چرخ مقابل نہ خاکیوں سے ہوا
یہ ایک آہ میں تو جل کے خاک ہو جاتا

یہ تارِ اشک - نبی کے قدم - کہاں قسمت
شراکِ نعل ہی میں اشتراک ہو جاتا

جو خاکِ ہند میں مٹی پلید ہوتی تھی
تو اس پلید کا قصہ ہی پاک ہو جاتا

نہ بھولتے کبھی احسان ہم تو دستِ جنوں
اگر یہ پردۂ ناموس چاک ہو جاتا

ہمارے دفترِ بد کو تو دیکھ - دیدۂ تر
کسی طرح تو یہ رو دھو کے پاک ہو جاتا

وہ دلنواز - اگر آکے ہاتھ رکھ دیتے
تو ہاتھ بھر کا دلِ دردناک ہو جاتا

تری گلی میں مروں کاش بیکسی کی موت
مرا فسانہ ذرا دردناک ہو جاتا

یہ جان بحرِ محبت میں غرق ہو جاتی
یہ تن کا جامۂ ناپاک پاک ہو جاتا

یہ روح روضے کی چڑیوں میں جا کے مل جاتی
یہ جسم زاغ و زغن کی خوراک ہو جاتا

میں آبلے کو سمجھتا کہ دوسرا دل ہے
جو دل کو اسکی تپک سے تپاک ہو جاتا

کبھی کبھی تو چمک درد کی بھی ہو جاتی
کہ دل کا داغ ذرا تابناک ہو جاتا

ہوائے طیبہ سے در پردہ راہ ہو جاتی
چھپا ہوا کوئی سینے میں چاک ہو جاتا

دمِ اخیر جو وہ اک جھلک دکھا دیتے
فدائے نعرۂ روحی فداک ہو جاتا

بس اب تو ایک ہی باقی ہے آرزو **حافظ**
زمینِ طیبہ میں گل سڑ کے خاک ہو جاتا

یہ کیوں کہوں - دلِ پرخوں کو اضطراب ملا
کہ اضطراب کو دل - دل کو خونِ ناب ملا

ملا تو حضرتِ دل - تمکو اضطراب ملا
عذاب میں مجھے ڈالا تو کیا ثواب ملا

عذاب جھیلکے جب جان کو ثواب ملا
ثواب کا ہے کو - اک جان کا عذاب ملا

مرا نصیب جو کروٹ بھی لے تو مجھ سے کہے
ترے نصیب کا بھی سب مجھی کو خواب ملا

عوض نصیب کے ۔ آنکھوں نے پائی بیداری
مرے نصیب کا قیمت کو میری خواب ملا

ہوی ہیں لذّتِ ایذا سے لذّت ۔ ایذا ہیں
ملیگی روح کو راحت اگر عذاب ملا

زمانہ ہم سے پھرا اور ہم زمانے سے
تو انقلاب میں ایک اور انقلاب ملا

ہیں خوش ہوا کہ مقدّر مرا ہوا سیدھا
جو انقلاب ہیں اور آکے انقلاب ہوا

سوالِ دید کو جانے دو ۔ یہ بتا دو جواب
بتائیں کیا ۔ جو کوئی پوچھے ۔ کیا جواب ملا

ہماری توبہ بھی سر مار مار کر ٹوٹی
نہ کوئی چارۂ آسانِ سدّ باب ملا

جواب کو تو نہ ترسا ۔ سوال ملنے کا
ملا ملا نہ ملا ۔ ملنے کا جواب ملا

کرینگے خوب مرمت وہ خانۂ دل کی
اگر شکستہ و خستہ ملا ۔ خراب ملا

چلا ادھر سے میں بچپن میں جانبِ پیری
اُدھر سے راہ میں آتا ہوا شباب ملا

شرابِ ناب کا سائل نہیں میں ای ساقی
گلابِ ناب ہیں توحید کی شراب ملا

یہاں خدا ہی خدا ہی ۔ بتوں کا نام نہیں
ملا خدا سے جو دل ۔ کعبے کا جواب ملا

مشاعرے میں سنانے کے قابل ای حافظ
نہ کوئی شعر نہ مضمون انتخاب ملا

نہ کی تھی کوئی بھی نیکی مگر ثواب ملا
حساب سے تو ہمیں اجر بےحساب ملا

جو خاکسار کو بابِ ابوتراب ملا ابوتراب کے ذرّے کو آفتاب ملا

جواب سُنکے نکیرین چلدیے چُپکے ملا جواب بھی مجھسے تو لاجواب ملا

ہوی نہ تھی کوئی خدمت۔ مگر یہ دین اوسکی کہ ہمکو امتِ مرحومہ کا خطاب ملا

ملی نبی کو جو امت۔ تو امتوں سے بڑی ملا جو ہمکو بھی۔ سب سے انتخاب ملا

حضور نے شبِ معراج۔ کی یہ گرم روی گئے بھی۔ آئے بھی۔ پھر گرم فرشِ خواب ملا

بُرے۔ بھلے کو بھلے ہوگئے کرم کے طفیل عوض عذاب کے روزِ جزا ثواب ملا

کہاں ہیں طالبِ دیدار و وعدۂ فردا جو حشر کو بھی ملا تو بہت شتاب ملا

حضور سیر کر آئے سب آسمانوں کی نہ آفتاب ہی چمکا نہ ماہتاب ملا

جو خواب میں بھی نہ دیکھی تھی شکل۔ وہ دیکھی جو سوئیں آنکھیں تو بیداریِ بختِ خواب ملا

خدا نے اشکِ ندامت کی آبرو رکھ لی کہ پاک ہمکو قیامت کے دن حساب ملا

الٰہی ابتو نہیں دل کو انتظار کی تاب ملا جو تجھسے مجھے اُس سے تو شتاب ملا

ہوا ہوں غش عرقِ روے پاک کی بو پر اب آئے غش میں پینا بھی تو گلاب ملا

وہ آئی ہجرِ نبی کی بلاے روزِ سیاہ یہ تو دعا ہے سحر سے مجھے جواب ملا

ہزار بار پیے اُسکے پاوں دھو دھو کر جو کوئی بارگہِ شہ کا باریاب ملا

اُنھیں کا نور دکھائی دیا ہمیں شب و روز جو شب کو ماہ ملا۔ دن کو آفتاب ملا

خدا کے پیارے نے خیر البشر لقب پایا
ہم اُسکے صدقے۔ کہ خیر الامم خطاب ملا

بنادے اور مزیدار۔ ساقیِ کوثر
حضور کے دہنِ پاک کا لعاب ملا

لبِ سوال۔ ادب سے حضور میں نہ کھلے
زبان بول گئی۔ نطق سے جواب ملا

ہمارا نالہ جو کوہِ بخت سے ٹکرایا
صدا یہ آئی وہ بڑے بول کا جواب ملا"

شریک ہوگے برابر کے تم بھی ای حافظ
اگر ہمیں صلۂ مدحِ بوتراب ملا

ردیف (ب)

توبہ توبہ منہ مرا اور وصف شایانِ حبیب
حبذا۔ اللہ اکبر۔ شوکت و شانِ حبیب

کون لے نامِ مبارک بے ضرورت بار بار
دل فدائے نامِ نامی جان قربانِ حبیب

کچھ تو خوبی دیکھ لی ہی تو نے جو کرتا ہی پیار
کون ہی تیرے سوا یارب ادا دانِ حبیب

خاتمِ دستِ سلیماں آپ کے زیرِ نگیں
عالمِ علوی و سفلی زیرِ فرمانِ حبیب

کاش روضے پر وہ بلوا لیں ہمیں اور ایک بار
کاش ہم پھر بھی کبھی کہلائیں مہمانِ حبیب

شکر کے سجدے جنابِ حق تعالےٰ میں کریں
اُٹھ نہیں سکتا ہی سر سے بارِ احسانِ حبیب

یا الٰہی واسطہ اپنے حبیبِ پاک کا
دے مجھے حُبِّ حبیب و حُبِّ یارانِ حبیب

عرصۂ محشر میں سب کو حال وسعت کا کھُلا
ہاتھ دنیا بھر کے ہیں اور ایک دامانِ حبیب

جان سے بڑھکر نہیں کچھ - وہ ابھی دیتا ہوں میں
اک نظارے کی اجازت دے جو دربانِ حبیب

دونوں جلتے ہیں مگر دوری حضوری میں ہی فرق
ہم سے پھر اچھی رہی شمعِ شبستانِ حبیب

حشر میں حافظ کہونگا دو فرشتے ہیں گواہ
میں ہوں مدّاحِ نبی - ہیں ہم ثنا خوانِ حبیب

ردیف (ت)

میں اور اُس شہِ دوسرا کی محبّت
بھلا کیا گدا کیا گدا کی محبّت

ہوس کو ہی کیمیا کی محبت
مجھے آپ کی خاکِ پا کی محبّت

تری دشمنی دشمنی ہی خدا کی
ہی تیری محبت خدا کی محبت

اوٹھا دل میں وہ درد بیٹھی ہی جس میں
دوا کی عداوت قضا کی محبت

وہی لیگیا میرے پہلو سے دل کو
مرے دل کو جس نے عطا کی محبت

مرے دل کو پھونکا جلایا اُجاڑا
اسی گھر میں برسوں رہا کی محبت

میں آنکھوں کا سرمہ بناؤں جو ملجاے
یہ ہی آپ کی خاکِ پا کی محبت

میں کونین کو کیا کروں لیکے یارب
مجھے دے شہِ دوسرا کی محبت

نہ آنسو تھمینگے نہ آہیں رکینگی ۔ ہی طیبہ کی آب و ہوا کی محبت
فرشتے ہیں قربان - حوریں فدا ہیں ۔ کرے خاک - انسانِ خاکی محبت
نہ تابِ حضوری - نہ یارائے دوری ۔ الٰہی! یہ ہے کس بلا کی محبت
حقیقت میں ہی عشق - عشقِ الٰہی ۔ محبت - حبیبِ خدا کی محبت
عطا کرنے والا - عطا کرچکا ہی ۔ اجابت کو تیری دعا کی محبت
سمائی ہی قدرت سے چھوٹے سے دل میں ۔ نبی کی محبت - خدا کی محبت

پرائی امانت نہ کھو جائے حافظ
وہ پوچھینگے محشر میں - کیا کی محبت

نور برسانی ہوئی آئی ہی کیا آج کی رات ۔ آج کی رات ہی سرکار کی معراج کی رات
میرے نوشاہ کی شب ہی - مرے سرتاج کی رات ۔ تخت کی رات ہی یہ رات - یہی راج کی رات
آج کی رات کو سمجھو نہ شبِ قدر سے کم ۔ میرے سرکار کی شب ہی مرے سرتاج کی رات
قبض ارواح سے کھینچا ملک الموت نے ہاتھ ۔ موت سے مل گئی جانوں کو اماں آج کی رات
نیند آئی نہ وہ آئے نظر اللہ غنی ۔ جاتی ہی دولتِ دیدار کے محتاج کی رات
میرے سرکار وہاں پہنچے جہاں دن ہی نہ رات ۔ سیکڑوں مرحلے پیچھے رہی معراج کی رات

ابھی ملجائینگی منھ مانگی مرادیں حافظ

جو دعا مانگنی ہو مانگ بھی لو آج کی رات

ردیف (ث)

ہوں صاحبِ فراش میں ناشاد الغیاث
اٹھتی نہیں اٹھائے یہ اُفتاد الغیاث

کچھ میری قیدِ غم کی ہی میعاد الغیاث
کب کیجیے گا قید سے آزاد الغیاث

زنجوریِ دوام سے پاؤنگا کب نجات
کب ہوگی شاد خاطرِ ناشاد الغیاث

فریاد کرتے کرتے گلا پڑ گیا مرا
فریاد خود ہی مانعِ فریاد الغیاث

بیداد کرنے والوں نے بیداد کی بہت
تم داد دینے والے ہو دو داد الغیاث

فریاد یا نبی کہ ہی فریاد بے اثر
فریاد کو بھی تم سے ہی فریاد الغیاث

تاثیرِ الغیاث مجھے دے گئی جواب
فریادِ الغیاث ہی۔ فریاد۔ الغیاث

گھیرے ہوے ہی لشکرِ غم و اے بیکسی
اک میں ہوں دو رفیق ہیں فریاد۔ الغیاث

مجھ پر پڑا ہی وقت میں ہوں اک گرا پڑا
آکر اٹھا لو۔ ہی یہی اُفتاد الغیاث

ہی مانعِ عبادت و سجدہ۔ مرض مرا
زین العباد حضرتِ سجاد الغیاث

ہی پانچواں برس کہ جدا ہی حضور سے
حافظ کو آج تک نکیا یاد الغیاث

ردیف (ج)

بادشاہِ دیں کرو دلِ بیمار کا علاج
دنیا کے سب طبیب بتاتے ہیں لاعلاج

ہے موت یہ کہ دل کو ہی نفرت علاج سے
پرہیز جو دوا سے کرے اُسکا کیا علاج

آئے ہیں چارہ ساز خدا جانے کس لیے
سنتا ہوں میں کہ دردِ محبت ہے لاعلاج

موت آئے اور آکے چھڑا جائے درد سے
تیرے مریض کا نہیں اسکے سوا علاج

مرتا ہوں دوستو۔ مجھے طیبہ کو لے چلو
اسکے سوا نہیں ہے کوئی دوسرا علاج

پوچھا نہ آکے خود نہ بلایا حضور میں
مولیٰ! مریضِ ہجر کا اچھا کیا علاج

کہتا ہے کوئی دق کوئی سودا کوئی جنوں
تشخیص ہے یہی تو مرا ہو چکا علاج

شہ کو خبر دے آئی مرے درد کی صبا!
یہ جھوٹ ہو اگر تو بتا کیا ترا علاج

آئی نہ راس کوئی دوا دردِ عشق میں
جو کچھ کسی نے مجھکو بتایا کیا علاج

نشتر ہیں مجھکو خار مدینے کی راہ کے
جوشِ جنوں میں فصد سے بہتر تھا علاج

آہیں وہ کیا ہوئیں ترے آنسو وہ کیا ہوئے
حافظ ہوئی مدینے کی آب و ہوا علاج

ردیف (ح)

اللہ نے فصیح کیا تمکو یا فصیح
تم ہو عرب سے اور عجم سے سوا فصیح

یوں پتھروں نے آپ کا کلمہ پڑھا فصیح
گویا کہ برملا کوئی گویا ہوا فصیح

سب کے کلام سے ہی کلامِ خدا فصیح
پھر ہر کلام سے ہی کلام آپ کا فصیح

جسکی زبان گنگ تھی گویا کیا اُسے
جسکی زبان بھی نہتی اُسکو کیا فصیح

لکھوں جو حمد و نعت فصاحت سے کیا عجب
میرا خدا فصیح - رسولِ خدا فصیح

ہی شیفتہ ہیں - حمد و نعت خدا و رسول کا
اشعار کیا بلیغ ہیں - الفاظ کیا فصیح

بابِ قبول وا ہی اسی انتظار میں
کب آئے پیاری پیاری نبی کی دعا فصیح

کہتے ہیں بت پرست بھی اللہ تیری شان
نامِ خدا وہ امّی گویا ہی کیا فصیح

لب کھولے یا کلام کرے کوئی کیا مجال
لب آپ کا فصیح - کلام آپ کا فصیح

تم ہو فصیح - مجھکو فصاحت عطا کرو
مداح بھی تو چاہیے سرکار کا فصیح

موسلے کریں یہ ذکر جو مرجائے یہ غلام
اللہ بخشے **حافظ** مدّاح تھا فصیح

ردیف (خ)

ہو گئے قبلِ شفاعت جو شکارِ دوزخ
ہلکے ہوتے ہی گنہ سے - ہوئے بارِ دوزخ

دستگیری کو کرو جلد قدم رنجہ حضور
راہ تکتے ہیں گنہگار کنارِ دوزخ

شانِ رحمت جو تری ایک دکھا جائے جھلک
ابھی جگنو سے بھی کمتر ہوں شرارِ دوزخ

تیرے کوچے کے سوا اور ٹھکانا ہی کہاں
ننگِ جنت ہی نہیں بلکہ ہوں عارِ دوزخ

ایک ہی نور سے ہر چیز نے پایا ہی ظہور
قلزم و بحر و بر و جنت و نارِ دوزخ

آتشِ عشقِ نبی کے ہیں جلائے پھونکے
کیا جلائیگی ہمیں حشر میں نارِ دوزخ

آنچ کیا آئیگی۔ ہمدم ہیں جو ٹھنڈی آہیں
کہیں سرد ہوا قرب و جوارِ دوزخ

دارِ جنت میں بھی بے آپ کے آیا نہ قرار
سمجھے عشاق اُسے دارِ قرارِ دوزخ

نارِ گل۔ شعلے ہوں گلنار۔ بنیں پھول شرار
یا محمد کوئی کہدے جو کنارِ دوزخ

تو بلاؤں سے ہی امت کو بچانے والا
تیری امت کی بلا جائے کنارِ دوزخ

آہ سے حافظ دلسوختہ کی بحث چہ خوش
اُڑ بجائیں کہیں ہستی سے شرارِ دوزخ

ردیف (و)

نہیں سنتا ہی کوئی دادِ فریاد
مددای وادرس فریاد فریاد

بلا لو روضے پر۔ غم کی کوئی حد
جدائی کی کوئی میعاد فریاد

غم ٹپکتا ہی آغشتی	ہوے ہم ہند میں برباد فریاد
دہکتی ہی بنی سینے عشق کی آگ	ہوا دل کورۂ حداد فریاد
مدینے سے پڑا ہوں منزلوں دور	پڑی ہی کیا بڑی اُفتاد فریاد
مدینے میں ہے فریادرس کو	مری اب تک نہ آئی یاد فریاد
نہ خاکِ طیبہ ہاتھ آئی پئے گور	مری مٹی ہوئی برباد فریاد
کہاں تک جانِ غمگیں واے ویلا	کہاں تک اے دلِ ناشاد فریاد
کہاں سے لاؤں پتھر کا کلیجا	کہاں تک دل بنے فولاد فریاد
کہاں سے پاؤں چلانے کی طاقت	کوئی سنتا نہیں فریاد فریاد

بلائینگے وہ کب روضے میں حافظ
ملیگی کب غزل کی داد فریاد

ردیف (ذ)

میں کہاں جاؤں ڈھونڈھتا تعویذ	مجھکو ہی نام آپ کا تعویذ
ہر بلا سے نبی بچا لینگے	نہ بنے میری قبر کا تعویذ
یا نبی کہتے ہی ٹلیگی بلا	رہنے بھی دو لکھا پڑھا تعویذ

فرقِ ذکرِ خفی و جہر نہ پوچھ
ایک ہے اک کھلا ہوا تعویذ

اثرِ نامِ حق سے پائی شفا
جسکو دھو کر پلا دیا تعویذ

یا نبی یا نبی جو میں نے کہا
ہاتھ باندھے کھڑا رہا تعویذ

تیرے بیمار کے گلے کا ہار
کبھی گنڈا کبھی رہا تعویذ

بے مشیت کبھی گرہ نہ کھلی
باندھ دیکھا ہی بارہا تعویذ

تم نے فرمانِ مغفرت جو لکھا
دردِ عصیاں کا ہو گیا تعویذ

بے ترے فضل کے نہ کام آیا
رونا دھونا دوا دعا تعویذ

دردِ سر دور ہو تو ہو حافظ
دردِ دل کی نہیں دوا تعویذ

ردیف (ر)

جھکا ہوا ہی سرِ عرش پائے حضرت پر
مٹا ہوا ہی فلک انکی خاکِ تربت پر

جو لے چلے مری قسمت مزارِ حضرت پر
تو مجھکو رشک نہ آئے کسی کی قسمت پر

خدا کا دوست ہو انسان جس محبت سے
ہی منحصر وہ محبت تری محبت پر

کرم کرم کہ میں مرتا ہوں اور آپ سے دور
مدد مدد کہ مصیبت پڑی مصیبت پر

مدینے جانے کی تدبیر کچھ بتا ناصح
عمل تو ہو نہیں سکتا تری نصیحت پر

وہ گرم ہو کے کہینگے یہ نارِ دوزخ سے
کہ آنچ آنے نہ پائے ہماری امت پر

سر ہوا جو مصلّا اُڑا کیا تو کیا
ولی وہ ہے کہ ہو ثابت قدم شریعت پر

بنائی اس لیے بے عیب آپ کی تصویر
کہ انگلیاں کہیں اوٹھیں نہ دستِ قدرت پر

کھلا ہوا ہے ہماری نجات کا رستہ
بندھی ہوئی ہے کمر آپ کی شفاعت پر

غلام ہو کے نکی ہمنے ایک بھی خدمت
ہمارے واسطے یہ جنت اس نزاکت پر

جو اختیار کیا اتّباعِ ختمِ رُسُل
تو نعمتیں ہوئیں سب ختم اُنکی امت پر

غلام اُنکے غلاموں کے کیوں نہوں غلماں
کہ اُنکے روضے کو ہے فوق باغِ جنت پر

ہزار دیدۂ مشتاق فرشِ راہ نہیں
ہزار سر ہوں فدا نقشِ پائے حضرت پر

ابوتراب سے دل میں غبار کیا معنی
ہے صاف صاف تو یہ خاک اس کدورت پر

وہ آج دیکھلیں روضہ حضور کا کہ ہے نقد
اُدھار کھائے جو بیٹھے ہیں باغِ جنت پر

حضور دل سے کروں عرضِ مدعا حافظ
جو حاضری ہو میسر مزارِ حضرت پر

تم شمعِ انجمن ہو میں ہوں انجمن سے دور
پروانہ شمع کا ہوں میں شمعِ لگن سے دور

وحشت تو لیچلی ہے پھر اپنے وطن سے دور
دیوانگی اب رکھ نہ مجھے طیبہ کے بن سے دور

عشقِ نبی میں ہی تن و جاں میں مزا لطف
ای جان تن سے دور رہو - ای جان تن سے دور

تیرے شہید خاک میں ملجائیں لاکھ بار
ہو گی نہ حشر تک بھی سفیدی کفن سے دور

ایسا مزہ پڑا ہی - اگر مر بھی جائیں ہم
ہو گی نہ زہرِ غم کی حلاوت دہن سے دور

قسمت تو دیکھیے کہ ہنسا کرتی ہی خوشی
باہر کھڑی ہوی مرے بیت الحزن سے دور

ہی میری بیخودی جو ستاتا - تو ایک دن
لیجاکے پھینکدیگی مجھے مامن سے دور

طیبہ کے بن میں ہو مرا مُردہ پڑا ہوا
آئے مزہ - اگر ہو نزاغ و زغن سے دور

حضرت کے حسن کو کبھی ممکن نہیں زوال
اللہ کا ہی چاند - رہیگا گہن سے دور

دیوانہ ہوں میں سب مجھے سمجھانے آئے ہیں
سمجھوں کسیکی بات - ہی دیوانہ پن سے دور

کہنے کی بات ہو تو کہے کوئی مِن و عَن
ہی واردات دل کی مرے مِن و عَن سے دور

میں گھر پڑا ہوں - اور مدینے میں دل مرا
اُن کے وطن سے پاس ہوں - اپنے وطن سے دور

چھانونگا خاک - اگرچہ ہی پامال یہ زمیں
محروم اگر رہوں - تو ہی فیضِ سخن سے دور

دوری میں ہاتھ آگئے مضمون دور کے
یہ طرز ہی نئی کہ ہی طرزِ کہن سے دور

حافظ کہاں میں اور کہاں نعتِ مصطفےٰ
لکھوں میں کیا غزل کہ ہوں فنِ سخن سے دور

جس پیرہن کو آپ کریں اپنے تن سے دور
خوشبو - محال ہی کہ ہو اُس پیرہن سے دور

بیکار ٹھہریں دانت - اگر ہوں دہن سے دور
بیقدر ہیں یہ موتی - اگر ہوں عدن سے دور

اک بے وطن کو شامِ غریبی اپناہ دے
مدت ہوئی غریب ہے صبحِ وطن سے دور

پلّہ نہیں ہے دور کا - روضہ ہے سامنے
اے موت - وہ ابھی تو غریب الوطن سے دور

پھانسی بنی کی زلف کی حبلُ الوَرِید ہے
ممکن نہیں گلا ہو کبھی اس رسن سے دور

آتی ہے دشت طیبہ سے خوشبو کی جب مہک
جاتا ہے بھاگ بھاگ کے بلبل چمن سے دور

ٹٹّی لگی ہوئی ہے فقیروں کی رات دن
ہوتی نہیں کبھی درِ شاہِ زمن سے دور

ہیں لوگ مدعی ملکوتی صفات کے
وہ کیا بشر کہ ہو صفتِ مرد و زن سے دور

بھائی کی دوری اور حضوری میں فرق کیا
سر گود میں ہے تن ہے جنابِ حسن سے دور

آنسو گرا جو آنکھ سے - وہ خاک میں ملا
موتی کی قدر کیوں ہوئی جا کر عدن سے دور

شہرہ ہے دور دور - میں ہوں گھر پڑا ہوا
اللہ - میں وطن میں ہوں - یا ہوں وطن سے دور

رحمت نہو - تو ٹوٹ پڑیں یہ زمین پر
قہرِ خدا سے دور - نہ چرخِ کہن سے دور

روندوں نہ روندوں خارِ مدینے کی راہ کے
وہ ہے ادب سے دور - یہ دیوانہ پن سے دور

جینا وہ ہے کہ تن میں سمائیں وہ مثلِ جاں
تن جان سے ہو دور - نہ ہو جان تن سے دور

طیبہ میں روضہ - حافظ نالاں ہے ہند میں
واحسرتا ہے بلبلِ بے پر چمن سے دور

ردیف (ز)

پھر ہوا بیٹھے بٹھائے مجھکو سودائے حجاز
ہائے وہ میدان وہ کانٹے وہ صحرائے حجاز

سخت اپنے پاؤں کیوں توڑے وہ جاکر طور پر
دیکھ آیا ہو جو آنکھوں سے تجلّائے حجاز

طالبِ دیدار کو غش پہ چلے آتے ہیں غش
ہی تجلّی نورِ حق کی جلوہ فرمائے حجاز

کیسی یہ اس آئی ہی اشک و آہ کی آب و ہوا
بڑھ رہا ہی دمبدم نخلِ تمنائے حجاز

پھیر قسمت کا۔ وطن میں پھیر لایا پھر ہمیں
دیکھنے پائے نہ جی بھر کر تماشائے حجاز

ہند کا جینا ہی مرنا۔ موت بدتر موت سے
جینے مرنے کے لیے ای کاش ملجائے حجاز

دل کی خواہش کے موافق دل سے نکلے ای خدا
ساتھ لیکر گھر سے نکلا ہوں تمنائے حجاز

کاش وہ دن ہو کہ میں رخصت ہو سب یہ دعا
حق تعالےٰ تمکو خیریّت سے پہنچائے حجاز

قطعہ

راہ میں کل حضرتِ حافظ ملے اس شان سے
پاؤں میں لغزش کی بیڑی سر میں سودائے حجاز

سر برہنہ۔ پا برہنہ۔ ناتواں۔ بے زادِ راہ
صورتِ احوال سے ظاہر تمنائے حجاز

گرتے پڑتے مضطرب جاتے تھے یوں کرتے دعا
جلد طے ہو راہ یارب جلد آجائے حجاز

ردیف (س)

جو نعمتیں تھیں روزِ ازل سے خدا کے پاس — خلوت میں دیں تھیں شبِ اسریٰ بُلا کے پاس

اک جان کے سوا نہیں کچھ بینوا کے پاس — جانی ہے یہ خدا کی امانت خدا کے پاس

تاثیر جسکو کہتے ہیں دنیا میں ای فلک — نکلی نہیں وہ ہو کے بھی میری دعا کے پاس

بھیجے کسی کے ساتھ مجھکو بُلا لیں حضور میں — تنہا گئے بلائے ہوئے جو خدا کے پاس

محتاج ہوں گدا ہوں میں ہاں ہاں ضرور ہو — کس شئی کی ہے کمی مرے حاجت روا کے پاس

یہ رعب ہے کہ جلتے ہیں پر جبرئیل کے — آتے ہوئے حریمِ حبیبِ خدا کے پاس

قسمت میں ہے وصال کبھی یا فرقت دوام — جو حکم ہو وہ مجھکو سُنا دو بُلا کے پاس

مجھکو نہ دے تو دے مرے لاشے کو ای فلک — دو گز زمین قربِ حبیبِ خدا کے پاس

روضہ ہے تھوڑی دور میں بیدست و پا ضعیف — اتنا نہیں کوئی کہ اوٹھا دے اوٹھا کے پاس

میں امّتی ہوں مجھکو نہ پکڑو ملٰئکہ — لیکر چلو تو پہلے حبیبِ خدا کے پاس

تاریک کس قدر ہے شبِ گور۔ الاماں — پھٹکی نہ چاندنی بھی اندھیرے میں آکے پاس

قسمت کا پھیر تھا کہ رہے پھیر میں پڑے — دن پھرتے ہی پہنچ گئے ہم پھیر کھا کے پاس

ارمان ہے یہ جی میں۔ تمنا یہ دل میں ہے — جی کبریا کے پاس ہو۔ دل مصطفے کے پاس

ہولے بھلا ہو۔ بھیک ہو دیدار کی عطا — پھوٹے ہوئے ہیں آنکھ کے کاسے گدا کے پاس

رکھنے کبھی تو کاش وسیلہ حضور کا — کنجی قبول کی مرے دستِ دعا کے پاس

چلکر جو پہنچے ہم تو پہنچکر چلیگی نبض
جاتے تو دو حضور کے دستِ شفا کے پاس

ویرانہ ہی نگاہ میں اُنکی سرائے خلد
بستے ہیں جو حضور کی دلبرا کے پاس

جز مصطفٰے ہی کون مرے درد کی دوا
پہنچا دے میرے درد کو یارب دوا کے پاس

حافظ وہ آئے دن کہ یہ دیوان تیرا
لیجا کے میں سناؤں حبیبِ خدا کے پاس

ردیف (ش)

بلالیں مدینے میں سرکار کاش
دکھادیں پھر اک بار دیدار کاش

میں سنبھ جاؤں اور دیکھوں دیدار کاش
مرے بدلے ہو بخت دیدار کاش

جو سولے کا غم کھانے میں ہی مزہ
اُسے جان لیں میرے غمخوار کاش

طلبگار ہوں رب کے مطلوب کا
ہو مطلوب۔ میرا طلبگار کاش

کھڑا ہوں میں حیرت کا پُتلا بنا
وہ دروازہ ہو جائے دیوار کاش

شفاعت سے جب لوگ ہوں جنّتی
تو ہوں آگے ہم سے گنہگار کاش

خیال آتے جاتے ہیں آنکھوں کی راہ
یہ دروازے ہو جائیں دیوار کاش

محبت کا پردے ہی میں لطف تھا
نہ کھلتے مرے دل کے اسرار کاش

ضعیفانِ بے دست و پا کو حضور — پڑا رہنے دیں زیرِ دیوار کاشش
ٹھکانے ہیں اشک تیرے درد کے — سلامت رہیں تیرے بیمار کاشش

ملے حافظ تیرہ باطن کو فیض
اندھیرے میں بھر جائیں انوار کاشش

ردیف (ص)

تم سے اللہ کو ہی پیار خلوص — تمکو اللہ سے ہزار خلوص
کر تو دیکھ اُسنے ایک بار خلوص — اس طرف ایک اُدھر ہزار خلوص
معتبر ہی وہی جو ہو دل سے — اک ہزار اور سو ہزار خلوص
باغِ رضواں کی زیب شاخ و ثمر — شاخِ عرفاں کی ہی بہار۔ خلوص
ہی خلوص اُنکو کردگار کے ساتھ — اُنسے رکھتا ہی کردگار۔ خلوص
حب کہو کر دے اپنی جان نثار — کیا کرے پیش جاں نثار خلوص
نقدِ دل اُسکو مفت ہاتھ آیا — ہو گیا ابتو مالدار خلوص
دل کی بیتابیوں سے ڈرتا ہوں — کہ نہو جائے بیقرار خلوص
ہیں محبّ و حبیب میں کیا کیا — ناز۔ الفت۔ نیاز۔ پیار۔ خلوص

دل میں ہوتا تو نذر پیش کرتے — ملا وقت پر اُدھار خلوص

دل ہی جائے تو جائے ای **حافظ**
دل سے جانے نہ پائے پیار خلوص

ردیف (ض)

دیکھتے ہو جو ہر ولی کا فیض — ہی حقیقت میں وہ نبی کا فیض
آپ تشریف لائے ہیں یعنی — رونقِ بزم ہی نبی کا فیض
آپ کا دین ہی قیامت تک — ایسا جاری نہیں کسی کا فیض
ذرّے کرتے ہیں مہر ذرّے کو — ہی ذرا سا۔ یہ اُس گلی کا فیض
مر کے جی جائینگے ترے عاشق — مرتے رہنا ہی جینے جی کا فیض
نیند کیا موت بھی نہیں آتی — ہی یہ بیدرد عاشقی کا فیض
یدِ بیضا کا نام ہی روشن — تھا تمھاری ہی روشنی کا فیض
آئے سو منزلوں سے اک پل میں — فیض ہی مرتضےٰ علی کا فیض
دل سے ہو جائے دل کو راہ اگر — روز آیا کرے کسی کا فیض
یہ خدا کی ہی دین جسکو ملے — وہ نبی کا ہو یا ولی کا فیض

دل صد چاک میں ہیں سو راہیں
آئے حافظ اگر نبی کا فیض

ردیف (ط)

پوچھے جائینگے قیامت میں گنہگار فقط
نا روا جنس کے ہیں آپ خریدار فقط

گھول کر لائے ہیں کیا نزع میں احباب مرے
مجھکو کافی ہے ترا شربت دیدار فقط

کوئی ہو عرش کے نیچے کوئی طوبے کے تلے
میں ہوں اور آپ کا ہو سایۂ دیوار فقط

نیک نیکی کے عوض مانگ رہے ہیں کیا کیا
ہیں گنہگار شفاعت کے طلبگار فقط

نہ ہی جنت کی نہ جنت کے جھروکوں کی تلاش
بس ہے آنکھوں کو ترا روزن دیوار فقط

تمکو دیکھیں تو ہو کیا دیکھیے دل کا نقشہ
ابھی دیکھے ہیں تمہارے در و دیوار فقط

راہ مرنے کی نہ ڈھونڈھیں ترے مرنے والے
جان لینے کو بہت ہے یہی آزار فقط

بیگناہوں سے کھوسکتے ہو کیوں حشر کی راہ
مستحق ہونگے شفاعت کے گنہگار فقط

ہو خودی دور تو شہ رگ سے بھی ہے پاس خدا
بیچ میں ہے یہی اک پردۂ دیوار فقط

آب کوثر کوئی ڈھونڈھے کوئی جنت مانگے
حشر میں ہم ہیں ترے تشنۂ دیدار فقط

بیگنہ جائینگے جنت کی طرف بے منت
کام آئینگے شفاعت کے گنہگار فقط

نہ بکا حشر کے بازار میں کھوٹا سودا — تم ہو ناکارہ دکانوں کے خریدار فقط
دیکھی جائے خطا اور کیے جائے عطا — ایک ہی ایسی کریم آپ کی سرکار فقط
بت پرستوں سے خطر کیا ہو خدا ہی ہے نظر — غار میں آکے چھپے ساتھ ہی اک یار فقط

دید وحافظ کو بھی جنت کہ رہا جاتا ہے
یہ گنہگار بد اطوار سیہ کار فقط

ردیف (ظ)

گور سے تھرّا گیا دل الحفیظ — کیا کڑی ہے پہلی منزل الحفیظ
یا علی۔ مشکلکشائی کیجیے — پیش آئی سخت مشکل الحفیظ
جا رہا ہے قافلے کا قافلہ — میں پڑا سوتا ہوں غافل الحفیظ
ضبط سے گھٹنے لگا دم۔ الغیاث — درد سے گھبرا اوٹھا دل الحفیظ
ہمکو مرنا۔ مرکے پھر جینا بھی ہے — مرنے جینے سے ہیں غافل الحفیظ
جوشِ باراں۔ موجِ طوفاں۔ الاماں — رات اندھیری۔ دور ساحل۔ الحفیظ
سہل ہے۔ مشکل اگر آسان ہو — حلِّ مشکل اور مشکل الحفیظ
ذبح کر ڈالا دلِ بیتاب نے — نیم بسمل کا ہے دل بسمل الحفیظ

میں پڑا ہوں موت ہی سر پہ کھڑی
دور ہی طیبہ کی منزل الحفیظ

تیز تر ہی تیغ سے راہِ صراط
اور پھر قطعِ منازل الحفیظ

توبہ توبہ - امنی بیٹھے رہیں
بزم میں مولے ہوں شامل الحفیظ

سنّیوں سے بحث وہّابی کریں
ہو مقابل حق سے باطل الحفیظ

اُف نگرنا درد میں - آسان ہی
ہی یہ آسانی بھی مشکل الحفیظ

ہجر میں ہو صبر - یا وصلِ بنی
یہ بھی مشکل - وہ بھی مشکل الحفیظ

توبہ توبہ صدمۂ ہجرِ بنی
اور پھر **حافظ** سا بیدل الحفیظ

ردیف (ع)

لطفِ خدا محیط ہی فضلِ خدا وسیع
ہاں حوصلہ فراخ رہے - مدعا وسیع

وحشت بڑھی تو گھر سے یہ کہکر میں چلدیا
ثابت ہیں میرے پاوں - ہی ملکِ خدا وسیع

نعمت کے بھوکے حشر میں کتنے ہی کیوں نہوں
خوانِ کرم کریم کا ہوگا بڑا وسیع

جو چاہیں آپ مانگ لیں امت کے واسطے
اللہ نے دیا ہی وہ دستِ دعا وسیع

دل کھولکر کھلاؤں کہ روزی فراخ ہی
کیوں تنگدل ہوں - رزق خدا نے دیا وسیع

اللہ چاہے وحشتِ دل کی بن آئیگی
میدانِ حشر سنتے ہیں ہوگا بڑا وسیع

مہمان بنکے آئے ہیں در پہ گناہگار
خُلق آپ کا وسیع ہی رحم آپ کا وسیع

امت گناہگار ہی چھپتی پھرے کہاں
تمکو ملا ہی دامنِ رحمت بڑا وسیع

دن بھر میں عرض کرسکونگا میں روزِ حشر
افسانہ ہی طویل مرا۔ مدعا وسیع

پاشاہ یہ فقیر بھی بھوکا ہی دید کا
آیا ہی سُنکے خوانِ کرم آپ کا وسیع

اُس نورِ ظلّ ذات میں کیا کیا صفات ہیں
ذاتِ خدا علیم ہی علمِ خدا وسیع

حافظ ہزاروں حسرتیں کیونکر سما گئیں
کمبخت۔ اس قدر تو ترا دل نہ تھا وسیع

ردیف (غ)

جس نے غمِ فراق کے مجھکو کھلائے داغ
وہ کاش آپ ہی مجھے ملتا بجائے داغ

ناحق عزیز ڈھونڈھ رہے ہیں دوائے داغ
دل کو کوئی عزیز نہیں سوائے داغ

محروم کوئی بھی نہ رہا فیضِ عشق سے
دل نے بھی پائے داغ جگر نے بھی کھائے داغ

ہیں داغ بیشمار چھپاؤں کہاں کہاں
دل میں چھپائے داغ جگر میں چھپائے داغ

روزی ملی ہر ایک کو سرکارِ عشق سے
دل نے بھی کھائے داغ جگر نے بھی کھائے داغ

حصّہ دل و جگر کا ہی داغِ غمِ نبی
دل ہی پرائے داغ جگر ہی پرائے داغ

دل کا جگر سے دل سے جگر کا ہی یہ سوال
دیدے جو تیرے پاس ہیں کچھ دکھائے داغ

میں جانوں اور سوزِ محبت - کسیکو کیا
کیوں دیکھنے کو آتے ہیں اپنے پرائے داغ

کس نے دیے ہیں داغ کہ ہیں اس قدر عزیز
اچھا ہوا جو داغ - کہا دل نے ہائے داغ

حافظ نہ رو و دھو - یہ تقدیرِ دل کی ہی
یوں بھی کہیں مٹے ہیں کسیکے مٹائے داغ

ردیف (ف)

وہ ہی پردے ہیں مگر ہی شور برپا ہر طرف
اُسکا شہرہ ہر طرف ہی اُسکا چرچا ہر طرف

لیے پھرے اُٹھے بٹھائے جوشِ سودا ہر طرف
کر دیا مشہور مجھکو تیرا شیدا ہر طرف

سوئے طیبہ مینہ اُٹھا کر کیوں نہ چلدے ایک بار
کیوں لیے پھرتا ہی مجھکو جوشِ سودا ہر طرف

تو نہیں پردے میں - کوئی دیکھنے والا تو ہو
ہو رہا ہی تیری قدرت کا تماشا ہر طرف

سوئے معبودِ حقیقی سر کیا جب روئے دل
پھر تو کعبہ ہر طرف ہی پھر ہی قبلہ ہر طرف

سرمۂ بینش جو ملجائے تو آجائے نظر
طورِ سینا ہر طرف - نورِ تجلا ہر طرف

خلوتِ دل میں مجھے آخر سراغ اُسکا ملا
ہر جگہ جا جا کے پوچھا - ڈھونڈھ آیا ہر طرف

ہی وہی قبلہ مرا۔ میں جس طرف کا ہو رہا
کس لیے کچھتا پھرے میرا مصلّا ہر طرف

پوچھیے بے وحدتوں سے۔ وحدت اچھی یا دوئی
ایک رہے وہ دل ہی بہتر اک طرف۔ یا ہر طرف

آپ کے عشّاق میں بدنام ہونا تھا مجھے
گھر میں بیٹھے بیٹھے میرا نام نکلا ہر طرف

فضلِ رحمٰن ہی کہ مرشد فضلِ رحمٰن سا ملا
دھیان **حافظ** کا بھٹکتا پھر رہا تھا ہر طرف

ردیف (ق)

مطلعِ صدق و صفا شاہ محمد آفاق
مرجعِ شاہ و گدا شاہ محمد آفاق

میں برا ہوں کہ بھلا شاہ محمد آفاق
نام لیوا ہوں ترا۔ شاہ محمد آفاق

رہبرِ گم شدگاں۔ پیرِ طریقت۔ مرشد
ہادیِ راہنما۔ شاہ محمد آفاق

مرضِ دل نے ستایا ہی۔ دبایا ہی مجھے
کیجیے میری دوا شاہ محمد آفاق

خانہ زادوں کی مرادوں کا ہی پورا ضامن
آپ کا دستِ دعا شاہ محمد آفاق

میرے عقدوں کو نہ کھولے تو ہی تقدیر کا پیچ
آپ سا عقدہ کشا شاہ محمد آفاق

حشر کی دھوپ کا غم کیا ہی جو تم ہو سر پر
اے مرے ظلِّ خدا شاہ محمد آفاق

فضلِ رحمٰن کے تصدق میں چھڑا دو مجھکو
مشکلوں میں ہوں پھنسا شاہ محمد آفاق

اک پرِ کاہ ہوں میں۔ کاہ کی ہستی معلوم
کوہِ غم ٹوٹ پڑا یا شاہ محمد آفاق

مرغِ دل قبلہ نما۔ قبلۂ دل ہے دلّی
دل ہے دلّی میں پڑا یا شاہ محمد آفاق

ہیں تہِ دست ترے دستِ دعا میں سب کچھ
ہاں اٹھا دستِ دعا شاہ محمد آفاق

ہم ترے مدح سرا گائیں نہ کیوں گیت ترا
کھاتے ہیں تیرا دیا شاہ محمد آفاق

آپ کے در کا گدا مانگنے کو جائے کہاں
آپ کے در کے سوا شاہ محمد آفاق

تجھسے فریاد ہے۔ فریاد کے سننے والے
وقتِ امداد ہے۔ یا شاہ محمد آفاق

حافظِ بے سروپا آپ کی ڈیوڑھی کا غلام
ہو کہاں ناصیہ سا۔ شاہ محمد آفاق

ردیف (ک)

توحید کے مقر ہوئے کفار ایک ایک
ایک ایک کہ رہا ہے بتکرار ایک ایک

روضے کے گنبد و در و دیوار ایک ایک
ہیں مظہرِ تجلّیِ انوار ایک ایک

جس دم کریں گے تاجِ شفاعت وہ زیبِ سر
پھینکینگے سر سے بوجھ گنہگار ایک ایک

تسنیم و کوثر اور وہ نہریں بہشت کی
پئیں سب بجائے تشنۂ دیدار ایک ایک

جنت کے در پہ آپ کو ہے بس یہ انتظار
دوزخ سے چھوٹ آئیں گنہگار ایک ایک

یاروں میں چار یار خلافت کے مستحق
برحق نبیِّ پاک کے ہیں یار ایک ایک

کتنے ہی دور کتنی ہی گردش ہو حشر تک
قربانِ روضہ چرخ کے ادوار ایک ایک

سرکار! سچ تو یہ ہے۔ گدا ہوں کہ شہریار
رکھتے ہیں آپ ہی سے سروکار ایک ایک

سینے ہیں۔ دل ہیں۔ جتنے محبت کے داغ ہوں
سینے کو بھی ہیں۔ دل کو بھی درکار ایک ایک

تو درد ایک ایک کا۔ ایک ایک کی دوا
اچھوں سے اچھے ہیں ترے بیمار ایک ایک

اک فیض تھا کہ ہو گئی حافظ غزل تمام
اشعار تھے نگاہ میں دشوار ایک ایک

ردیف ل

خاک سے خاک نشینوں کو ہے اوٹھنا مشکل
اوٹھیں مشکل سے تو چلنا ہے زیادہ مشکل

سہل ہے خاک نشینی ترے در کی مولے
اور اوٹھنا صفتِ نقشِ کفِ پا مشکل

ملے دریا میں جو قطرہ۔ تو ہے قطرہ دریا
رہکے دریا سے جدا قطرہ ہو دریا مشکل

سہل کرنا مری مشکل کا تمھیں کیا دشوار
میری مشکل مجھے مشکل ہے تمھیں کیا مشکل

جو تجھے دیکھکے جیتے ہیں۔ مرے اُنکی بلا
تیرے مہجور کو مرنے سے ہے جینا مشکل

میری آفت بڑی آفت ہے نہ تنہا آفت
میری مشکل بڑی مشکل ہے نہ تنہا مشکل

دردِ دل والے روا رکھتے نہیں لبِ شکنی
توڑنا سہل ہی شیشے کا - بنانا مشکل

ہم نہ مختار نہ مجبور - مشیّت برحق
یہ پہیلی ہی نرالی - یہ معمّا مشکل

صفت اک بال کی ہو بال برابر کس سے
اور ہی وصفِ سراپا تو سراپا مشکل

خامشی کہتی ہی خاموش کہ ہی حدِّ ادب
لبِ اظہار کو ہی عرضِ تمنّا مشکل

کیا کہوں اوٹھکے چلا بھی تو چلا کس دل سے
روضۂ پاک سے اوٹھنا ہی مجھے تھا مشکل

رہیے آنکھوں میں تو کیا مردمِ دیدہ سے حجاب
رہتے گھر میں تو ہی گھر والوں سے پردہ مشکل

دوست کہتے ہیں کہ حافظ غزلِ نعت لکھو
نظم تو نظم - یہاں نثر بھی لکھنا مشکل

ردیف (م)

خوش خوش سوار چلتے تھے سرور قدم قدم
روح الامین چھپاتے تھے شہپر قدم قدم

لازم ہی اتّباعِ پیمبر قدم قدم
رکھو قدم اوٹھا کے قدم پر قدم قدم

ہم ناتوان و برہنہ پا - راہ سنگلاخ
کھاتے ہیں راہِ طیبہ میں ٹھوکر قدم قدم

چھالا کوئی پڑا - کہیں کانٹا کوئی چبھا
تلووں کو دیکھتے ہیں اُٹھا کر قدم قدم

کثرت سے جانے والوں کے قدموں کے ہیں نشان
ملتا ہی اُنکی راہ میں رہبر قدم قدم

چلنا سبک سبک ہے۔ سجدہ ہو گام گام ۔۔۔ ہاں با ادب رہے قدم و سر قدم قدم

ہیں محوِ شوق ہوں۔ نہیں سر پاؤں کی خبر ۔۔۔ کانٹے تو گام گام ہیں۔ پتھر قدم قدم

نقشِ قدم ہی سکے ۔ اگر راہ میں ملیں ۔۔۔ رکھوں اٹھا اٹھا کے میں سر پر قدم قدم

آنکھوں میں اڑکے خاک پڑے گرد راہ کی ۔۔۔ چھڑکاو کرتی ہے مژۂ تر قدم قدم

منزل ہے دور۔ شام قریب۔ المدد حضور ۔۔۔ میں تھک گیا ہوں۔ بھاری ہے مجھپر قدم قدم

یہ مہل ہے کہ بند کیں آنکھیں۔ پہنچ گئے ۔۔۔ کیوں جائیں چلکے فرشِ زمیں پر قدم قدم

یوں لاؤں جا کے دو سے۔ تشریف اگر وہ لائیں ۔۔۔ سر کو جھکاؤں انکے قدم پر قدم قدم

اک فتنہ تھا وہ جسکو ملا حشر کا لقب ۔۔۔ کھا کر قدم سے آپ کے ٹھوکر قدم قدم

گردش لیے لیے مجھے پھرتی ہے چار سو ۔۔۔ چکر میں گو کہ ضعف سے ہے سر قدم قدم

گردوں نے عرض کی شب اسرئے حضور سے ۔۔۔ از نانہ بگذراں ز سرِ فر قدم قدم

حافظ دبا کے ضعف نے اتنا کیا ہے پست
کھاتے ہیں آپ اپنی ہی ٹھوکر قدم قدم

گناہگار بھی ہوں جنتی جو چاہا ہو تم ۔۔۔ برے بھلے سبھی نبھجائیں جو نباہو تم

بلا سے دل کو ہو کلفت مگر یہ کیا کم ہے ۔۔۔ وہ میرے دل میں ہے جس درد کی دوا ہو تم

سب اختیار ہے تمکو۔ مگر خدا کا دیا ۔۔۔ خدا نہیں ہو۔ مگر نائبِ خدا ہو تم

زہے نصیب تمہارے کہ تمکو چاہے خدا
زہے نصیب ہمارے کہ ہمکو چاہو تم

جو مجھکو یہ بھی نہیں ہے خبر کہ میں کیا ہوں
تمھیں بتاؤ کہ میں کیا بتاؤں کیا ہو تم

زہے بشارت من بعدی اسمہٗ احمد
خبر ہیں جسکی مسیحا وہ مبتدا ہو تم

تمھارا مثل نہیں ہے کوئی مثالِ خدا
تمہارا سایہ نہیں سایۂ خدا ہو تم

کیا ہی زیر و زبر تمنے اونچے اونچوں کو
بلند پایہ ہو تم۔ صاحبِ لوا ہو تم

ہماری فردِ عمل کا کوئی نہیں پرسان
سنا ہے مشتری جنسِ ناروا ہو تم

تمہاری شان کے لایق ثنا کروں کیونکر
میں جو کرونگا ثنا اُس سے بھی سوا ہو تم

حضور سن لیں آوازِ درد کی حافظ
ذرا ادب سے کراہو اگر کراہو تم

کریمِ مطلق کرم کر کرم
کرم کی ستجے خو ہی تو ہی کریم
خدا تو کریم اور پیمبر کریم
کرم کا ہی طالب یہ ہندی غلام

کرم کر کرم کر کرم کر کرم
کرم پر کرم کر کرم کر کرم
طفیلِ پیمبر کرم کر کرم
مدینے بلا کر کرم کر کرم

کرے پرورش تیرے بندے کی کون — مرے بندہ پرور کرم کر کرم
عطا عام تیری عطا کر عطا — کرم حد سے باہر کرم کر کرم
گدا تیرے کب تک بھٹکتے پھریں — پھرا اب نہ در در کرم کر کرم
کرم کے ہیں محتاج تیرے فقیر — کریم توانگر کرم کر کرم
خطا پوش تو ہے عطا پاش تو — خطا پر عطا کر کرم کر کرم
گدا تیرے در کا تہیدست ہے — غنیّ غنی گر کرم کر کرم
خطا دیکھ کر اپنی عادت نہ چھوڑ — کیے جا کرم پر کرم کر کرم
رحیما۔ خطاؤں کو میری نہ دیکھ — کریما۔ نظر پر کرم کر کرم
کہاں تک زمانے میں یہ خاکسار — پھرے خاک بر سر کرم کر کرم
ہے تکیہ ترے در کے محتاج کو — ترے ہی کرم پر کرم کر کرم

کرم کر کہ حافظ کہاں تک کہے
کرم کر کرم کر کرم کر کرم

ردیف (ن)

ہماری وہ آنکھوں کے تارے ہوئے ہیں — کہ جو لن ترانی پکارے ہوئے ہیں

وہ دریا ملا جس سے زہرہ ہی پانی
رواں ہم کنارے کنارے ہوئے ہیں

یہ دل یہ جگر اور وہ چشم اور وہ ابرو
کسی سے کسی کے اشارے ہوئے ہیں

اشاروں میں دو دو تو ہو جائیں باتیں
کہ چرچے ہمارے تمہارے ہوئے ہیں

وہ مشاطہ کے ہاتھ تھے کس بلا کے
کہ جنکے یہ گیسو سنوارے ہوئے ہیں

عبث خون کرتے ہو تم حسرتوں کا
کہ ہم آپ حسرت کے مارے ہوئے ہیں

نکہ منتظر مژدۂ استجب کا
کہ ہم ایک تجھکو پکارے ہوئے ہیں

مہ و مہر چمکینگے کیا تیرے آگے
کہ تجھ پر سے صدقے اتارے ہوئے ہیں

بنے جن سے گلدستہ ہر دو عالم
ترے ہار باسی اتارے ہوئے ہیں

کھنچیں عرش پر دیکھیں موسے تو غش ہوں
سر طور نعلیں اتارے ہوئے ہیں

امید رہائی فدائے اسیری
کہ وہ خود نگہباں ہمارے ہوئے ہیں

یہ افسانہ کوئی زلیخا سے پوچھے
کہ معشوق عاشق تمہارے ہوئے ہیں

چلیں حشر میں دست و پا کی زبانیں
یہ احباب دشمن ہمارے ہوئے ہیں

بھڑک کر کدورت نے شعلے اٹھائے
دلوں کے غبار اب غبارے ہوئے ہیں

وہاں حال کا حال کیا پوچھتے ہو
جہاں قال بھی قول ہارے ہوئے ہیں

وہ آنکھیں ابھی دیکھیے دیکھیں کیا کیا
جن آنکھوں سے انکے نظارے ہوئے ہیں

نہ یارائے دوری نہ تابِ صبوری
کچھ اب ہم تو ہمّت سی ہارے ہوئے ہیں

حقیقت میں ہی زندگی اُنکا حصّہ
کہ جو نفس کو اپنے مارے ہوئے ہیں

خدا جانے کیا کہہ رہا ہوں میں حافظ
معمّے کنایے اشارے ہوئے ہیں

دردِ دل میرا کسی سے کہنے کے قابل نہیں
کہنے کے قابل ہو تو کہنے سے کچھ حاصل نہیں

قبر میں بھی ہی گنہگارانِ امت کا خیال
خواب میں بھی وہ ہماری فکر سے غافل نہیں

پیشکش کیا کیجیے میں ہوں گدا تم شہریار
نقدِ قلب و دل تمھاری نذر کے قابل نہیں

حق نے فرمایا نبی سے جب کھلے جی بھر کے آج
میرے تیرے بیچ میں پردہ کوئی حائل نہیں

یاالٰہی میرے دل پر کیوں پڑی ہی غم کی بھیڑ
کوئی ہنگامہ نہیں میلا نہیں محفل نہیں

یاالٰہی تو ہی عادل میں ہوں ظالم الاماں
رحم کے قابل ہوں تیرے عدل کے قابل نہیں

گوہرِ جاں کھوئے بیٹھی ہی محیطِ عشق میں
بحر ہی کشتی نہیں طوفان ہی ساحل نہیں

آپکے بیخود کو ہوگا حکم وقتِ بازپرس
اس سے کیا پوچھیں کہ دیوانہ ہی یہ عاقل نہیں

علم کی تحصیل ہی بہرِ حصولِ معرفت
حاصل و محصول پڑھ لینے سے کچھ حاصل نہیں

تمکو ہر مشکل سہی مشکل سہل کرنا سہل ہی
میری مشکل مجھکو مشکل ہی تمھیں مشکل نہیں

زندہ دل وہ ہی جو دردِ عشق پہ مرتا رہے
مردہ دل کہتے ہیں اُسکو جسکو دردِ دل نہیں

اشک وہ کیا اشک ہے جو رات دن جاری نہوں	وہ لہو ہی کیا لہو۔ اشکوں میں جو شامل نہیں

طے نہیں ہونے کی ای **حافظ** تمہارے طے کیے
عشق کی منزل ہے یہ قرآن کی منزل نہیں

محبت میں ہے جز صبر چارہ نہیں	مگر صبر کا مجھکو یارا نہیں
نہیں کوئی اسکا نہیں جسکے تم	کسیکا نہیں جو تمہارا نہیں
قیامت کے دن اک تمہارے سوا	کسیکو کسیکا سہارا نہیں
فدا تمپر اولاد اور جان ومال	کہ تم سے سوا کوئی پیارا نہیں
ستایا بہت تونے ای ہجر شاہ	خدارا نہیں اب خدارا نہیں
کسیکو وہ دیتے نہیں یہ جواب	ترے درد کا کوئی چارہ نہیں
ترے بے وسیلے ترے بے طفیل	خدا کو بھی میں نے پکارا نہیں
نہ دیکھے وہ دیدار اللہ کا	بنی جسکی آنکھوں کا تارا نہیں
جو تیرے لیے ہو ضرر جان کا	تو اسمیں بھی مجھکو خسارہ نہیں
نہیں لطف جینے کا لیکن حضور	جدائی میں مرنا گوارا نہیں
فلک سے مرا رزق اللہ نے	مدینے میں شاید اتارا نہیں
کہاں ہم۔ کہاں گنبد قبر پاک	بلندی پر اپنا ستارہ نہیں

نظر ڈھونڈھتی پھرتی ہے چار سو	مبشّر تمھارا نظارہ نہیں
یہ سینہ یہ پہلو یہ دل یہ جگر	تمھارا ہی سب کچھ ہمارا نہیں

اوٹھو جلد **حافظ** مدینے چلو
کہ ہندوستاں میں گزارا نہیں

پلا تھا ناز سے جو دل ہمارے سینے میں	پڑا ہوا ہے وہ دل آج کل مدینے میں
حضور! اب تو نہیں خاک لطف جینے میں	نہ صبر ہے مرے دل میں نہ دل ہے سینے میں
ترے مریض کا جینا ہے کوئی جینے میں	کہ جسم ہند میں ہے جان ہے مدینے میں
نہ نامدار رہیں باقی۔ نہ اہلِ نقش و نگیں	نہ کوئی نقش رہا نام کو نگینے میں
محمدِ عربی نقش ہے مرے دل کا	کھُدا ہوا ہے یہی نام اُس نگینے میں
خدا کرے کوئی اُسکو چرا کے لیجائے	جو حسرتوں کا خزینہ ہے میرے سینے میں
جو سونگھلے عرقِ روئے پاک کی خوشبو	تو عطر ڈوب مرے شرم کے پسینے میں
غریب دل۔ کہو اب کسکے گھر سے لائے صبر	کہ دردِ عشق نے گھر کر لیا ہے سینے میں
سرورِ عشقِ نبی کا نشہ ہو معنی کا	مضائقہ نہیں ایسی شراب پینے میں
ملی چراغ جلانے کی آہ کو خدمت	بنی جو حسرتِ مردہ کی قبر سینے میں
حیاتِ تازہ مجھے مرکے ہاتھ آئیگی	ٹھکانے لگ گئی مٹی اگر مدینے میں

بسا دے آنکھوں میں روضہ نبی کا یا اللہ
اوٹھا کے رکھدے مدینے کو میرے سینے میں

مرے تو موت نہ آئے - جیے تو جان نہیں
ترا مریض نہ مرنے میں ہی - نہ جینے میں

ہم اہلِ بیت کے پیرو ہیں - کیا غمِ طوفاں
سوار ہو کے چلے نوح کے سفینے میں

ہوا ہی مصحفِ رخسار حفظ اے حافظ
لکھا ہوا ہی یہ قرآن میرے سینے میں

جو مدینے میں مزے ہیں کشور میں نہیں
باغِ جنت میں نہیں چشمۂ کوثر میں نہیں

سہل لیجائے مدینے کو - اگر چاہے صبا
کچھ بہت بوجھ ہمارے تنِ لاغر میں نہیں

ذرّے ذرّے میں مدینے کے - چمکتا ہی جو نور
ماہ و نیّر میں نہیں - انجم و اختر میں نہیں

وہ تڑپنا تو کہاں - لوٹ تو لیتے مجھے پڑے
ہائے" اب اتنی بھی طاقت تنِ لاغر میں نہیں

یوں تو ہر ایک پیمبر کو ملا کیا کیا کچھ
تم میں جو کچھ ہی کسی اور پیمبر میں نہیں

کیوں بلاتے نہیں در پر مجھے - برسوں گزرے
کیا دوبارہ یہ شرف میرے مقدّر میں نہیں

سفرِ طیبہ کی تدبیر جو میں کرتا ہوں
دل یہ دیتا ہی گواہی کہ مقدّر میں نہیں

کونسی ہی وہ تجلّی کہ نہیں گنبد پر
کونسا نور ہی جو روضۂ انور میں نہیں

دردِ دل کی ہی چمک یا کوئی بجلی کی تڑپ
کہ گھڑی بھر میں ہی موجود گھڑی بھر میں نہیں

یاس نے گھیر لیا - درد نے پامال کیا
آرزو کو بھی ٹھکانا دلِ مضطر میں نہیں

ہمکو ثابت ہوا قبر کی نئے چینی سے — پہلی شب نیند مسافر کو نئے گھر میں نہیں

تم نے کیا دیکھ لیا حضرت موسےٰ جاکر — طورپر کیا ہی جو میرے دلِ مضطر میں نہیں

ہاں کڑی دھوپ سے محشر میں بچا نا مولے — تابِ خورشید کی اس ذرّہ کمتر میں نہیں

کھینچ لے تو ہی اُدھر اُسکو تو سبحان اللہ — تابِ رفتار ترے بندۂ بے زر میں نہیں

جسکو جو چاہیں وہ دیدیں وہ ہیں کل کے مختار — کونسی بات ہی جو قبضۂ سرور میں نہیں

قطعہ

ہوا گر نیّتِ خالص سے مدینے کا سفر — وہ سفر میں ملے آرام کہ جو گھر میں نہیں

فرش کانٹوں کا ہو تکیے کی جگہ ہوں پتھر — ایسی راحت تو کسی بالش و بستر میں نہیں

کچھ تو ہی حضرتِ حافظ کو سوادا وحشت
جب کبھی جاکے پکارا یہ سنا گھر میں نہیں

بیکس پڑا ہوا ہوں جو میں ہجرِ شاہ میں — میری حیات و موت ہی اب اشتباہ میں

اعمال کیا تلینگے جو ہی رحم بیحساب — میزان کیا چڑھیگی ہماری نگاہ میں

نکلیگی دل سے آہ تو ٹھہریگی عرش پر — یہ تیر چھوٹکر نہیں رہنے کا راہ میں

اب کیا ہوئیں وہ دلکی مرے لن ترانیاں — غش پر غش آرہے ہیں تری جلوہ گاہ میں

اب کاتبِ عمل جو لکھے تو کہاں لکھے — باقی نہیں جگہ مری فردِ گناہ میں

منزل خود اسکے لینے کو جائے تو کیا بعید
جو تھک کے رہگیا ہو مدینے کی راہ میں

کیفیت تصور ہو سلے میں کیا کہوں
اک شکل ہے کہ پھرتی ہے میری نگاہ میں

روضہ چھپا نظر سے - اندھیرا سا چھا گیا
ظلمت کچھ اور بڑھ گئی بخت سیاہ میں

کب تک میں نامراد رہوں ہائے کیا کروں
فریاد میں اثر نہیں تاثیر آہ میں

یاشاہ اس قدر تو عنایت ضرور ہے
پھنس جائے یہ گدا نہ کہیں حب جاہ میں

حافظ کی جان تن سے نکلجائے ای خدا
ملکر صدائے اشہد ان لا الہ میں

صبر کی ضبط کی کچھ ہجر میں تدبیر نہیں
دل کی تقصیر نہیں - آنکھ کی تقصیر نہیں

چاہتے ہیں جسے گھر بیٹھے بلا لیتے ہیں
ہے یہ وہ فتح کہ وابستۂ تدبیر نہیں

یاد دلوائے نہ پیری میں جوانی کے مزے
یہ جوانی سے شعار فلک پیر نہیں

سچ تو یہ ہے کہ زبانوں پہ نہیں صدق مقال
کہیے کس منہ سے ترے نام میں تاثیر نہیں

اسکے دروازے کی زنجیر سے باندھو مجھکو
اس سے بہتر تو جنوں کی کوئی تدبیر نہیں

کیا کروں کیا نکروں - ہے یہی دل میں پس و پیش
ضبط کی تاب نہیں - آہ میں تاثیر نہیں

مجھکو تقدیر سے - آئی بھی تو ایسی تدبیر
وقت پر جس سے موافق مری تقدیر نہیں

کونسے دل میں نہیں آپ کی صورت کا خیال
کونسے آئینے میں آپ کی تصویر نہیں

ہو چکا وحشتِ دل سے میں بہت کچھ رسوا
کل جیے یا نہ جیے آج چلو سوے حجاز

رحم کر رحم کہ اب حاجتِ تشہیر نہیں
زندگی کوئی اجارہ نہیں جاگیر نہیں

شوقِ طیبہ ہے تو چلتا نہیں کیوں اے حافظ
کچھ ترے پاؤں میں بیڑی نہیں زنجیر نہیں

ترا نظیر سوا تیرے ماسوا میں نہیں
ملک میں نہیں کوئی انبیا میں نہیں

کوئی بقا نہیں جو قبضۂ فنا میں نہیں
کوئی گلا نہیں جو پنجۂ قضا میں نہیں

مدینے جانے کی کیونکر مراد پوری ہو
زباں میں نہیں تاثیر اثر دعا میں نہیں

خدائی اُسکی ہے شیدا - خدا کا پیارا اسپر
تری ادا میں جو ہے وہ کسی ادا میں نہیں

خطا معاف مری مغفرت کی گنجائش
مری خطا میں نہیں یا تری عطا میں نہیں

وجود پہلے ہے سب سے - ظہور پیچھے ہے
وہ ابتدا میں نہیں ہیں کہ انتہا میں نہیں

ترا نظیر ہے - جو آج تک ہوا ہے نہ ہو
خدا کا مثل ہے - جو قدرتِ خدا میں نہیں

جو قبر کھول کے دیکھے کوئی تو کھل جائے
ہے دستِ شاہ میں کیا جو کفِ گدا میں نہیں

عرب کو لیچلے وحشت تو لے بھی جانے دیں
خدا کے واسطے احباب روکیں تھامیں نہیں

کرے مقابلہ ہجرِ مدینہ کا جگر
بیکس - بیدل - مرے صبرِ گریز پا میں نہیں

ہزار مرتبہ مانگوں حضور سے حافظ

فقیر ہوں مجھے کچھ شرم التجا میں نہیں

بے زر ہوں ۔ بے نوا ہوں ۔ گدا ہوں مگر نہیں
دل ہی مرا غنی ۔ مجھے پروائے زر نہیں

جو آنکھ عشقِ شاہ میں آنسو سے تر نہیں
وہ آنکھ اک صدف ہے کہ جس میں گہر نہیں

لب جس کسی کے خشک نہیں ۔ چشم تر نہیں
یہ جان لو کہ عشقِ شہِ بحر و بر نہیں

سلطانِ اغنیا ہو ۔ مگر فقر ہی پسند
سرتاجِ انبیا ہو ۔ مگر تاجِ سر نہیں

خالق ہوا الکفیل ۔ یتیمیں کر کے بے پدر
ایسا یتیم کوئی بھی والا گہر نہیں

جو مانگتا ہے کوئی ۔ وہ کر دیتے ہیں عطا
کہتے نہیں سوالِ طلبگار پر ۔ نہیں

دروازے پر گدا کو ٹھہرنے تو دیجیے
دم بھر سہی حضور ۔ اگر عمر بھر نہیں

قدرت کے پردے ہیں رخِ شہ پر پڑے ہوئے
اللہ ہی تابِ حسن کہ تابِ نظر نہیں

بے زر ہوں ۔ ناتواں ہوں ۔ مدینے کو جاؤں کیا
زادِ سفر تو کیا ۔ مجھے تابِ سفر نہیں

قیمت میں لعل و دُر نہ سہی سنگِ در سہی
میں سر فروش ہوں ۔ مجھے پروائے سر نہیں

سمجھے نہ جو بشر شہِ جن و بشر ہیں
واللہ ۔ وہ بشر کوئی جن ہے ۔ بشر نہیں

دیوانے ہی نہ تھے جو پہلے سے جانتے
تقدیر میں حضور کی زنجیرِ در نہیں

صحرائے طیبہ میں بھی تو وحشت ہے ہو رہا
جاؤں کہاں کو بھاگ کے ۔ کوئی مفر نہیں

آنسو پیے نہیں ۔ ہیں کہ کیسے ضبط میں
یہ لختِ دل ہیں ۔ لختِ جگر ہیں ۔ گہر نہیں

ای ہوش کیوں ستانے کو آتا ہے بار بار — کیا تجھکو میرے سر کے سوا کوئی سر نہیں
رہتے تھے پہلے دیکھکے بیہوش مدتوں — بے دیکھے ابتو ہوش پہر دو پہر نہیں

حافظ ہو دست بستہ سلامی حضور کا
کیا یہ شرف نصیب میں بارِ دگر نہیں

کام آئی جان وصلِ نبی کے خیال میں — واصل بحق ہوا میں امیدِ وصال میں
کیا عرض ہو۔ جو حال ہوا عرضِ حال میں — پھندے گلے میں پڑگئے۔ عقدے سوال میں
دائم ہی انقلاب۔ کمال و زوال میں — پل میں گھڑی میں۔ دن میں مہینے میں سال میں
شرمِ گناہ۔ ساتھ اگر دے گناہ کا — مر جاوں ڈوب کر عرقِ انفعال میں
سنتے ہیں ہر کمال کو ہی ایک دن زوال — کیا غم۔ اگر کمال ہو پیدا زوال میں
دنیا میں جو دیا تھا۔ وہ عقبےٰ میں پا لیا — مدِّ حسابِ مال پڑی تھی مآل میں
جس خواب میں وہ چاند سی صورت دکھا گئے — دیکھا نہ تھا وہ آنکھ نے خواب و خیال میں
آنکھیں نہ دیکھیں انکو۔ تو آنکھوں کا ہی قصور — بے پردہ پھر رہے ہیں وہ چشمِ خیال میں
مکّے میں ہی جلال۔ مدینے میں ہی جمال — ہی منزلوں کا فرق جلال و جمال میں
باتیں بھی کیں۔ بلائیں بھی لیں۔ پیار بھی کیا — انکو بٹھا کے سامنے بزمِ خیال میں
رحمت نے پیار سے مجھے آغوش میں لیا — لذّت گناہ سے ہی سوا انفعال میں

سوتے ہیں آج حسن وہ دیکھا کہ واہ واہ
دیکھا تھا کہیں کبھی خواب و خیال میں

ہے کچھ عجب مزے کی وہ مے جسکو متّقی
چھپ چھپ کے جا کے پیتے ہیں بزمِ خیال میں

قیدوں کے التزام کا **حافظ** یہ فیض ہے
بندش ہے سست فرق پڑا بول چال میں

رحمت کے جوش نے جب دریا بہا دیے ہیں
تر دامنوں کے دفتر یکسر مٹا دیے ہیں

دستِ جنوں نے اپنے جوہر دکھا دیے ہیں
خلعت کے پارچوں کے پُرزے اُڑا دیے ہیں

امّید و بیم کا یہ اک کھیل اک ہنسی ہے
روتے ہنسا دیے ہیں ہنستے رُلا دیے ہیں

تمنے جھلک دکھا کر پردے گرا اوٹھا کر
اوٹھتے گرا دیے ہیں گرتے اوٹھا دیے ہیں

جب حد سے بڑھ چلی ہے دیدار کی تمنّا
دستِ دعا نے اوٹھکر پردے اوٹھا دیے ہیں

مرتے ہیں جیتے جی ہم اُسکی ہر ایک ادا پر
جس نے ادا سے قم سے مُردے جلا دیے ہیں

اُس بحرِ مکرمت کے مدّاح چشمِ بد دور
جب شعر تر کہے ہیں دریا بہا دیے ہیں

نازئین سے ہو گئی ہیں جب ہم سے چار آنکھیں
آنکھوں سے چار آنسو ہم نے گرا دیے ہیں

آئی ہجومِ غم میں جب یاد مصطفےٰ کی
اک یادِ مصطفےٰ نے سب غم بُھلا دیے ہیں

آیا کسیکے لب پر جب نام مصطفےٰ کا
ہم نے بھی چار آنسو سُنکر گرا دیے ہیں

دل میں کے تڑپتے ہیں جو ولولے تھے دل کے
مٹّی میں چند مردے غم نے دبا دیے ہیں

داغوں نے کر کے قبضہ سینے میں گھر کیا ہی
ان درہموں نے اپنے سکّے بٹھا دیے ہیں

آہوں کی تیز آندھی کیا کام کر گئی ہی
پردے اوٹھا دیے ہیں جلوے دکھا دیے ہیں

دستِ جنوں خبر لے انکو بھی صاف کر دے
جو چیتھڑے بدن پر تو نے لگا دیے ہیں

ہم سرفروش لاکھوں اور ایک اُنکی ٹھوکر
بیمغز جانتے ہیں سستے لگا دیے ہیں

مولا کے ذاکروں کا اللہ رے کلیجا
ضربیں لگا لگا کر دل تک ہلا دیے ہیں

بیصبریوں کے ہاتھوں رازِ نہاں ہوا فاش
نالوں نے دردِ دل کے ڈنکے بجا دیے ہیں

تھک کر نہ بیٹھ اے دل پہلی ہی غم کی منزل
درپیش آگے کیا کیا پُرہول بادیے ہیں

حافظ ہی اک فسانہ دُکھڑا ہمارے دل کا
کچھ نالہاے موزوں تمکو سنا دیے ہیں

منہ کو عرب سے موڑ کر ہند کو پھر کے آے کون
نورِ خدا کو چھوڑ کر نار سے لَو لگاے کون

زیست ہی آج۔ کل نہیں۔ جینے سے جی لگاے کون
موت کو تو اجل نہیں مرنے سے دم چُراے کون

جان ہی نوجوان ہی۔ روضے کی ہی یہیں بہار
موت کے دم میں آے کون۔ باغِ جناں کو جاے کون

صور پھنکے۔ قیامت آئے۔ فتنے اوٹھیں کہ حشر اوٹھے
بیٹھے ہیں آستانے پر۔ دیکھیں ہمیں اوٹھائے کون

مرغ نہیں صبا نہیں۔ نالہ ہی تو رسا نہیں
ہند کے بیکسوں کا حال جا کے اُنھیں سنائے کون

کہتے ہیں جسکو ماسوا آپ ہی کے لیے بنا
آپ ہیں مدعائے کُن۔ آپ ہیں مدعائے کون

دل کا بگاڑ اک طرف۔ آ بنی ابتو جان پر
میرے مسیح کے سوا بگڑی مری بنائے کون

ہجر بنی ہیں زندگی۔ طرفہ بلا تھی چھوڑ دی
کس کی بلا کو ہی غرض پیچھے بلا لگائے کون

کیسے جیتے جی حضور۔ دوری ظاہری کو دور
دردِ فراق کا عذاب۔ قبر میں لیکے جائے کون

دل کی تپش کو دیں دعا۔ بیکس و بیجاں تن دے
لیٹے ہوں تو بٹھائے کون۔ بیٹھے ہوں تو اوٹھائے کون

حافظِ مبتلا ترا۔ مشکلوں میں ہی مبتلا

کوئی نہیں ترے سوا آکے اُسے چھڑائے کون

ہم مدینے کو دلِ زار لئے جاتے ہیں
اُس میں اک دردِ دلِ آزار لیے جاتے ہیں

حشر کے روز یہ اب نکلیگی اِنْ شاءَ اللہ
قبر میں حسرتِ دیدار لیے جاتے ہیں

مجھسے ہو جائے کوئی حرفِ تسلّی ارشاد
دل سے تشریف جو سرکار لیے جاتے ہیں

ای خوشا بخت کہ عشرتکدۂ جنت میں
ہاتھوں ہاتھ آپ کے غمخوار لیے جاتے ہیں

اُنکے زائر چلے روضے سے جو رخصت ہو کر
دل میں رکھکر درو دیوار لیے جاتے ہیں

تیرہ روزوں کو جو ہوتی ہی زیارت روزی
تیرگی پھینک کے انوار لیے جاتے ہیں

دل کو جس نام سے ہر بار مزہ ملتا ہی
لب اُسی نام کو سو بار لیے جاتے ہیں

حشر کے دن عملِ بد کا خریدار ہی کون
ہم یہ سودا سرِ بازار لیے جاتے ہیں

ساتھ ہی حشر کے میدان میں بھی دامنِ تر
دھوپ دینے کو گنہگار لیے جاتے ہیں

جسکی سرکارِ شفاعت میں خریداری ہی
ہم اُسی جنس کے انبار لیے جاتے ہیں

آج سرکار سے پائینگے صلہ کچھ حافظ
نذر کرنے کو یہ اشعار لیے جاتے ہیں

یہ وہ محفل ہی کہ انوار یہاں آتے ہیں
یہ وہ محفل ہی کہ سرکار یہاں آتے ہیں

یہ وہ محفل ہی کہ اشرار کو ملتا نہیں بار
یہ وہ محفل ہی کہ ابرار یہاں آتے ہیں

۱۳۷۱ ۸ ۳

یہ وہ محفل ہی کہ بیدین نہیں آنے پاتے
یہ وہ محفل ہی کہ دیندار یہاں آتے ہیں

یہ وہ محفل ہی کہ رضواں کا ہی بازار یہاں
حور و غلماں کے خریدار یہاں آتے ہیں

خوان بھر بھر کے بٹا کرتی ہی رحمت انکو
جتنے امت کے گنہگار یہاں آتے ہیں

جو ہیں غافل وہ پڑے سوتے ہیں کاشانوں میں
جنکی تقدیر ہی بیدار۔ یہاں آتے ہیں

نقدِ جاں شوق سے دے جاتے ہیں بیعانے میں
جنسِ ایماں کے خریدار یہاں آتے ہیں

میرے مولے ۔ مرے آقا ۔ مرے پیارے سرور
میرے مالک ۔ مرے مختار یہاں آتے ہیں

حبذا ہادیِ کل ۔ شمعِ سُبل ۔ ختمِ رُسل
حضرتِ احمدِ مختار یہاں آتے ہیں

یوں سکھاتے ہوے لاتے ہیں فرشتے آداب
سر کے بل آؤ کہ سرکار یہاں آتے ہیں

کاش حافظ کو بھی تھوڑی سی جگہ ملجاتی
سُنکے آیا ہی کہ سرکار یہاں آتے ہیں

دوبارہ شوقِ زیارت نے گھر کیا دل میں
میں گھر پڑا ہوں مرا دل پڑا ہی منزل میں

نہ درد کا ہی کھٹکا نہ غم کی گنجایش
مزہ ہی جب کہ سما جاے تو ہی تو دل میں

مدینے جاکے شبیہِ مزارِ پاکِ نبی
اُتار لائے ہم آنکھوں کی راہ سے دل میں

وہ جبینِ نور کا بُکّا ۔ وہ شرم کا پُتلا
سمٹ سمٹ کے سمایا ہی آنکھ کے تِل میں

جمالِ نقشِ نبی اس قدر پسند آیا
جمالیا مری چشمِ خیال نے تل میں

میں کہنے کو تو سبھی کچھ کہے گیا منھ سے
یہ ڈر رہا۔ وہ خدا جانے کیا کہیں دل میں

جو دینے کو ہو تو دیدیں سنو تو دل بھر آئے
پیالہ دیکھ لیں خالی جو دستِ سائل میں

وقار کوچۂ حضرت کے تِنکے تِنکے کا
پہاڑ بن کے سمایا ہی آنکھ کے تل میں

جما ہوا ہی تصور میں وہ سراپا نور
لگا ہوا ہی قدِ آدم آئنہ دل میں

گناہگار کو بھی اذن ہو حضوری کا
برے بھلے سبھی آبیٹھتے ہیں محفل میں

بسا ہی آنکھ میں حضرت کا چہرۂ انور
لکھا ہی مصحفِ کامل بس ایک ہی تل میں

سوال قبر میں رب اور دین کا ہوگا
یہ دونوں مرحلے طی ہوئنگے پہلی منزل میں

کچھ ایسے سوئے کہ اوٹھے نہ صبحِ محشر تک
ہم اس قدر تھکے ماندے تھے پہلی منزل میں

جو دل کی بات گئی اُنکی کان تک تو کیا
ہی بات جب کہ اُتر جائے کان سے دل میں

تڑپ تڑپ کے دکھاتا ابھی تماشا اور
ہی موت یہ کہ نہیں اتنی جان بسمل میں

نہیں ہی کل کسی پہلو نبی کی مژگاں سے
اِدھر کھٹک ہی جگر میں اُدھر خلش دل میں

میں کیا کروں جو وہاں پاسبان بار نہ دے
میں دل کو ڈال دوں کس طرح اوسکے دل میں

کہاں نصیب کہ ہمکو تجلّیاں ہوں نصیب
ہی ذرّہ بھر بھی بہت درد کی چمک دل میں

غلافِ کعبہ کا ہی دھیان اور ہم حافظ
وہی ہی دل کے سویدا میں۔ آنکھ کے تل میں

بجھاوے پیاس غوطے دیکے ساقی حوض کوثر میں
کہ چھکنے کے نہیں ہم سے بلا نوش ایک ساغر میں

لب حضرت کی خجلت سے علاوت کے مقدر میں
لکھا تھا کو دپڑنا۔ ڈوب جانا۔ حوض کوثر میں

میں ہوں وہ روسیہ چھوڑا بس اتنا کہکے محشر میں
کہ ہے لکھا ہوا چہرہ مرا مولے کے دفتر میں

نہ مجھکو چین جنگل میں نہ آسائش مجھے گھر میں
پھروں تو پاؤں میں چکر ہو۔ گھر بیٹھوں تو ہو سر میں

ترا شیریں تشکل بت کی دل سے بیٹھے بیٹھے کیا حاصل
خدا کا جلوہ آتا ہے نظر ایک ایک پتھر میں

وہی تو دل ہے جو ہو ماسوے کے ذکر سے خالی
بس ایک اللہ ہی اللہ ہو اللہ کے گھر میں

لب اعجاز مولے کی صفت میں لب نہیں کھلتے
میں بیٹھا ہوں لبوں کو دیکے غوطے آب کوثر میں

میں ڈوبا ہوں تصور میں۔ تلاطم آنسوؤں کا ہے
تصور آپ کا ڈوبا ہوا ہے آب گوہر میں

نگاہیں ہیں ہماری یا شعاعیں انکے روضے کی
یہ جتنے تار ہیں کھینچے گئے ہیں ایک جنتر میں

حجر دل میں سمایا ہے حجر سے دل لگایا ہے
وہ پتھر آئینے میں ہے یہ آئینہ ہے پتھر میں

ہر اک قطرے میں آب اسکی ہر اک ذرے میں تاب اسکی
وہ ہے ایک ایک شیشے میں۔ وہ ہے ایک ایک پتھر میں

چھپیں وہ دیکھنے والوں سے لیکن چھپ نہیں سکتے
چمک بنکر شرارے میں شرارہ بنکے پتھر میں

طواف کعبہ کرتے کرتے ایسا ہمکو وجد آیا
وہیں پھینک آئے سب گردش جو لکھی تھی مقدر میں

نکلنے کا نہیں دل سے خیال خانۂ کعبہ
کیا گھر اپنا تو بیت اللہ نے اللہ کے گھر میں

ہے لازم خانۂ دل میں ذرا سا نور ایماں بھی
بلائیں دخل کر لیتی ہیں تاریکی ہو جس گھر میں

سیہ رو ہوں۔ مگر کر لو غلاموں میں مجھے داخل
مرا چہرہ نہ لکھ جائے سیہ کاروں کے دفتر میں

زیارت کی خوشی میں کر دیے مفقود حواس آخر
طواف کعبہ کرتے کرتے آئی عقل چکّر میں

بڑا جلوہ ہے بیت اللہ میں نورِ نبوت کا
ہے داخل اللہ کے محبوب کا اللہ کے گھر میں

قطعہ

ہوئی تھی حاضری دربار میں جس روز اے حافظ
ملا تھا اک وہی لطفِ زندگی کا۔ زندگی بھر میں

لو وہ گھر دل میں کرنے والے ہیں
ٹوٹے گھر میں اُترنے والے ہیں

ہے گمنام۔ عاشقوں میں ترے
نام بد نام کرنے والے ہیں

اور ہونگے جو مر کے جیتے ہوں
جیتے جی ہم تو مرنے والے ہیں

پھرتے ہیں گردِ روضہ شمس و قمر
اُنکے صدقے اُترنے والے ہیں

کاسۂ چشم ہو کہ ساغرِ عمر
جو پیالے ہیں بھرنے والے ہیں

کب نڈر ہیں امیدوار ترے
ناامیدی سے ڈرنے والے ہیں

ڈرتے ڈرتے امیدواری کی
کر گئے امید ڈرنے والے ہیں

نہیں دیتے اثر کو ہم تکلیف
خالی آہوں کے بھرنے والے ہیں

بات جب ہے کہ سامنے آئیں
آڑ سے بات کرنے والے ہیں

اب گرا تھا کے کاروانِ سرشک
چڑھے دریا اُترنے والے ہیں

لطف جینے کے ہجر میں حافظ
اپنے جی سے اُترنے والے ہیں

رخسار جلوہ گر وہ حبیبِ خدا کے ہیں
خورشید و ماہ اُترے ہوئے جنکی خاکے ہیں

ہم حیرتی جمالِ حبیبِ خدا کے ہیں
مُنھ تکنے والے آئینۂ حق نما کے ہیں

تو آسمان آپ کو کیوں کھینچتا ہی دور
دعوے کچھ اور ہی مری آہ رسا کے ہیں

جنکی قضا تھی - اوسکی ادا پر وہ مٹ گئے
جسکی ادا کے مارے - حوالے قضا کے ہیں

جینے سے تھے جو سیر - وہ کچھ کھا کے مر رہے
کیا جانیں اس مرض کو - جو بھوکے دوا کے ہیں

عاشق ہوے - فراق ہوا - ہوگیا وصال
سچ پوچھیے - تو سب یہ بہانے قضا کے ہیں

حورانِ عین ندیں ہیں آنکھوں میں کیوں جگہ
پیسے ہوے کسی نگہِ سرمہ سا کے ہیں

اُنکا رہیگا حشر میں پردہ ڈھکا ہوا
دامن میں جو چھپے ہوے آلِ عبا کے ہیں

آتی نہیں بلا بھی کوئی - کیا بلا ہوی
ہم منتظر بلاؤں کے بھی کس بلا کے ہیں

مشکل ہی - پھر وہ عقدۂ مشکل کبھی پڑیں
کھولے ہوے جو ناخنِ مشکلکشا کے ہیں

آزاد ہیں - مگر نہیں بے قید آتھی
بردے خدا کے دوست کے - بندے خدا کے ہیں

اُنکی خدائی پیاری - وہ پیارے خدائی کے
اُن پر خدا کا پیار - وہ پیارے خدا کے ہیں

اس سے سوا نہ قربِ نبی کا ملا سراغ
پردے پڑے ہوے ابھی خلوت سرا کے ہیں

روضے میں ہمکو رکھ لے - کہ جنت میں پھینکدے
راضی تری رضا سے ہیں تابع رضا کے ہیں

کیوں ہاتھ پاؤں ماریے جب یوں کہیں حضور
حامی ہم اپنے حافظ بیدست وپا کے ہیں

ردیف (و)

کیوں نہ اللہ کو محبت ہو
خوب صورت ہو خوب سیرت ہو

حاضری کی مجھے اجازت ہو
پھر نہ ارشاد ہو کہ رخصت ہو

بت بھی گرتے ہیں دیکھکر تجھ کو
آدمی یا خدا کی قدرت ہو

ہو مزہ اس طرف ہوں سب کے گناہ
اُس طرف آپ کی شفاعت ہو

ہیں مریں دید پر اُنکے سب یہ کہیں
ایسی ہی ہر کسی کی قسمت ہو

حسن کا اُسکے کیا ٹھکانا ہے
جسکی اللہ کو محبت ہو

دولتِ زہد یا ہو دولتِ فقر
پر نصیب آپ کی بدولت ہو

پانی پانی ہوں عمر بھر کے گناہ
ایک دم بھی اگر ندامت ہو

حشر کی دھوپ میں عجب کیا ہے
کہ سیہ نامہ ابرِ رحمت ہو

حشر سے پیشتر ملے جنت
پاس روضہ کے میری تربت ہو

دم نبی کا بھرے بشر ہر دم — سانس لینے کی بھی جو مہلت ہو
اُنکی رحمت خریدے میرے گناہ — ایسی ہو جنس ایسی قیمت ہو
اک زبان اور شکرِ صد نعمت — سو زبانیں ہوں ایک نعمت ہو
فضلِ رحمٰن کا ہے اُسپر — فضلِ رحمٰن سے جسکو بیعت ہو

کیوں ہے عقبےٰ کا سوچ اے حافظ
یہ تو سوچو کہ کسکی اُمّت ہو

اُذکُرُوا لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُو — وَحدَہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُو
کبھی اہلِ ادب نہیں سکتے — بیچو جنو لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُو
دل کا مقصود کلمۂ طیّب — آرزو لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُو
ہر نفس سے صدا نکلتی ہے — ہو بہو لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُو
شغل ہے مُصطفٰے رسُولُ اللہ — گفتگو لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُو
تیرے دیوانے کو کفایت ہے — ایک ہو لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُو
نعرۂ عاشقاں ہے اِلَّا اللہ — ہاے و ہو لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُو
لوثِ عصیاں کے واسطے بس ہے — شست و شو لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُو
ہے بہارِ ریاضِ وحدت کا — رنگ و بو لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُو

غم سے دل چاک ہو تو کیا غم ہے ۔ ہے رفو لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُو
حکم ہے عشق کے شہیدوں کو ۔ اِشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُو
مشغلہ ہے مرید و مرشد کا ۔ دو بدو لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُو
رونگٹوں سے صدا نکلتی ہے ۔ مو بمو لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُو
چھا گیا ہے مرے عناصر پہ ۔ چار سو لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُو

شجرِ دل کے واسطے حافظ
ہے نمو لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُو

اب یہ کہتا ہوں مدینے میں مجھے آنے تو دو ۔ پھر کہوں گا کہ اب آیا ہوں تو مر جانے دو
حاضری سے مجھے روکے کوئی اور وہ کہیں ۔ ہے یہ اپنا۔ اسے آنے دو یہاں اسے آنے دو
بے نیازی ہی سے ای کاش وہ دیدیں یہ جواب ۔ میرے در پہ کوئی مرتا ہے تو مر جانے دو
دردِ الفت نہیں جلنے کا نہیں جانے کا ۔ چارہ فرما مرے۔ فرماتے ہیں فرمانے دو
ہائے امت سے قیامت میں یہ کہنا انکا ۔ ابھی کیوں مرتے ہو اعمال تو تُل جانے دو
اپنی آنکھوں کو میں اس واسطے رکھتا ہوں عزیز ۔ خونِ دل پینے کی خاطر ہیں یہ پیمانے دو
بات مانی نہ رفیقوں نے مدینے میں مری ۔ تم اگر جاتے ہو جاؤ مجھے رہ جانے دو
ایسی وحشت ہے کہ کہتا ہوں میں گھر والوں سے ۔ اب کے طیبہ کو اکیلا مجھے ہو آنے دو

اک تمھیں چومنے والے درِ اقدس کے نہیں
ٹھہرو اے حضرتِ دل بھیڑ تو چھٹ جانے دو

عاصیو اکثرتِ عصیاں کی کوئی حد نہ سہی
دیکھنا صبر۔ خدا رحم انھیں آجانے دو

حافظ اس مرتبہ پھر قصد ہی ان شاء اللہ
موسمِ حج و زیارت تو ذرا آنے دو

نیند کے روپ میں موت آئی ہے بیماروں کو
موت کے بھیس میں نیند آئی ہی بیچاروں کو

بیگناہوں سے گنہگار نہ بدلیں دستار
سر بلندی جو عنایت ہو گنہگاروں کو

روز اک غم ہی نیا کوئی کہاں تک کھائے
کھائے جاتا ہی یہی غم مرے غمخواروں کو

شافعِ حشر نبی۔ بخشنے والا ہی خدا
اور کیا چاہیے امت کے گنہگاروں کو

زہر کھانے سے بھی مشکل ہی مرا غم کھانا
نہیں معلوم یہ اب تک مرے غمخواروں کو

نیند ہی موت سے بھاری کہ ہی نزعِ راحت
موت ہی نیند سے پیاری ترے بیماروں کو

آپڑا ہوں صفتِ سایہ میں بیرونِ حریم
جا ہی پہنچوں گا کبھی پھاند کے دیواروں کو

آپ ہی بات نہ پوچھینگے اگر محشر میں
کون پوچھیگا وہاں ہمسے گنہگاروں کو

آرزو وہ ہی کہ مرے دل کے سفینے میں ہیں یا
آبلے وہ جو کھٹکتے ہی رہیں خاروں کو

یا وہ میدانِ شفاعت میں گھر سے بیٹھے تھے
یا عدو اب ڈھونڈھتے پھرتے ہیں گنہگاروں کو

جنکو سنگِ درِ اقدس کا ہی اب تک سودا
ٹیکتے ہیں سر کو اگر دیکھ لیں دیواروں کو

یکھلے قصرِ نبی کھل گئیں دونوں آنکھیں — انھیں دروازوں سے دیکھا کیے دیواروں کو

حشر میں کہتی ہے اللہ سے رحمت اُنکی — اب نہ رکھ مجھ سے جدا میرے گنہگاروں کو

داخلی کا شرف ایک ایک کو ہوتا ہے نصیب — ہم کھڑے تکتے ہیں دروازوں کو دیواروں کو

تھا جگر سینۂ اشرار میں کس پتھر کا — پارہ پارہ کیا زہرا کے جگر پاروں کو

چشمِ بد دور مری محوِ تماشا آنکھیں — ایسے روزن ملے آپ کی دیواروں کو

اک مددگار کی رضوان کو ضرورت ہوگی — بخشوائینگے حضور اتنے گنہگاروں کو

موت آجائے تو ہو دردِ جدائی سے شفا — ہے شفا موت سے بدتر ترے بیماروں کو

جاگتے جاگتے ہو جائے نہ صبحِ محشر — یا نبی تیرے شبِ ہجر کے بیداروں کو

بیگناہوں کو خدا جانے خبر ہے کہ نہیں — پہلے پوچھینگے قیامت میں گنہگاروں کو

لیے جاتے ہیں وہ چُن چُن کے شفاعت کے لیے — بیگناہوں سے جدا کرکے گنہگاروں کو

ایسے ہشیار ہیں دیوانے تمھارے مولےٰ — کہ وہ دیوانہ بنا دیتے ہیں ہشیاروں کو

ہم ہیں اور درد ہے اور دل کے ہیں ٹکڑے حافظ
لیے پھرتے ہیں بغل میں انھیں سیپاروں کو

لب پہ بھی مرتے دم دعا ہو — یہ جان فدائے مصطفےٰ ہو

ای کاش رہے مرے ہی دل میں — وہ درد کہ جسکی تم دوا ہو

دل کھو کے مدینے میں یہ خوش ہوں — جیسے کہیں کچھ پڑا ملا ہو
تقدیر کی کیا خبر - مگر کاش — مرنا ترے عشق میں لکھا ہو
وہ جانے وداع کی مصیبت — رخصت ہو مدینے سے ہوا ہو
مرنے کو مدینہ کیوں نہ چاہوں — جب جینے کو جی نہ چاہتا ہو
پہلو میں وہ اک بلائے جاں ہی — قابو سے جو دل نکل گیا ہو
اُٹھنا نہیں صدمۂ جدائی — ای جان بدن سے تو جدا ہو
ہی سب سے زمین طیبہ افضل — کرسی ہو کہ عرش کبریا ہو
ہستی کی وہ خاک سمجھے ہستی — در پر جو ترے مٹا ہوا ہو
جو دل کا وہ خاک ہو طلبگار — جو دل کہ نبی پر آگیا ہو
لبیک کہوں میں جاکے در پر — ارشاد اُدھر سے مرحبا ہو
سوتے کہیں مجھکو کھو نہ دینا — میں درد ہوں تم مری دوا ہو
وہ دل جو اچھل رہا ہی ہاتھوں — ہاتھوں سے نہ روکیں ہم تو کیا ہو

بے دیکھے تو ہی یہ حال حافظ
دیکھو کہیں اک نظر تو کیا ہو

اب ہو رہا بندہ کا یہ بیمار - خبر لو — سرکار خبر لو مری - سرکار خبر لو

جینے سے ہی بیزار دلِ زار - خبر لو
دل کا ہی یہ آزار دل آزار - خبر لو

اب تو خبر اپنی مجھے پہروں نہیں ہتی
تم بیخبروں کے ہو خبردار - خبر لو

غفلت میں ہی ڈر - چور نہ ایمان چُرا لے
ہر وقت خبر لو مری - ہر بار - خبر لو

تم باخبر و عالم ہر غیب و شہادت
ہیں بیخبر و بیکس و بے یار - خبر لو

مولے مرے - آقا مرے - سردارِ دو عالم
مالک مرے - اللہ کے مختار - خبر لو

اک بیکس و بخستہ - سزاوار ملامت
یہ کون پڑا ہی پسِ دیوار - خبر لو

غافل ہوں - مجھے دیتے ہیں چھینٹے مرے احباب
ہوتا نہیں چھینٹوں سے بھی بیدار - خبر لو

پھرتی ہی تصور میں جو رفتار تمھاری
بگڑی ہوی ہی سانس کی رفتار - خبر لو

ہیں جسکی نظر میں - در و دیوار تمھارے
گھیریں اُسے اپنے در و دیوار خبر لو

حافظ سہی سودا زدہ - پھر بھی ہی تمھارا
ہو جائے نہ رسوا - سرِ بازار - خبر لو

مقبول وہ سجدہ ہو جو اس طرح ادا ہو
سر آپ کے ہاتھوں تہِ شمشیر قضا ہو

کیا خوب نماز آپ کے بیخودی کی ادا ہو
سر سجدے میں ہو - ورد زباں صلِّ علیٰ ہو

کیا ڈھونڈتے ہیں یار قریبِ رگِ گردن
اللہ سے ڈورا تو محبت کا لگا ہو

وہ دل میری قسمت میں ہو - تم جس میں ہو ساکن
وہ درد - خدا دے مجھے - تم جسکی دوا ہو

دم آنکھوں میں ہو۔ پیکے مرے شربتِ دیدار
ایسا ہو مریض۔ ایسی دوا۔ ایسی قضا ہو

جب ہاتھ اوٹھیں سامنے روضے کے دعا کو
ہی لطف۔ جو دروازے کا پردہ بھی اوٹھا ہو

کیا صلِّ علٰے۔ وصف کروں صلِّ علٰے کا
جب صلِّ علٰے کہتے ہی مقبول دعا ہو

وہ جان کے ایمان۔ دمِ نزع جو آجائیں
صدقے ہو مری جان۔ تو ایمان فدا ہو

دیدار بھی نزدیک ہی۔ وعدہ بھی ہی نزدیک
دیدار ملے یا نہ ملے۔ دیکھیے کیا ہو

کس طرح گزرتی ہی۔ کوئی پوچھے اُسی سے
خود ہند میں۔ دل اُسکا مدینے میں پڑا ہو

طیبہ کو چلوں۔ سجدے کروں۔ گر کے یہ چاہوں
ان ہاتھوں میں پہنچا سادہ دامانِ قبا ہو

اللہ اہی کیا تیری محبت کا ٹھکانا
پیچھے مجھے۔ پہلے مرے محبوب کو چاہو

اری آنکھ۔ ذرا دیکھیے اشکوں کو بہانا
دامن میں گنہ کا کوئی دھبا نہ لگا ہو

حافظ اگر اغیار سنینگے تو ہنسینگے
ہی درد اگر دل میں تو آہستہ کراہو

ردیف (ہ)

مجھے ہولِ قیامت سے بچا لو یا رسول اللہ
مجھے دامانِ رحمت میں چھپا لو یا رسول اللہ

کھڑا ہی ہاتھ باندھے ضعف۔ لغزش پاؤں پڑتی ہی
گرا پڑتا ہوں۔ گرتے کو سنبھالو یا رسول اللہ

اوٹھا کر رُخ سے پردے کو ذرا باہر نکل آؤ
مری دیدار کی حسرت نکالو یا رسول اللہ

میں کب تک آپ کی فرقت میں دیکھوں راہ مرنے کی
کوئی تو راہ جینے کی نکالو یا رسول اللہ

دمِ پرسش خدا کے سامنے بگڑیں بنی باتیں
بڑی ہی بات اگر بگڑی بنا لو یا رسول اللہ

سنبھالا لے رہا ہی آپ کا بیمار فرقت میں
سنبھالا لینے والے کو سنبھالو یا رسول اللہ

خدا بخشے یہی کہتا تھا حافظ مرتے دم تک بھی
کہ جیتے جی خدا سے بخشوا لو یا رسول اللہ

دکھا یارب در و بامِ مدینہ
نصیبِ دل ہو آرامِ مدینہ

مرے قبضے میں ہو مُہر سلیماں
کھدے دل پر اگر نامِ مدینہ

بیاضِ نور ہی ہر صبح روشن
سوادِ طور ہر شامِ مدینہ

صدا دی دل نے میں دیکھوں کہاں ہی
کسی نے جب لیا نامِ مدینہ

انھیں کیا ہند کے کلفت زدوں سے
وہ جو پاتے ہیں آرامِ مدینہ

مرے مولٰے مدینے کے ہیں والی
مرے مخدوم خدّامِ مدینہ

اُجالی رات میں نور علےٰ نور
کوئی دیکھے در و بامِ مدینہ

جسے کہتے ہیں سب ظلِّ الٰہی
وہی ہی رحمتِ عامِ مدینہ

ہر اک شب ہی وہاں کی جب شبِ قدر
تو کیا کچھ ہونگے ایّامِ مدینہ

میں گزرا ہند کی راحت سے یارب — مجھے دے درد و آلامِ مدینہ

ملے شام و سحر مجھکو الٰہی — سحر مکے کی اور شامِ مدینہ

بدن سے مرغِ جاں اُڑجائے جس دم — پھنسے جاکر تہِ دامِ مدینہ

ہوا ہی نام سے سونے کے روشن — نہ ہے نامِ خدا نامِ مدینہ

لیا یہ نام۔ یاد آیا وہ محبوب — عجب محبوب ہی نامِ مدینہ

چلو حافظ جو مرنا ہی مسلمان
کہ ہی اسلام اسلامِ مدینہ

مرے دل کو سودا ہے یادِ مدینہ — مری پتلیوں میں سوادِ مدینہ

کہاں میں۔ کہاں صرصرِ غم کے جھونکے — کہاں ٹھنڈی ٹھنڈی وہ بادِ مدینہ

الٰہی میں پہنچونگا کیونکر دوبارہ — نہ زر ہی۔ نہ طاقت۔ نہ زادِ مدینہ

خوشی کا بھرا گھر لٹا دل ہمارا — فقط رہگئی ایک یادِ مدینہ

جیے ہند میں ہم تو کیا خاک پھر — ہیں زندوں سے بہتر جمادِ مدینہ

غلامی غلاموں کی میرا شرف ہی — مرا خانداں خانہ زادِ مدینہ

یہ سمجھا گئی آہِ سرد آ کے لب پہ — بنونگی میں یادِ مرادِ مدینہ

مری آنکھ کا روضۂ پاک تارا — مرے دل کی محبوب یادِ مدینہ

مرا دم سلامت ۔ مرا دل سلامت
نہ بھولیگی تا زیست یادِ مدینہ

کہاں لاکے پھینکا ہی سوزِ سینہ نے
کہ ہی کالے کوسوں سوادِ مدینہ

گداوں کو بے مانگے دیتے ہیں کیا کچھ
زہے جودِ شاہِ جوادِ مدینہ

شرف ہی یہ قربِ حبیبِ خدا کا
خدا کے ہیں پیارے عبادِ مدینہ

کہاں ایسی ہم تیرہ بختوں کی قسمت
ہو نورِ نظر یا مدادِ مدینہ

سوادِ مدینہ سویدا ہی دل کا
سویدائے دل ہی سوادِ مدینہ

ہو عشقِ نبی اور مری جان حافظ
ہو سینہ مرا اور یادِ مدینہ

ہی ابھی پیش نظر باغ و بہارِ طیبہ
ہائے وہ گنبدِ اخضر وہ مزارِ طیبہ

خاک میں ملکے بھی چھوٹے نہ دیارِ طیبہ
خاک کی دھول اُڑے بنکے غبارِ طیبہ

خاک کا مرتبہ دیکھو تو کہاں پہنچا ہی
سرمۂ چشمِ ملائک ہی غبارِ طیبہ

پھول تو پھول ہیں پھر آپ کے گلزار کے پھول
گُل کی آنکھوں میں کھُبے جاتے ہیں خارِ طیبہ

نالے اوٹھ اوٹھکے مرے سینے سے ہوتے ہیں بلند
ہند میں یاد جب آتے ہیں منارِ طیبہ

ہی شبِ قدر ہر اک شب تو ہر اک روز ہی عید
ہیں زمانے سے جُدا لیل و نہارِ طیبہ

راہ میں آنکھیں بچھانے کو پیادہ ڈوروں
دور سے جو نظر آجائے سوارِ طیبہ

زائرو - دوڑو چلو - روضۂ جنت کی بہار
لٹ رہی ہی سرِ بالینِ مزارِ طیبہ

شاہراہِ ارم و خلد کا پوچھا جو پتا
لے چلے خضر سوِر اہگزارِ طیبہ

اپنے پیارے کا جو پیارا ہو بڑا پیارا ہی
طیبہ اُن پہ ہی فدا میں ہوں نثارِ طیبہ

خار و خس پڑکے وہ ذلّت بھری آنکھیں پھوٹیں
جن میں آئے نہ وقارِ خس و خارِ طیبہ

نہیں چلتی ہی وہاں ابلقِ ایام کی چال
رات دن ایک سے ہیں لیل و نہارِ طیبہ

دیکھیے - چلتے ہیں کب چھوڑکے ہم یار و دیار
دیکھیے کب نظر آتا ہی دیارِ طیبہ

جھکے رہتے ہیں سوا - جنکے مراتب ہیں بڑے
فخر کرتے ہیں کہ ہیں راتبہ خوارِ طیبہ

ہند میں یہ تنِ بے روح پڑا ہی حافظ
روح پھرتی ہی مری گردِ مزارِ طیبہ

ردیف (ی)

رونقِ حضور کی شب اسرے میں رہگئی
اعلے کی دھوم خلوتِ ادنےٰ میں رہگئی

ڈوبا تڑپ تڑپکے غمِ مصطفےٰ میں دل
کشتی اُچھل اُچھلکے یہ دریا میں رہگئی

جاری ہوا جو فیض محمدؐ کے نور کا
تھوڑی سی روشنی ید بیضا میں رہگئی

مارو ہگا ہاتھ پاوں مدینے کے شوق میں
طاقت اگر ذرا مرے اعضا میں رہگئی

تقدیر پھیر لائی جو ہندوستان کو
نیّت مری مدینے کے صحرا میں رہگئی

مستی ازل میں تھی مِیٔ مستی کی جس قدر
وہ سب نبی کی نرگسِ شہلا میں رہگئی

وشتِ مدینہ میں دلِ شیدا پڑا رہا
حسرت مدینے کی دلِ شیدا میں رہگئی

شوخی اگر ہو تو میں بیساختہ کہوں
قدرت خدا کی اُنکے سراپا میں رہگئی

ای آفتاب جلوۂ معراج کچھ نہ پوچھ
ہاں تیری آبروشبِ اسریٰ میں رہگئی

حسرت نبی کی جب نہ سمائی جہان میں
آخر ہماری چشمِ تمنّا میں رہگئی

جب قدِّ پاک نے نکیا چھاؤں کو قبول
روزِ ازل وہ حصۂ طوبےٰ میں رہگئی

جلوہ نبی کا دیدۂ تر میں چمک گیا
بجلی سی کوئی کوندکے دریا میں رہگئی

دیدار سے جو آئے تو سوجھا نہ کچھ ہمیں
شاید نظر ہجومِ تماشا میں رہگئی

رسوا ہوئی نہ امتِ عاصی جہان میں
عزت طفیلِ حضرتِ والا میں رہگئی

خوبی کچھ اور ہو تو ہو شمشاد و سرو میں
موزونی آپکے قدِ بالا میں رہگئی

پردوں میں پتلیوں کے وہ پتلا ہی نور کا
پتلی نبی کی دل کے سویدا میں رہگئی

ہجرِ نبی میں جینے سے دل مردہ ہوگیا
مرنے کی آرزو دلِ شیدا میں رہگئی

تھی چلتی پھرتی چھاؤں نبوت مسیح تک
آخر وہ آکے سایۂ مولےٰ میں رہگئی

مشتاق کی نگاہ نہ پہنچی کہاں کہاں
اور رہگئی تو بزمِ تماشا میں رہگئی

عقبےٰ کا رنج - عالمِ عقبےٰ کو لیچلے
رحمت نے انکی اشک مرا کرلیا پسند

دنیا کی جو خوشی تھی وہ دنیا میں رہگئی
قطرے کی آبرو بھرے دریا میں رہگئی

حافظ کی جان بارِ خدا کس گناہ پر
مولے سے چھوٹکر غمِ مولےٰ میں رہگئی

تم دل میں رہو آنند دل تو یہی ہی
نہ پہچنے کے نہیں گور سے عقبےٰ کے مسافر
آسان جو ہی - وہ بھی ہو مشکل - یہ ہی آسان
دل تم سے لگایا - تو پھر آسان ہی سب کچھ
کیا سرمۂ بینش ہی سویدا مرے دل کا
وہ پار ہوا - بحرِ حقیقت میں جو ڈوبا
محشر میں جو بے یارو بیکس نے مجھے پایا
ہی مانعِ دیدار نہ مجھے پردۂ غفلت
پہنچو نگا مدینے میں - مرا شوق سلامت
کیا پوچھتے ہو ذکرِ ولادت کے فضائل

میں جان سے قربان ہوں حاصل تو یہی ہی
آنند پہنگے کہاں جاکے کہ منزل تو یہی ہی
مشکل مری آسان ہو مشکل تو یہی ہی
دل ان سے لگانا - جو ہی مشکل تو یہی ہی
آنکھوں میں جگہ دیں جسے وہ تل تو یہی ہی
ساحل سے کنارہ کرے ساحل تو یہی ہی
مولےٰ نے کہا - رحم کے قابل تو یہی ہی
دشمن تو یہی بیچ میں حائل تو یہی ہی
رہبر ہیں بہت - رہبرِ کامل تو یہی ہی
رحمت کی جو منزل ہی وہ محفل تو یہی ہی

یہ پہلوئے حافظ میں جو دل نام ہی مضطر

سوائے ترے دیدار کا سائل تو یہی ہے

جو در پر ترے مر کے گڑ جائینگے
تو ہم مر کے جنتوں میں پڑ جائینگے

جو بگڑی بنی کی نہ لو گے خبر
سبھی کام میرے بگڑ جائینگے

دکھانے کے قابل نہیں زخم دل
کہ ٹانکے ہیں ٹانکے اُدھڑ جائینگے

ترے در سے ٹلتے نہیں بے لیے
وہ مبرم گدا ہیں کہ اَڑ جائینگے

چلینگے سر آنکھوں سے طیبہ کی راہ
اگر پاؤں میں چھالے پڑ جائینگے

عبث فکر ہے ہوگا جہاں کا خمیر
وہیں مر کے اک روز گڑ جائینگے

جو ہی چشم رحمت کا پلہ اِدھر
عمل سب ترازو میں تڑ جائینگے

مقدر میں ہوگا جو حسنِ قبول
شہیدی سے مضمون لڑ جائینگے

یہ عالم ہمیشہ سے ہے بے ثبات
بسے ہیں جو گھر سب اُجڑ جائینگے

نکر عاجزی اہلِ دولت کے ساتھ
یہ فرعون ہیں اور اکڑ جائینگے

چھُڑانے کو خود آئینگے شاہِ دیں
جو امت کے عاصی پکڑ جائینگے

تصور بھی روضے پہ آتا نہ تھا
کہ ہم اتنی جلدی بچھڑ جائینگے

کوئی دم میں دنیائے فانی کے کھیل
گھروندے کی صورت بگڑ جائینگے

لکھے جائینگے نعت ہم عمر بھر
مضامین کوئی نبڑ جائینگے

وہ لو آگئے **حافظ** ہرزہ گو
کوئی تازہ مضمون گھڑ جائینگے

ہائے ابتک بھی مدینے کو نجانے پائے
دلِ ناکام کے مطلب نہ برآنے پائے

اور نبیوں سے ازل ہیں جو بچارکھے تھے
وہی رتبے تھے جو محبوبِ خدانے پائے

میری سوتی ہوئی تقدیر نہ جاگے جبتک
نیند اے دیدہ بیدار نہ آنے پائے

ہاتھ آئی درِ دولت کی گدائی جسکو
اُس نے دولت کے خزانے کے خزانے پائے

مرگئے ہم تو ملی ہمکو حیاتِ جاوید
لطف جی جانے کے مرنے کے بہانے پائے

پھر مقصد کا نہ آنکھوں سے تماشا دیکھا
دشتِ طیبہ کی نہ ہم خاک اُڑانے پائے

اور سب اہلِ وطن اُنکے وطن میں پہنچے
ایک ہم اپنے وطن سے بھی نہ جانے پائے

جنکو طاقت تھی وہ طی کر گئے راہِ طیبہ
ناتواں ایک قدم بھی نہ اوٹھانے پائے

سرو سامانِ اقامت بھی ہو جسکا بگڑا
سرو سامانِ سفر کیا وہ بنانے پائے

سال بھر کون جیے کون مرے کسکو خبر
آنے بھی پائے یہ موسم کہ نہ آنے پائے

ہی زیارت کا شرف ایک زمانے کو نصیب
بے نصیب ایک ہمیں ہیں کہ نجانے پائے

دُرِ مقصود کے بدلے یہ ملا رو رو کر
گوہرِ اشک مرے دستِ دعا نے پائے

جو فقیروں کو مزے ہیں وہ امیروں کو کہاں
کھو چکے جو فقرا وہ امرا نے پائے

اُنکے در پر مری تقدیر کھڑی کہتی ہے
دیکھنا حافظؔ ناکام نہ آنے پائے

کب تلک میں رہوں دور پڑا ملکِ عرب سے
جلدی سے بلا لو نہ مجھے مولےٰ کسی ڈھب سے

عشاق کے دل میں کبھی گزری بھی نہ ہوگی
جو حسرتیں ہم لیکے پھرے ملکِ عرب سے

یہ منزلِ طیبہ۔ یہ مری دشت نوردی
کانٹے بھی کھٹکتے ہیں مرے پائے طلب سے

زندوں کو جو آواز سنا دوں تو فدا ہوں
مردے حرکت کرتے ہیں اک جنبشِ لب سے

جو رب کی رضا ہے وہی مولےٰ کی رضا ہے
رب اُنسے رضامند ہے۔ راضی ہیں وہ رب سے

بندے کا ہمیں رتبہ جتایا ہے خدا نے
مولےٰ کو پکارا ہے جو بندے کے لقب سے

وہ دل کو تسلّی ہے کہ کہکے ہمیشہ
اب کوئی ہمیں لینے کو آتا ہے عرب سے

رنج و تعبِ دل سے میں ہوں رنج و تعب میں
ہے رنج و تعب دل کو مرے رنج و تعب سے

احباب سمجھتے ہیں تصور ہے کسی کا
ہم سر کو جھکائے ہیں گناہوں کے سبب سے

دیدار دکھا جلد کہ دیکھا نہیں جاتا
دیدار کا رستہ دلِ دیدار طلب سے

یا غم کی ہوا بھی نہ لگی تھی مرے دل کو
یا کوئی علاقہ نہ رہا مجھکو طرب سے

جنت مجھے دلواؤ جہنم سے بچاؤ
رحمت کا طلبگار رہوں ڈرتا ہوں غضب سے

کچھ حد بھی جدائی کی ہے ۔ للہ ترحّم
مشتاق ہیں کب تک رہوں مشتاق ہوں کب سے

سنتا ہوں یہ سوا ہی نگہِ رحم بد دل پر ۔۔۔ ہاں اک نگہِ رحم کہ بدتر ہوں میں سب سے

حافظؔ کو کبھی چین سے باشاہ نہ دیکھا
سینے میں سمائی ہی محبت تری جب سے

تھا نصیبوں میں ہی دل مرے سینے کے لیے ۔۔۔ جو تڑپتا رہے سینے میں مدینے کے لیے

ہو مدینے میں جو مرنا تو ہی جینے سے سوا ۔۔۔ موت یہ ہی کہ میں ہوں ہند میں جینے کے لیے

علم باطن کے برابر نہیں علم ظاہر ۔۔۔ یہ ہی سینے کے لیے وہ ہی سفینے کے لیے

کھانے پینے کی طلب طالب مولا کو نہیں ۔۔۔ غم ہی کھانے کے لیے اشک ہیں پینے کے لیے

دل ہی پر داغ جھپکتی نہیں آنکھیں پل بھر ۔۔۔ دو نگہبان ملے مجھکو خزینے کے لیے

یا محمد کے سوا نقش نہو یا اللہ ۔۔۔ نام ایسا ہی کہاں دل کے نگینے کے لیے

زیست انکی جو وہاں مر کے پڑے جیتوں میں ۔۔۔ موت انکی جو یہاں مرتے ہیں جینے کے لیے

کاش مرنے کو تو ملجاے مدینے کی زمیں ۔۔۔ ہند کی خاک جو قسمت میں ہی جینے کے لیے

حق پرستی ہی تو کر سینے سے کینہ پاک ۔۔۔ حق نے سینے کو بنایا نہیں کینے کے لیے

بوے خوش پھول میں یا عطر میں یا مشک میں ہے ۔۔۔ ہر جگہ پھرتی ہی مولا کے پسینے کے لیے

اسکے لب تک تو کوئی عرش سے پہنچے زینہ ۔۔۔ جس نے اخلاص سے پوسے ترے زینے کے لیے

دفن ہونے کے بعد کوئی ان سے حقیقت پوچھے ۔۔۔ جان دیتے تھے جو دنیا میں دفینے کے لیے

اپنو قرآن سُنایا نہیں کب سے حافظ
کبھی فرمایشیں ہوتی تھیں سُننے کے لیے

پلّے پہ ہیں وہ مرے - ہی مرا پلّہ بھاری
بارِ عصیاں سے ہیں ہوتا نہیں ہلکا بھاری

بوجھ سا سر کا اُتار آئے لحد پر جا کر
ہو گیا زندوں کو ایسا مرا مردہ بھاری

جسکی گردن میں نہیں رشتۂ فرماں اُنکا
اُسکی گردن میں بڑا طوق پڑیگا بھاری

بوجھ لیکر جو گناہوں کا میں دنیا سے چلا
ہو گئی اور مجھے منزلِ عقبےٰ بھاری

چرخ سے خاکِ درِ پاک کا رتبہ ہی سوا
عرش سے آپکے منبر کا ہی پایہ بھاری

شر مرا ایک طرف - رحم ترا ایک طرف
دونوں تل جائیں تو معلوم ہو ہلکا بھاری

عملِ خیر ہو بھاری - عملِ شر ہلکا
اس سے کیا کام جنازہ جو ہو ہلکا بھاری

نظر آیا کریں بے پردہ وہ بیداری میں
چشمِ دل پر نہو غفلت کا جو پردہ بھاری

ٹال دو شاہِ نجف اسر سے مرے غم کا پہاڑ
کہ نہیں ہی درِ خیبر سے زیادہ بھاری

نملا بارِ امانت کا اوٹھانے والا
آخر انسان نے یہ بوجھ اوٹھایا بھاری

روضۂ پاک کہاں گنبدِ افلاک کہاں
تول تو نظروں میں اب کس کا ہی پلّہ بھاری

یہ زمین اور یہ مضمون - یہ بندش حافظ
آج سرکار سے خلعت بھی ملیگا بھاری

اک دل ہیں داغ عشق ہیں لاکھوں پڑے ہوے
اک مہر ہیں ہیں لاکھ نگینے جڑے ہوے

قطعہ

جاتے تھے جانے والے مدینے کو رات دن
منھ دیکھتے تھے بے سر و پا گھر پڑے ہوے

کچھ زادِ راہ ساتھ نہ آگاہِ راہ ساتھ
توفیق جب رفیق ہوی اُٹھ کھڑے ہوے

عاشق نبی کے دیکھیے کیا دیکھیں بعدِ مرگ
ہیں زندگی میں جینے کے لالے پڑے ہوے

مرنے پر اُس جگہ کے ۔ مری زندگی فدا
جینوں میں پڑ گئے ہیں جہاں کے گڑے ہوے

حجرے سے باہر آؤ کہ لاکھوں میں ایک ہو
لاکھوں امیدوار ہیں در پر کھڑے ہوے

طفلی میں تھے ہمارے نبی ۔ فخرِ انبیا
چھوٹی سی عمر میں وہ بڑوں سے بڑے ہوے

وہ پیشوا ملا جو سراپا ہی صلحِ کل
حیّاکہ ہیں نصیب ہمارے لڑے ہوے

مقتول کا سگار ہیں ۔ قاتل ہیں نامدار
کیسے ہیں غازیوں کے مقدر لڑے ہوے

آنکھوں میں چھا گیا ہی مدینے کا راستا
ہر ہر قدم ہیں جھونپڑے اپنے پڑے ہوے

سمجھے کہ راہِ طیبہ میں موتی پڑے ملے
دیکھے جو ہم نے پاوں میں چھالے پڑے ہوے

اعمال میرے کاش وہ نظروں میں تول لیں
میزان ہو کھڑی تو یہ نکلیں تڑے ہوے

اگلوں کے قول و فعل کے پاسنگ بھی نہیں
باتیں بچی تُلی نہ عمل ہیں ترے ہوئے

ہیں ہوں سیاہ کار۔ گنہگار بال بال
ہیں ڈر سے رونگٹے مرے تن کے کھڑے ہوئے

پورا نہ ہو سوال کہ پورا سوال ہو
دیکھے نہیں گدا ترے در پر اڑے ہوئے

حافظ او ٹھو۔ اوٹھاؤ مدینے میں چل کے لطف
ہندوستاں میں کرتے ہو کیا گھر پڑے ہوئے

غم دل کی سب کو خبر ہو گئی
مری چشم تر پردہ در ہو گئی

گیا وقت پیری فروغ خرد
بجھی شمع جس دم سحر ہو گئی

مرے گھر ابھی تک شب تار ہی
زمانے میں کب کی سحر ہو گئی

بنے حشر میں کام بگڑے ہوئے
سفارش تری کارگر ہو گئی

اُدھر چشم پوشی ہی مدّ نظر
ادھر معصیت کو نظر ہو گئی

خطا وار تھا میں۔ مگر بچ گیا
رہائی نہ ہونی تھی پہ ہو گئی

مری ہم زباں شب کو تھی ایک شمع
وہ خاموش وقت سحر ہو گئی

جوانی چلی۔ اتنی غفلت سے چونک
کہ ڈھلتا ہی دن دوپہر ہو گئی

سیہ کاریوں نے جو حربہ کیا
تو رحمت نبی کی سپر ہو گئی

یہاں دل ہوا عشق میں بیخبر
وہاں دل کو دل کی خبر ہو گئی

ہوئی وقت پیری جوانی کی قدر
میں چونکا تو کب جب سحر ہو گئی

نہ تھی زادِ راہِ عرب کی سبیل
سفر پر جو باندھی کمر ہو گئی

یہ سمجھو ٹھکانے لگی میری خاک
مدینے میں برباد اگر ہو گئی

تمھارے ہی روضے کو تکتا ہے رُخ
فلک کی بھی اونچی نظر ہو گئی

کہاں سے کہاں پہنچی اک آن میں
مری آہ کیا بد خبر ہو گئی

میں پہنچونگا مطلب کو اپنے ضرور
نبی تک رسائی اگر ہو گئی

مرادل ہوا وقفِ حسنِ نبی
مری جان نذرِ نظر ہو گئی

بجھتے شمع روتا ہے اک رات کا
مری عمر یوں ہی بسر ہو گئی

نبی سے بچھوڑا اپنوں کا پتا
اِدھر کی جدائی اُدھر ہو گئی

کوئی جا کے **حافظ** کو کر دو خبر
کہ تیری طلب روضے پر ہو گئی

سیر جب تھی دیدہ و دل کا تماشا دیکھتے
کوئی دریا دیکھتے تم کوئی صحرا دیکھتے

دیکھنے والے تو سب جلوہ تمھارا دیکھتے
اور تم اہلِ تماشا کا تماشا دیکھتے

پاوں چلتے دیکھتے یا ہاتھ چلتا دیکھتے
زور و زر کچھ بھی اگر ہوتا تو طیبہ دیکھتے

آئینہ جب دیکھتے حضرت کا روضہ دیکھتے
آنکھ کے تل میں جا روضے کا نقشہ دیکھتے

ضعف سے ہی ایک منزل کے برابر اک قدم
عمر گزری راہ میں منزل کا رستہ دیکھتے

رات دن دیکھا کیے چشمِ تصور سے تو کیا
کاش ان آنکھوں سے ہم حضرت کا روضہ دیکھتے

دیدۂ مشتاق کو سیری نہ روضے میں ہوی
لاکھ جلوے۔ دو تماشائی تھے۔ کیا کیا دیکھتے

گھر سے ہم طیبہ کو چلتے۔ ساتھ ہوتا راہبر
عمر گزری اس سفر کا ہمکو رستہ دیکھتے

کر کے روضے سے مقابل۔ کرتے کیا اہلِ نظر
فرش سے کم۔ پایۂ عرشِ معلّٰے دیکھتے

قدِّ آدم آئینہ بن جاتے روضے میں جو ہم
اُس سراپا نورِ خالق کا سراپا دیکھتے

سامنے ہمکو بُلا کر بات کر لیتے حضور
سننے والا سنکے جاتے اور گویا دیکھتے

کاش ہوتی اس قدر قدرت کہ ہم جا کر وہاں
قدرتِ باری تعالےٰ کا تماشا دیکھتے

یاد ہی ہنگامۂ ہنگامِ رخصت آج تک
کاش پہلے حشر سے پھر حشر برپا دیکھتے

بس اُسی کے ساتھ ہو لیتے رفاقت کو حضور
جسکو یہ بس جسکو سکیں جسکو تنہا دیکھتے

آگے دیتے پاندینے پھر اجازت پاسباں
کر کے جرأت آستانے تک تو ہم جا دیکھتے

پتلیاں روضے کے جلووں کا تماشا دیکھتیں
دیکھنے والے تماشا پتلیوں کا دیکھتے

اپنو حافظ دیدہ و دل ہیں اسی ارمان میں
پھر وہ منبر پھر وہ محراب و مصلّا دیکھتے

تم تربت میں آجاؤ تو ارمان نکلجائے
ارمان نکلتے ہی مری جان نکلجائے

آیا ہی خیال آپ کا ای دل نہ فغاں کر
رنجیدہ کہیں ہوکے نہ مہمان نکلجائے

در سے ترے بہتر نہیں مرنے کو ٹھکانا
قالب سے نکلتی ہی اگر جان نکلجائے

مشکل ہی دم نزع مری جان پڑی ہے
دم بھر کو تم آجاؤ تو آسان نکلجائے

جنت کی جو نعمت کوئی دنیا میں دکھا دیں
سینے سے مرے جینے کا ارمان نکلجائے

یوں دست بدست آکے اُٹھے خلد کی حوریں
روضے کو اگر دیکھتے ہی جان نکلجائے

رستہ نہ ملے اور کوئی غیر مدینہ
گھر سے جو کوئی ہوکے پریشان نکلجائے

میں راہِ طلب میں ہوں مرا ضعف سلامت
طاقت ہی کہ ہاتھوں سے یہ میدان نکلجائے

ایمان سے کہتا ہوں کہ میری یہ دعا ہے
ایمان سلامت رہے اور جان نکلجائے

یوں منزلیں طے کرکے مدینے کو میں جاؤں
کہسار نظر آئے بیابان نکلجائے

حافظ کو یہ توفیق ہو صدقے میں نبی کے
کلمہ دم آخر پڑھے اور جان نکلجائے

لو مبارک ہو کہ دنیا میں پیمبر آئے
ہیرے ہو تے لا مرے آقا مرے سرور آئے

مژدہ ای اہلِ خطا شافعِ محشر آئے
خوش ہو ای تشنہ لبو ساقیِ کوثر آئے

پردہ نور میں ہی روے منور جنکا
پردۂ غیب سے بے پردہ وہ باہر آئے

انبیا پیچھے ہیں رتبے میں سب اگلے پچھلے
نور جن کا ہے مقدم وہ موخر آئے

نہ یہ موسے کو تقرب نہ یہ عیسے کو عروج
اونچے اونچوں سے جو رتبے میں ہیں پہنچ تیرے آئے

جلد ای کاش نبی نذر میں لیں اس دل کو
جلد ای کاش مرا مطلبِ دل بر آئے

جان میں جان ہی جب تک۔ یہ دعا مانگونگا
جان کے ساتھ ترا نام لبوں پر آئے

قسمت اسکی ہی جو پائے زر و زور و طیبہ
حسرت اُسپر ہی جسے کچھ نہ میسّر آئے

آکے گھیرینگی مجھے چار طرف سے رحمت
چار آنسو مری آنکھوں میں اگر بھر آئے

بال بھر شک نہ ہے رحمت و بخشایش میں
ہاتھ اگر ایک ترا موے معنبر آئے

کیا بتائیں تمھیں کیا لائے عرب سے حافظ
گھر سے ہم جیسے گئے ویسے ہی پھر کر آئے

الٰہی دل اگر ٹوٹے۔ اگر دل سے صدا نکلے
تو یا اللہ نکلے یا محمد مصطفٰے نکلے

خدا کا نام لیکر گھر سے جب نامِ خدا نکلے
خدائی بھر میں چل پھر کر خدا کے گھر میں جا نکلے

نکالیں قبر سے باہر جو لاشہ اُنکے وحشی کا
عجب کیا جا بجا اُسکا کفن نکلا ہوا نکلے

غمِ دنیا نہ دے یارب اگر غم دے تو حضرت کا
اُنھیں کے واسطے نکلے۔ اگر آنسو مرا نکلے

جلے سوزِ نہاں سے دل۔ اگر ضبطِ محبت ہو
کھلے رازِ نہاں دل کا اگر آہِ رسا نکلے

پکاروں جاکے میں لبیک اوروں کی طرح تو کیا
مزہ جب ہی کہ روضے سے صدائے مرحبا نکلے

بصیرت ہو تو دل سے متصل ہی خانہ کعبہ
مراد مہ اگر دونوں میں کچھ بھی فاصلہ نکلے

کھلا اسرار آخر نوح پیغمبر کی کشتی کا
وہ جو نائب خدا کے ہیں وہ اُسکے ناخدا نکلے

ہوا ہی مانع ہجرت تعلق فکر دنیا کا
پڑی ہو بیڑی جسکے پاؤں ہیں وہ گھر سے کیا نکلے

سنا ہی کام سب کے ای صبا تجھسے نکلتے ہیں
ہیں جب جانوں کہ تجھسے کچھ مرا بھی مدعا نکلے

ہی جب تک دم میں دم حافظ یہی مانگو دعا ہر دم
کہ دم کے ساتھ میرے منہ سے کلمہ آپ کا نکلے

حکم ہوگا کہ گنہگار ہی امت تیری
بخشنے دیتے ہیں اسے یہی بہ مروت تیری

جسکو دینا ہیں شفاعت کا تری ہی انکار
اسکو روزی ہو عقبے میں شفاعت تیری

تا بمنزل ہی یہی خوف و رجا کا رستہ
اک طرف قہر ہی اک سمت ہی رحمت تیری

سختیاں گو دل آرام طلب پر گزریں
زر ایماں کی کسوٹی ہی محبت تیری

کی خدا نے تری خاطر سے خدائی پیدا
آشکارا ہی خدائی میں رسالت تیری

کوئی تکیہ نہ بھروسا ہی نہ ہمت مجھکو
بل ترا اور سہارا ترا قوت تیری

آپ اللہ تعالے ہی رضا جو تیرا
اللہ اللہ بہت کچھ ہی رعایت تیری

دل جو بیٹھ جاے ہمارا تو برائی کیا ہی
اور آرام سے بیٹھے گی محبت تیری

جستجو میں تری پھرتا ہی فلک سرگرداں
پھرتی ہی پیش نظر چاند سی صورت تیری

حق کہیگا کہ ہی امت تو سزاوار سزا
آگے جو کچھ کہ ہو مرضی تری رغبت تیری

تیری صورت تو کسی سے نہیں ملتی لیکن
ہی کچھ اللہ سے ملتی ہوی سیرت تیری

ہم تو دل والے ہیں اور دل نہیں اپنے بس کا
خود مصوّر کو پسند آگئی صورت تیری

حق تعالی کی رضا تیری رضا پر موقوف
حق تعالی کی اطاعت ہی اطاعت تیری

جس گنہگار کا کوئی نہو اُسکے ہم ہیں
دیتی پھرتی ہی ندا سب کو شفاعت تیری

مجرموں کے لیے محبوب سے ہوگا ارشاد
خیر اب کیا کہیں ان سے - یہ ہی امت تیری

ساتھ لے جائینگے ہم قبر میں ان شاء اللہ
درِ فردوس کی کنجی ہی محبت تیری

قابلِ خلد تو حافظ نہیں - یہ بات ہی اور
بخشوالے اُسے عقبےٰ میں شفاعت تیری

شہرِ مولے کی ہیں راہیں جانی پہچانی ہوی
خاک ہر کوچے گلی کی ہی مری چھانی ہوی

عرصۂ محشر میں جب اشکوں کی طغیانی ہوی
گرمیِ خورشید کی مشکل جو تھی پانی ہوی

اغنیا خود کام نکلے کچھ نہ نکلا اُنسے کام
منھ سے حرفِ مدعا کہکر پشیمانی ہوی

ابر تھا اظہر من الشمس آپ کے بالائے سر
آپ کا سایہ نہ تھا یہ بات ہی مانی ہوی

نعمتیں کونین کی ہمکو مدینے میں ملیں
میزباں کی مہربانی - خوب مہمانی ہوی

ایک دل سینے میں تھا وہ مُردہ ہو کر رہگیا
اُسکے مرتے ہی ہماری خانہ ویرانی ہوی

پہلے فرمایا نکالو - پھر بلایا مجھکو آپ
دادِ خاطر خواہ پائی جب نظر ثانی ہوی

فضلِ رحمن کے وسیلے سے مرے دل کو نصیب ۔۔۔ حُبِّ غوثِ پاکِ محی الدین جیلانی ہوی

ناتواں سے مدتوں میں طے ہوی طیبہ کی راہ ۔۔۔ تھی بڑی مشکل۔ بڑی مشکل سے آسانی ہوی

قیدِ تن میں روح جب آی تو حسرت سے کہا ۔۔۔ کون سی کی تھی خطا میں نے کہ زندانی ہوی

ہو بھلا اُنکے تصور کا کہ ہی مرقد میں ساتھ ۔۔۔ شمعِ ظلمت خانہ اُنکی شکلِ نورانی ہوی

صبر جب حد سے بڑھا وحشت کا پتلا بنگیا ۔۔۔ رفتہ رفتہ دل کی جمعیت پریشانی ہوی

سر کی قسمت میں ہی اُنکے سنگِ در سے پھوٹنا ۔۔۔ نقش پتھر کا مری تحریرِ پیشانی ہوی

ہی حقیقت میں بڑی فیاض سرکارِ جنوں ۔۔۔ مجھسے ننگے کو عطا تشریفِ عریانی ہوی

عرصۂ محشر میں **حافظ** کام آی شاعری
میری حامی میرے مولے کی ثناخوانی ہوی

مضموں دل میں آینگے جو آسمان سے ۔۔۔ نکلینگے نعت بنکے وہ میری زبان سے

ہو افصحِ عرب کی ثنا کس زبان سے ۔۔۔ وہ نطق ہی کہ وصف ہی باہر بیان سے

مولے کے درِ عشق میں ٹوٹا ہوا ہی دل ۔۔۔ رقت ٹپک رہی ہی ہمارے بیان سے

مجھکو ملیں ہزار زبانیں تو یہ کہوں ۔۔۔ وصفِ لبِ نبی میں کروں کس زبان سے

پہنچا سرِ نشانہ ترا تیرِ مدعا ۔۔۔ کم رہگیا جو قربِ خدا دو کمان سے

کافی ہی مجھکو آیۂ لا تقنطوا اگر ۔۔۔ کہدیں حضور بھی تو کچھ اپنی زبان سے

ننگ بشر سے فخر بشر کی صفت ہو کیا
سننے کی بات ہے یہ خدا کی زبان سے

ایمان اسکے لوگ نہ لائیں تو کیا علاج
کیا وحی اُتر کے آئیگی اب آسمان سے

زندہ نہوں مذاہبِ مردہ زمین پر
جیسے اُتر کے آئیں اگر آسمان سے

پورا کیا خدا نے اُسے ایک آن میں
جو کہدیا حضور نے اپنی زبان سے

کونین میں ہے جنکو سہارا حضور کا
وہ ہاتھ اُٹھائے بیٹھے ہیں دونوں جہان سے

حادث تمام کون - قدیم ایک ذات ہے
ممکن نہیں کہ کُن نہو پہلے فکان سے

گنبد کے آگے پست ہے قصرِ برینِ چرخ
روضے کی ہے زمین - بلند آسمان سے

وہ آپ جانتے ہیں جو میرا ہے مدّعا
کیوں اپنے دل کی بات نکالوں زبان سے

حافظ کو کب مدینے میں لیجائیگا خدا
کب آب و دانہ اوٹھیگا ہندوستان سے

مرمٹے ہجر میں اب ہند کے جینے والے
جلد بُلوا لے مدینے میں مدینے والے

ناخدا اسکو سمجھتے تھے خدا ہی دانا
وہ اولوالعزم نبی - نوح - سفینے والے

کیا ملامت کا اثر عشق کے بلانوشوں کو
پھبتیاں سُنکے بھی پی جاتے ہیں پینے والے

منکروں سے نہیں امیدِ قیامِ تعظیم
بے ادب ایسے کہاں کے ہیں قرینے والے

گھر دل میں مرے سینے میں مری آنکھوں میں
شوق سے آکے رہیں پیارے مدینے والے

عاشقانِ نبوی ہو گئے آخر کو شہید
مرنے والے جو مرے ہو گئے جینے والے

جنکو ارمان رہا وصل میں مر جانے کا
وہی کہلائے گئے ہجر میں جینے والے

گرمیِ حشر سے للہ بچاؤ مولے
ڈوبے جاتے ہیں پسینے میں پسینے والے

ہاتھ ملنے سے دمِ مرگ نہ کچھ ہاتھ آیا
ہو گئے دفن تہی دست دفینے والے

ایک وہ ہیں کہ حضوری کا شرف ہی جنکو
ایک ہم خونِ جگر ہجر میں پینے والے

ہند میں حافظ بیکس تہی پیوند نہیں
ای شہنشاہ فلک جاہ - مدینے والے

قربان ایک اشارۂ خیر الانام کے
دعوے تمام ہو گئے ماہِ تمام کے

سو جانیں صدقے تیرے لبوں کے کلام کے
قائل یہی ہیں آیۂ یُحیِی العظام کے

تکلیف کیجیے کہ غلامانِ بارگاہ
در پہ امیدوار کھڑے ہیں سلام کے

رخصت کا نام سنتے ہی رخصت ہوئے حواس
روضے سے ہم چلے تو۔ مگر دل کو تھام کے

مولے کے ساتھ کچھ تو ہی نسبت غلام کو
مولے کا ہیں غلام وہ مولے غلام کے

ہو لے مرے بقیع میں دو چار گز زمین
جاگیردار ہو گئے دار السلام کے

سب کوچ کرتے جاتے ہیں دنیا سے رات دن
مہمان صبح و شام بھی ہیں صبح و شام کے

سر پھوڑنے کو سنگِ درِ پاک ہو نصیب
سو سر تصدق اس سے سودائے خام کے

ایک ایک نام لیکے پکارینگے آپ کو
ایک ایک قبر سے کئی ایک ایک نام کے

جو جو اگر حساب ہی سو سو ہیں بخششیں
یہ وصف عدل کے ہیں وہ ہیں فضل عام کے

دنیا میں جتنے کام کیے ہیں سنے عمر بھر
دنیا کے کام کے ہیں نہ عقبیٰ کے کام کے

مجھکو بھی چن لیا مرے پروردگار نے
پالے گئے غلام جو ہوئے اُسکے نام کے

تھا خون خشک تشنہ لبی سے امام کا
پیاسے فرات والے تھے خون امام کے

خلقِ حسن ہی کس میں تمہارا سا یا حسن
احسان کر رہے ہو عوض انتقام کے

چشمِ حبیب کے لیے دیدار بیحجاب
گوشِ کلیم شوق میں لطفِ کلام کے

آئے نہ آئینگے وہ حسینوں کی چال میں
جو پائمال ہیں تری طرزِ خرام کے

حافظ کو پھر وہ روضہ دکھا دے خدائے پاک
صدقے ترے رسول علیہ السّلام کے

سر مرا پیدا ہوا سودائے سرور کے لیے
حضرتِ سرور کا سودا ہی مرے سر کے لیے

موت کا ڈر، ہجر کا غم، فکرِ عقبیٰ، حُبّ جاہ
سیکڑوں ہیں آفتیں اک جانِ مضطر کے لیے

سنگِ اسود کی محبت میں کیا دل کو تباہ
ہم نے شیشہ توڑ ڈالا ایک پتھر کے لیے

کھپ گیا سودا خدائی بھر کا جب اوٹھا خم
بن پڑا مشکل سے اک کاسہ مرے سر کے لیے

لذتِ دیدار پر ہم جان کرتے ہیں فدا
زندگی بھر کے لیے ہو یا ہو دم بھر کے لیے

تم توان سب کے سوا حق نے بہت کچھ دیدیا
شے مقابل جس قدر ایک اک پیمبر کے لیے

پیغمبروں کے سامنے جھکنے سے آپنے جس کو عار
سجدہ جبیں تجویز کی حق نے سرے سر کے لیے

عشق ہے لیتی ہیں سبر کی جس قدر پائی تھی عمر
ہم نے جینے کے عوض دنیا میں مر کر کے لیے

کون جاناں - کون ابر کیونتاؤں - کیا تو جن
جان جاناں کے لیے ہی - دل ہی دلبر کے لیے

کیا کہوں کس مصلحت سے نالہ ہوں روکے ہوئے
اسکو رکہ چھوڑا ہی میں نے صور محشر کے لیے

دیدو اک گوشے میں تھوڑی سی جگہ بیرون در
اس فقیر خستہ کو چھپنے سے بستر کے لیے

ظلمت عصیاں کام آئی ذرا بھی دھوپ میں
ساتھ لیکر آئے ناحق روز محشر کے لیے

اہل محشر ہو گئے سب مفت جل بھنکر کباب
آفتاب آیا تھا میرے دامن تر کے لیے

عاصیوں میں شور ہی - مولے تہاں آپ کی
حشر برپا ہی شفیع روز محشر کے لیے

ثانی اثنین اذہما فی الغار ہی قرآن میں
جا نشین مصطفے صدیق اکبر کے لیے

کھک لکھی حدیث آئی ہی کس کی شان میں
مرتضے مولے علی نفس پیمبر کے لیے

ہند میں بیٹھا ہوں لیکن دل ہی کعبے میں پڑا
ہی یہ گھر اللہ کا اللہ کے گھر کے لیے

نام تنکے کا نہیں رکھے ہیں اللہ رے صفا
یہ مصیبت ہی ہمارے جسم لاغر کے لیے

کیا کہونگا ہاے پوچھینگے اگر اہل عدم
کیا سفر سے لائے ہو سوغات تم گھر کے لیے

کیا کہوں پہلو میں حافظ دل ہی کتنا بیقرار

اُس شباک و روضہ و محراب و منبر کے لیے

جب تمھارے نور کی ہنگامہ آرائی ہوئی
قدرتِ باری تعالےٰ خود تماشائی ہوئی

سُرعتِ سیرِ شبِ اسریٰ تعالےٰ شانہٗ
کب گئے کب آئے کتنی گام فرسائی ہوئی

عام ہی دیدار - اور اہلِ تماشا کا ہجوم
جان پھرتی ہی مرے قالب میں گھبرائی ہوئی

لال لال آنکھوں کے ڈورے - حق کے منظورِ نظر
نیچی نیچی وہ نگاہیں اُنکی - شرمائی ہوئی

ہائے - تلتے ہیں مرے اعمال نیکوں کے حضور
وائے قسمت - کیا بھری محفل میں رسوائی ہوئی

نزع میں بھی موت نے پوچھا نہ میری جان سے
کسکی تڑپائی ہوئی ہی کسکی پھڑکائی ہوئی

ایک رحمت کی نظر نے - ابرِ رحمت کردیا
میرے سر پہ تھی گناہوں کی گھٹا چھائی ہوئی

ہائے کیا کیا شئے وہاں کی پھرتی ہی پیشِ نگاہ
اور کس کس پہ نظر پڑتی ہی للچائی ہوئی

بڑھتے بڑھتے ایک جزا ایمان کا ٹھہری حیا
چشمِ محبوبِ خدا کی پرورش پائی ہوئی

جان سے ایمان کو مومن سمجھتا ہی سوا
خیر ہو ایمان کی لب پہ ہی جان آئی ہوئی

غمزدوں کے شاد کردینے کو بس ہی ایک ادا
چپکے چپکے کچھ ہنسی سی زیرِ لب آئی ہوئی

اس ثقافت کے تصدّق - اس توجہ کے نثار
وہ تصوّر آگیا جس وقت تنہائی ہوئی

روضۂ اقدس سے شاید لوٹ لائی ہی بہار
آج کیوں بادِ صبا پھرتی ہی اترائی ہوئی

اللہ اللہ کیا وسیلہ ہی نبی کے نام کا
ہاتھ اوٹھا کر جو دعا مانگی پذیرائی ہوئی

کیا پڑھیں حافظ غزل ہم اہلِ دہلی کے حضور
دل ہی کُمھلایا ہوا خاطر ہی مرجھائی ہوئی

تسلّی دی یہ حجت لئے حسابِ روزِ محشر سے
مرا دفتر بڑا ہی سب سیہ کاروں کے دفتر سے

خدا کا نام لیکر گرتے پڑتے چل تو دو گھر سے
پہنچ جاؤ گے حافظ روضے پر اک دن مقدر سے

امیروں کی ہو دولت یا فقیروں کی قناعت ہو
ملا جو جس کسی کو وہ اسی گھر سے اسی در سے

بھری ہی بھیڑ جو روضے میں وہ جامے سے باہر ہی
میں باہر رہ گیا ہوں دل بھرا آتا ہی اندر سے

مری آنکھوں میں آ جاؤ کہ آنکھیں موند کر دیکھوں
نہ کوئی غیر ہو اندر نہ کوئی آئے باہر سے

یہ رونا ہی کہیں لاکھوں گنہ کس کس کو ہم روئیں
ہماری چشمِ تر شرمسار ہی ہر دامنِ تر سے

شبِ گور آنے والی ہی ابھی اتنا نہ سو غافل
کہ اُس شب کا سِرا جا کر ملا ہی صبحِ محشر سے

دیا اُمّت کو مژدہ خلد کا معراج سے آ کر
تبرّک بانٹنے کو لائے تھے اللہ کے گھر سے

خدا جانے مرے دردِ دروں کی کیا ہی کیفیّت
کہ طفلِ اشک باہر آتے ہیں تڑپے ہوئے گھر سے

عجب سودا طوافِ روضہ کا سر میں سمایا ہی
کہ گھر بیٹھے ہوئے ہمکو چلے آتے ہیں چکّر سے

یہ کہتا ہوں کہ تم سب خلق سے بہتر ہو افضل ہو
اب آگے اور کچھ کہتا نہیں اللہ کے ڈر سے

ذرا سی دیر میں جا کر پھر آئے فرشِ اطلس تک
ابھی گرمی نہ جانے پائی تھی سونے کے بستر سے

یہ خورشیدِ منوّر تم سے کسبِ نور کرتا ہی
جو ذرّے آتے جاتے ہیں تمہارے روزنِ در سے

خدا کی حکمتیں ہیں نوح کا بیٹا ہو نافرماں	مزہ دیکھو خلیلِ بت شکن ہوں آلِ آزر سے

سنو **حافظ**! یہی پہچان ہی ایمانِ کامل کی
محبت ہو پیمبر سے اور اولادِ پیمبر سے

بس اتنی آس ہی مرے سرور لگی ہوی	سر سے مرے ہے تری ٹھوکر لگی ہوی
کس طرح وصفِ مُہرِ نبوت بیان ہو	مہرِ سکوت ہی مرے مُنھ پر لگی ہوی
تنہا بچا ہیں کسکو سُنیں کسکی حشر میں	ہی فکر سب کی۔ آنکو برابر لگی ہوی
روضے میں ہی کرشمۂ قدرت کوئی نیا	جب دیکھو ایک بھیڑ ہی باہر لگی ہوی
ای آہ! دل کے سوز پر آنسو بہلنے دے	رک جا ہوا۔ ہی آگ مرے گھر لگی ہوی
سِلِ صبر کی دھری ہی دلِ داغدار پر	اک مُہر ہی خزانے کے مُنھ پر لگی ہوی
آتا ہی کوئی لحظے میں ہرکارہ موت کا	ہی ڈاک ہچکیوں کی۔ برابر لگی ہوی
ہاں گھونٹ بھر ادھر کو بھی صدقہ حسین کا	ہی پیاس ہمکو ساقیِ کوثر! لگی ہوی
غم جو ملے وہ لکھے گئے۔ سرنوشت میں	فہرست تھی ضرور سرے پر لگی ہوی
دل سے ہوے نہ مُہرِ نبوت کے معتقد	تھی مُہر کافروں کے دلوں پر لگی ہوی
روضے میں جاکے جلد خبر کردے ای صبا	ٹٹی سلاموں کی ہی در پر لگی ہوی
نامِ نبی کسی نے لیا۔ دل پر آئی چوٹ	یہ چوٹ ہی اس ایک صدا پر لگی ہوی

ہے لطف جب کہ دل ہے جلتا مثالِ شمع
اور اسکی لَو ہو سوئے پیمبر لگی ہوئی

کسکو بلائیں روضے میں۔ ہو کون باریاب
ہے سب کی ٹکٹکی طرفِ در لگی ہوئی

ہلجائے جس سے کوہ۔ لرز جائے جس سے چرخ
حافظ وہ چوٹ ہے مرے دل پر لگی ہوئی

کب تک رہوں میں دور تری بارگاہ سے
کب تک رہے وہ بارگاہ نہاں ہو نگاہ سے

دیدار آخری ہو میسّر تو مفت ہے
آخر تو جان نکلیگی آنکھوں کی راہ سے

حیرت برس رہی ہے برابر نگاہ پر
حسرت ٹپک رہی ہے مرے دودِ آہ سے

منظور ہو انھیں کو تباہی تو کیا علاج
واقف نہیں وہ کیا مرے حالِ تباہ سے

یا میرے دل کی راہ سے آنکھوں میں آئیے
یا دل میں آئیے مری آنکھوں کی راہ سے

ہم صبر والے ہیں ہمیں رونے سے کیا غرض
ہم ضبط والے ہیں ہمیں کیا کام آہ سے

رحمت کے جوش کو انھیں حرفوں سے پوچھیے
جو لکھتے لکھتے اُڑ گئے فردِ گناہ سے

اللہ رے حیا۔ نظر آیا جو آئینہ
شرما گیا وہ نور خود اپنی نگاہ سے

نظروں میں پھرتے ہیں مگر آتے نہیں نظر
آنکھوں میں گھر ہے اور ہیں غائب نگاہ سے

ایمان کی تو یہ ہے کہ ایمان و عز و جاہ
جو کچھ ملا مجھے۔ وہ تری بارگاہ سے

جاتا نہیں یہاں سے کوئی ہو کے نامراد
ناکام جاچکا ہیں تری بارگاہ سے

گردن جو ناتواں تھی مجھ ناتواں کی
شرمندہ ہو کے جھک گئی بارِ گناہ سے

یارب یہ سر ہوا ور بینے کی ٹھوکریں
مطلب نہیں نتیجہ کچھ عذر و جاہ سے

تیرِ دعا نہیں کا جو پہنچے نشانے پہ
چھوٹا ہوا خدنگ پلٹ جائے راہ سے

حافظ کہا ہی شعر کے پردے میں دردِ دل
مطلب نہ داد سے - نہ غرض واہ واہ سے

دل تک اتر کے جاتی ہی آنکھوں کی راہ سے
دل کو نگاہ رکھیے کہاں تک نگاہ سے

دیدارِ مصطفیٰ ہیں دوبارہ ہوں باریاب
کرتا ہوں بار بار دعا بارِ الٰہ سے

شرما دیا حیا کو بھی - اللہ رے حیا
شرمیلی آنکھ نے نری - نیچی نگاہ سے

ہیں صدقے میری جان فدا - اک نظر ادھر
مرتا ہوں - دیکھ لو مجھے پیاری نگاہ سے

جو دوستی کی آنکھ سے دیکھے - وہ ہی عدو
ہی دوست وہ - جو دیکھے عدو کی نگاہ سے

کعبے کو جانے دیتے نہیں دل کے وسوسے
بت بیچ میں پڑے ہوئے ہیں سنگِ راہ سے

نکلی تو حسرت اپنی - مگر کیا بری طرح
سینے سے آہ نکلے - دھواں نکلے آہ سے

ہی آفتاب ذرہ صفت اُن کے سامنے
ذرہ ہی آفتاب صفت اک نگاہ سے

آنکھیں بتی کی پھرتی ہیں نظروں میں رات دن
واقف نہیں میں اور سفید و سیاہ سے

اللہ جانے - ہو گئی کب دل کو دل سے راہ
ظاہر تو اک نگاہ لڑی تھی نگاہ سے

پامال خاک کیوں ہو۔ تو افلاکیوں کو خاک
سب کچھ وہ کرتے ہیں اسی نیچی نگاہ سے

سینہ مرا نہیں۔ یہ ہی ماتم سرا ہے دل
ثابت ہی دود آہ کے رخشِ سیاہ سے

کیوں رہروانِ کعبہ چلے پاؤں توڑنے
نزدیک کوئی راہ نہیں دل کی راہ سے

سوزِ دروں کے ضبط سے گھٹتا تھا جو دھواں
بھاگا نکلکے برہنہ سر میری آہ سے

آنکھوں کو موندے مُنھ کو چھپائے کفن سے ہم
حافظ عدم کو جاتے ہیں شرمِ گناہ سے

سب انبیا میں ایک نبی انتخاب ہی
لاکھوں ستاروں میں فقط ایک آفتاب ہی

لوح و قلم ہی جس سے وہ اُمّی خطاب ہی
امّی ہی اور صاحبِ ام الکتاب ہی

میری خطا کیسی کی عطا کا جواب ہی
عصیاں ہیں بیشمار۔ کرم بیحساب ہی

نبیوں میں ہیں خالِ مہرِ نبوت کسے ملا
نقطہ بتا رہا ہی کہ تو انتخاب ہی

ہی خونِ دل شراب۔ دل سوختہ کباب
میرے نصیب میں یہ شراب و کباب ہی

گیارہ برس کی عمر سے حافظ ہوا ہوں میں
طفلی سے دل بغل میں خدا کی کتاب ہی

دل ہو گیا ہی عشقِ نبی میں وبالِ جاں
اور جانِ مبتلا مرے دل کو عذاب ہی

پاؤں تو جبرئیل کے میں ہاتھ چوم لوں
وہ ہاتھ ہیں۔ رسولِ خدا کی رکاب ہی

گریے نے اور خاک میں مجھکو ملا دیا
اشکوں کے ہاتھ سے مری مٹی خراب ہی

ملتا نبی کا سایہ تو لکھتا وہ کچھ صفت
سادہ پڑا ہوا ورقِ آفتاب ہی

پایہ مرا بلند ہی۔ نسبت بڑھی ہوئی
ذرہ میں جسکا ہوں وہ مرا آفتاب ہی

سرکش ہی نفس۔ زیر کرو تیغِ جہد سے
کافر ہی۔ مار ڈالنا اسکا ثواب ہی

وقتِ مدد ہی۔ ساقیِ کوثر! مدد مدد
رندِ خراب ہوں۔ مری حالت خراب ہی

آنکھوں سے نیند اُڑ گئی ہیرے نصیب کی
[illegible] عوض مجھ [illegible] ہی

سر میں ہوا بھری ہی ذرا سی نمود پہ
انسان کیا ہی پھر [illegible] حباب ہی

سر پر جنون دیو سپہ سا سوار تھا
غفلت بھلا رہی [illegible] شباب ہی

دل میں خیال وے نبی لفظ [illegible] آگیا
[illegible]

جو چُپ رہا ہزار بلاؤں سے بچ گیا
[illegible]

روضے کی شان گنبدِ گردوں سے کم نہیں
[illegible] آفتاب ہی

ٹوٹا گرا اُجڑ گیا ڈوبا جلا پھُنکا
[illegible] خانہ خراب ہی

مر کر کھلی پہ عشق و اجل کی مناسبت
[illegible]

حافظ بتا دیں ہم تمھیں سولے کا نام [illegible]
مشکلکشا۔ علیؑ ولی۔ بوتراب ہی

غمِ شہ میں آنکھوں سے جاری لہو ہی
[illegible]

ہیں آنکھوں ہیں آنسو تصور میں تو ہے
مرے دل کا آنکھوں ہی میں سب لہو ہے
بڑھاپے میں بھی ہے وہی جامہ زیبی
گئی آبرو - آگئی خاکساری
تجلی سے تیری - جھپکتی ہیں آنکھیں
ہیں آنکھوں میں پردے تو پردے میں پتلی
مرا دل نہیں - عالم ہو ہے گویا
ہو صحرا کا ذرّہ کہ دریا کا قطرہ
گلا کیا دبا بیٹھا دشمن ہمارا
ہے گلہائے جنت میں رنگت ہی رنگت
وہ غم دل سے اچھا جو تو نے دیا ہو
اسی پر اڑی ہیں مری دونوں آنکھیں
یہ کتنا ہے بے پردہ جلوہ کسی کا
ہیں ناچیز ذرّہ ہوں - تو مہرِ انور
ہے گفتہ - مرا حالِ ناگفتہ - گویا

ترا قد کہ سروِ لبِ آبجو ہے
پیالے ہیں لبریز خالی سبو ہے
نہیں جھریاں رختِ تن پر اُتو ہے
تیمم ہی قایم مقامِ وضو ہے
یہ بے پردگی اور پردے میں تو ہے
تماشا ہے - پتلی کے پردے میں تو ہے
اسی گھر میں جہر و خفی ذکر ہو ہے
ہر اک ذرّے میں قطرے میں تو ہی تو ہے
حبیب اے دوست شہرگ سے نزدیک تو ہے
نہ تیری سی خو ہے نہ تیری سی بو ہے
وہ دل جی سے پیارا ہے جس دل میں تو ہے
ہمیں کو ملے تن میں جتنا لہو ہے
میں ہوں شمع - یکساں مری پشت و رو ہے
مگر پھر بھی میں تجھ میں ہوں - مجھ میں تو ہے
میں چپ ہوں - مری خامشی گفتگو ہے

نگاہوں سے اشکوں نے مجھکو گرایا	انھیں کی ٹو بوئی ہوی آبرو ہی
کبھی میرے دل کی طرف آنکلنا	کہ اس گھر میں تنہا تری آرزو ہی
کلیجے سے میں کیوں لگائے نہ رکھوں	یہ ہی درد فرقت - دوا اسکی تو ہی

حقیقی طہارت کی کیا بات **حافظ**
وضو کو اگر آلٹو پلٹو وضو ہی

جلوہ گہ تیری میرا سینہ ہی	میرا سینہ ترا مدینہ ہی
داغ ہیں دل کے اور سینہ ہی	وہ خزانہ ہی یہ خزینہ ہی
غم ہی اور دل ہی اور سینہ ہی	خوب چھانا ہی خوب چھینا ہی
جان ہی اور موت کا کھٹکا	پھر بھی جینے میں کوئی جینا ہی
کرسی اک پایہ اُنکے منبر کا	زینتِ عرش جسکا زینہ ہی
مرنے والے کرینگے کیا جیکر	زیست مرنا وصال جینا ہی
المدد ناخدا! خدا کے لیے	ڈوبنے کو مرا سفینہ ہی
اُسکو بے دیکھے میں نے جان لیا	کہ وہ دانا ہی اور بینا ہی
عطرِ گل جسکے آگے ہی پانی	وہ رُخِ پاک کا پسینا ہی
ہند میں تن ہی جی مارتے ہیں	پھر بھی جینے کا کچھ قرینہ ہی

ہر طرف ہی وفور سور و سرور
مولد پاک کا مہینا ہی

زندگی ہی بنا گلے کا ہار
مر کے اک بار اور جینا ہی

زندگی ہو گئی ہی جی کا وبال
جینا مرنا ہی مرنا جینا ہی

مرجع دل ہی عجیب قبلہ نما
جسکا قبلہ ترا مدینہ ہی

کعبۃ اللہ خلق کا قبلہ
دل کا قبلہ ترا مدینہ ہی

جان کی جان! تم کہاں ہو کہاں
میرا جینا بھی کوئی جینا ہی

دل ہی اور میرے خون کا پیاسا
میں ہوں اور دل کا خون پینا ہی

دل میں کعبہ نظر میں ہی روضہ
ایک مکہ ہی اک مدینہ ہی

جس جگہ حق سے ملے حبیب ملے
وہی مکہ وہی مدینہ ہی

واہ کیا نام طیب و طابہ
طیبہ ہی طابہ ہی مدینہ ہی

نقش دل پہ ہیں انکے کیا کیا نام
سو نگینوں کا اک نگینا ہی

حسرتیں دل میں رہ گئیں مر کر
کیا خرابہ ہی کیا دفینہ ہی

دل حافظ میں گھر نبی نے کیا
پہلے کعبہ تھا اب مدینہ ہی

گداز عشق نہ انکو گلا خدا اسکے لیے
یہ ہڈیاں ہیں سگ کوے مصطفیٰ کے لیے

ہے دل نبی کے لیے - جان ہے خدا کے لیے
کوئی ادا کے لیے ہے - کوئی قضا کے لیے

اجل کو ڈھونڈھ رہا ہوں کہ پوچھوں راہِ عدم
بھٹک رہا ہوں میں سوں سے سہما کے لیے

نہ کوئی پوچھنے والا ہے درد پنہاں کا
نہ کوئی دوڑنے والا مری دوا کے لیے

تمھیں نے روگ دیا ہے - تمھیں کرو اچھا
تمھیں ہو درد کی خاطر تمھیں دوا کے لیے

مجھے یہ در وکہ دل کو کوئی مرض ہوتا
مرض کو ڈھونڈھو تو ملتا نہیں دوا کے لیے

بقا ہماری فنا ہے - فنا ہماری بقا
بقا فنا کے لیے ہے - فنا بقا کے لیے

نبوت اور ولایت کا واہ کیا کہنا
یہ مصطفےٰ کے لیے ہے - وہ مرتضےٰ کے لیے

یہ حال کرسیِ حق کا کھلا شبِ اسرے
بنی ہے آپ ہی کے نقشِ مدعا کے لیے

جگہ ملی نہ مدینے میں دفن ہونے کو
میں خاک ہونے کو تھا - خاک تھی ہوا کے لیے

الٰہی بخشدے امت کو پیشتر اس سے
کہ لب نبی کے ہلیں - ہاتھ اوٹھیں دعا کے لیے

وہ آئی دوڑتی - لبیک کہتی رحمتِ حق
ہلے نہ تھے لبِ حضرت ابھی دعا کے لیے

ترے فقیر کو - کونین کی ہو کیا پروا
کمی ہے کیا تری سرکار میں گدا کے لیے

نہ ناخدا ہے نہ ملّاح - ڈوبتا ہے جہاز
خدا خدا کا ہے شور - المدد خدا کے لیے

سرِ نیاز ہے - مولے کا فرشِ پا انداز
مقامِ فخر ہے یہ عرشِ کبریا کے لیے

مرا سلام تصدق - فدا مرا لبیک
کہ دیں لبوں کو وہ تکلیف مرحبا کے لیے

نبی کا نام جو لیکر مراد کچھ مانگی — لبِ قبول نے بوسے لبِ دعا کے لیے
مرا علاج نہیں کچھ سوائے خاکِ شفا — طبیبِ جان نہ ہاریں عبث دوا کے لیے
کسی کو ساحلِ مقصود کا پتا نہ لگا — ہزاروں ڈوب مرے ایک آشنا کے لیے
خمیر و دفنِ بشر کے لیے ہی ایک ہی خاک — کچھ ابتدا کے لیے ہی کچھ انتہا کے لیے
شرابِ عشق جو دنیا میں رند پیتے ہیں — وہ بوند بھر نہیں جنت میں پارسا کے لیے
گرے وہ سجدے میں سنکر یہ دردناک صدا — کہ عاصیوں کو لیے جاتے ہیں سزا کے لیے
رہی ہی جان فقط اسکو چھوڑ دے اے عشق — یہ ہی خدا کی امانت نہ لے خدا کے لیے
حضور نے اسے آنکھوں میں رکھکے پالا ہی — مقامِ فخر یہی کیا ہی کم حبا کے لیے
بتوں کا دھیان ہی دل میں خدا خدا لب پر — خدا کا نام لے مردِ خدا خدا کے لیے
تمام عمر ہوے اور ابھی ہی دلی دور — تڑپ رہا ہوں میں سلطانِ اولیا کے لیے
نبی کو بھیج خدایا کہ ڈوبتا ہی جہاز — پکارتا ہوں خدا کو میں ناخدا کے لیے
خدا کا بندہ خداوند کا غلام ہوں میں — ہوا مطیع خداوند کا خدا کے لیے

در کریم سے حافظ بر آئی دل کی مراد
نہ کھلنے پائے تھے لب عرضِ مدعا کے لیے

نبی کی زلف پر شیدا ہوا ہی	دلِ دیوانہ کو سودا ہوا ہی

نبی کے ابروؤں سے کیا ہی نسبت — ہلالِ عید! تو دیکھا ہوا ہے

اشاروں سے نبی کرتے ہیں بات — ستارہ ماہ کا چمکا ہوا ہے

ہے جو کچھ عرش سے تحت الثریٰ تک — نبی کے واسطے پیدا ہوا ہے

کھنچا جاتا ہے سوئے خاکِ طیبہ — خدا جانے کہ دل کو کیا ہوا ہے

مجھے جیتا نہ چھوڑیگا ترا درد — مٹانے کو مرے پیدا ہوا ہے

نہ دیکھا میں نے خطِ روئے انور — مری تقدیر کا لکھا ہوا ہے

گلِ تر آپ کے چہرے کے آگے — عرق میں شرم سے ڈوبا ہوا ہے

گناہوں کی گرانباری کے صدقے — جنازہ مفت میں ہلکا ہوا ہے

قدِ بے سایہ پر بھی سایۂ ابر — خدا کے سایے پر سایہ ہوا ہے

سوادِ طیبہ کا بندھ کر تصور — ہماری آنکھ کا تارا ہوا ہے

فغاں سے کھل گیا رازِ محبت — نہاں ہے درد جو پیدا ہوا ہے

پیمبر تک وہ اک لحظے میں پہنچا — مرا پیغامبر پہنچا ہوا ہے

اوٹھیگا ہند سے کب آب و دانہ — مرا دستِ دعا اوٹھا ہوا ہے

خدا کی شان۔ حافظ سایہ کار — غلافِ کعبہ سے لپٹا ہوا ہے

نہ ہاری تھکی ہمت اللہ والی — ہے اللہ والوں کا۔ اللہ والی
کبھی روضوں سے ہوا دل نہ خالی — بسی ہے میاں میں کسکے روضے کی جالی
غم شاہ نے چھیڑ دل سے نکالی — مری جانکنی کی جو بنیاد ڈالی
میں طیبہ میں جاکر کہوں حال خستہ — مگر جانے دیتی نہیں خستہ حالی
میں کمتر سے کمتر وہ برتر سے برتر — میں بندہ ہوں انکا۔ وہ مولے الموالی
تعلق ہی نور خدا و نبی سے — یہاں شمع جلتی ملی۔ لو لگا لی
نبی کے لبوں کی صفت مجھسے کیا ہو — کہاں میں۔ کہاں ایسی نازک خیالی
یہ پھول یوں ہی ہیں جیسا تبسم نبی کا — مرے چہرے کا منھ نہ دیکھے بحالی
وہ جس حال میں بھی ہیں انکی خوشی ہے — وہ سنتے نہیں کیا مری زار نالی
وہ پایہ بلند انکے روضے نے پایا — کہ سوچ نے دیکھا تو ٹوپی سنبھالی
وہ محشر کا میلا۔ وہ رحمت۔ وہ عاصی — خوشی عید کی سب نے ملکر منالی
سیہ کار وہ آتا ہے باران رحمت — وہ قبلے سے اٹھی گھٹا کالی کالی
خدا کے کرم سے مرے ناخدا نے — مری ڈوبتی ناؤ آکر بچالی
تہی دست جب دیکھو گھیرے ہوئے ہیں — عطا سے نہیں ہاتھ مولے کا خالی
پناہ دیتے ہو بے وارثوں بیکسوں کو — کہ وہ سبکے وارث ہیں وہ سبکے والی

ہمیں کیا خبر تھی کہ حافظ یہی ہی
جو پھرتا ہی دیوانہ سا لاُاُبالی

سنے مجھے گھر بیٹھے اک دوران سر ہی ۔ سفر میں گھر ہی یا گھر میں سفر ہی
چھپا خورشیدِ محشر ۔ ہو گئی شام ۔ ہمارے روزِ غم کی دوپہر ہی
چراغِ صبحِ پیری لیکے ڈھونڈوں ۔ مری شامِ جوانی ۔ تو کدھر ہی
بنی کی زلف کی سے لیں بلائیں ۔ مرا دل بھی بلا کا بے جگر ہی
سلے دل کو ۔ جگر کو ۔ درہم داغ ۔ یہ دولت کچھ ادھر ہی ۔ کچھ اُدھر ہی
نکلکر ۔ اب کہاں جاؤں الٰہی! ۔ کہ چکّر پاؤں میں ۔ چکّر میں سر ہی
نہیں اوٹھتا ہی صدمہ بیدلی کا ۔ یہ ہی وہ چوٹ ۔ جسکا گھر جگر ہی
تھکے عمرِ رواں کب تک نہ یارب ۔ کہ دن بھر ۔ رات بھر ۔ گرمِ سفر ہی
قیامت میں ۔ قیامت کی پڑی دھوپ ۔ ابھی دامن گنہگاروں کا تر ہی
اوٹھا تعظیمِ پیری کو ۔ وہ تھا درد ۔ ملی جو جھک کے ۔ وہ میری کمر ہی
جسے سب کہتے ہیں صبحِ قیامت ۔ وہ میری ہی شبِ غم کی سحر ہی
مٹے یارب نہ داغِ دل ہمارا ۔ یہ دن کا شمس ہی ۔ شب کا قمر ہی
ٹپکتا ہی ہمارے آنسوؤں سے ۔ یہ لختِ دل ہی ۔ یہ لختِ جگر ہی

جہاں چاہے رہے مولیٰ کی الفت
یہ سینہ ہے - یہ دل ہے - یہ جگر ہے

نہ پھاہے کو چھیڑا - بے رحم جرّاح
نمک پروردہ زخمِ جگر ہے

تہ و بالا ہوا نالوں سے عالم
زمین و آسماں زیر و زبر ہے

معاذاللہ - وحشت مرغِ دل کی
یہ طائر بھی عجائب جانور ہے

ہلا دو لب - تو کچھ پچھ جائیں آنسو
کہ لب سوکھے ہوے ہیں - چشم تر ہے

مزے سے ٹھوکریں کھاتے چلے ہم
مدینے کا عجب زادِ سفر ہے

کسی بھل جاؤں طیبہ کو - کوئی کون
مرے ہی پاؤں ہیں - میرا ہی سر ہے

نچھوڑیں گے وہ نام بت پرستی
اِدھر کی سب خدائی کیوں اُدھر ہے

مری نیکی کا پلہ ہوگا بھاری
مرے پلّے پر اک نیچی نظر ہے

میں خاک اُفتادہ ہوں - اونچی ہے قسمت
کہ اُنکی رات دن نیچی نظر ہے

ہے جسکی پشت پر مُہرِ نبوت
قیامت میں وہی میری سپر ہے

مجھیں دی ہے نظر رحمت کی جس نے
اسی اللہ پر میری نظر ہے

ترے دستِ عطا نے دیدیا کیا
کہ دل دستِ تہی کا ہاتھ بھر ہے

جگر کا - دل کا - پلہ ہے برابر
ترازو جیب سے وہ زیرِ نظر ہے

چلو حافظ عرب کو خاک اڑاتے

یہی گردِ سفر۔ رختِ سفر ہی

سر جدا ہی روضے کی دیوار سے
تالے سر ٹکراتے ہیں کہسار سے

اوٹھکے جاسکتا نہیں ہیں ناتواں
آستانِ سیّدِ ابرار سے

کون تمکو دیکھ پائے بے نقاب
کم نہیں بے پردگی دیوار سے

حشر کا ڈر۔ ہی قیامت جانستاں
جی رہے ہیں وعدۂ دیدار سے

بیتر اسود اسبے سستا ہم غریب
اور کیا لاتے۔ ترے بازار سے

ناتواں تھے ہم۔ لپٹ کر رہگئے
سایہ بنکر روضے کی دیوار سے

رعب سے نورِ حریمِ پاک کے
دھوپ اُترتے ڈرتی ہی دیوار سے

بوے گیسوے نبی پر۔ چلدیا
ہند سے ہیں۔ مشکِ تر تاتار سے

نیند کیسی۔ چین کس کا۔ موت کیا
سب کو نفرت ہی ترے بیمار سے

ہجر ہولے میں ہوا جینا وبال
دم اُلجھتا ہی نفس کے تار سے

ناتواں۔ در پر پڑے ہیں نامراد
پس نہ جایں سایۂ دیوار سے

سوییں جاگیں دونوں آنکھیں۔ سمکو کیا
اُنکو دیکھینگے دلِ بیدار سے

نام مدّاحوں میں **حافظ** لکھ گیا
مل گیا اچھا صلہ سرکار سے

ہے قابل دیکھنے کے اُنکے جانبازوں کی محفل بھی — کہ نالوں کا ترانہ بھی ہے اُنمیں۔ رقصِ بسمل بھی

اُنھیں کی زلف کے پھندے میں جاکر پھنس گیا ہوگا — جہاں ہوگی گرہ کوئی وہیں ہوگا مرا دل بھی

حضوری کا شرف دربار میں مجھکو بھی ملجاتا — جہاں ہیں جمع صاحبدل وہاں ہوتا یہ بیدل بھی

ہوئے برسوں کہ دل اندر ہی اندر غم سے گھلتا ہے — کہیں ہو جائے یہ گر ایک دن اشکوں میں شامل بھی

تصدق ہم تو کردیں دل کو تیرے نام پر ہو لے — ترے صدقے یہ پہلے ہو تو لے صدقے کے قابل بھی

وفورِ حسن سے باقی نہیں کوئی جگہ خالی — اگر تل بھر جگہ ہوتی۔ تو ہوتا تن پر اک تل بھی

جنابِ صبر یہ فرماکے دل سے ہو گئے رخصت — رہیں کیا خاک اس گھر میں جو ہو رہنے کے قابل بھی

جو صدمہ ہجر نے دیا جھٹکا۔ تو بیتابی نے دے پٹکا — یہی وہ چیز ہے شیشہ بھی کہتے ہیں جسے دل بھی

اُنھیں مطلب تڑپنے سے۔ حضوری ہو کہ دوری ہو — عجب آفت کا پرکالہ ہیں حضرتِ دل بھی

ہم ایسے مانگنے والے کہ مانگے جائیں لے لیکر — تم ایسے دینے والے ہو کہ غش کر جائیں سائل بھی

نصیب ایسے کہاں جو ہاتھ سے مقصود ملجائے — غنیمت ہے اگر ہمکو نظر آجائے محمل بھی

گزرجانا خودی سے اور ہوتے تک پہنچ جانا — یہی وہ کام ہے جو سہل بھی ہے اور مشکل بھی

تمھارے مرنے والے مرتے ہیں طیبہ کے مرنے پہ — کریں کیا ایسے جینے کو جو نہیں مرنے کے قابل بھی

تمھارے نام کے بندے چلے ہیں صدقے ہونے کو — نہ دی جب جان ہی تم پر تو پھر جینے سے حاصل بھی

پڑے رہیے کفن سے منھ چھپائے حشر میں حافظ

سیہ رو ہوں۔ نہیں یہ منہ تو دکھلانے کے قابل بھی

ہم بیدھڑک اٹھ کے جانبِ شہرِ نبی چلے
الٹی چلے کہ سیدھی چلے سانس بھی چلے

مستوں کو کچھ خبر نہیں محشر ہی کس طرف
ہمکو تو صور نے جدھر آواز دی۔ چلے

کیا تیرے مرنے والے کی موت اور زندگی
جینے سے دم چرائے تو مرنے کو جی چلے

دل روح کو سنا کے سوئے طیبہ چلدیا
جی ہو یہیں پڑی رہے جی ہو چلی چلے

گھر سے مدینے چلنے کا ہم نے سنا جو نام
مردے سے تھے پڑے ہوئے۔ یہ سنکے جی چلے

سوئے زمینِ طیبہ سفر ہو۔ کجا نصیب
بالفرض میں چلوں تو فلک ساتھ ہی چلے

اے بہرہ مدینہ ہیں کچھ تو ہی کام کر
جب تک ہمارے پاؤں میں طاقت رہی۔ چلے

اس دم کے لوں قدم جو رکے چلکے دمبدم
اس سانس پر فدا ہوں جو اکھڑی ہوئی چلے

جس دم بلائے جائینگے محشر میں ہم غلام
اٹھینگی انگلیاں کہ وہ لو جنتی چلے

شاہِ مدینہ یا بادِ مدینہ کو حکم ہو
چل پھر لے سب جگہ تو سوئے ہند بھی چلے

رخصت کا وقت آتے ہی رخصت ہوئے حواس
روضے میں جو رفیق تھے وہ پہلے ہی چلے

ملکِ عدم قریب ہے جھکنے سے فائدہ
عمرِ رواں سے کہدو۔ کہ آہستگی سے چلے

آخر تو رخ پھرا ہی صبا کا سوئے عرب
ہوں مشتِ خاک مجھکو اڑاتی ہوئی چلے

کیا ہو شفا کہ ہوں لبِ اعجاز کا مریض
افسوں گری کسی کی۔ نہ جادوگری چلے

حالت مسافرانِ عدم کی نہ پوچھیے ۔ جب سانس چل پڑی تو ڑ کے حجت کی ۔ چلے

حافظ غریب کیا کسی مشکل میں پھنس گیا
شہر نجف سے ہند کو مولا علی سے چلے

یہ تو سچ ہی مرے عصیاں کا ٹھکانا کیا ہی ۔ اپنی رحمت کا تو دیکھو کہ تقاضا کیا ہی

ہاں اجل ! سچ ہی کہ جینے کا بھروسا کیا ہی ۔ تو اگر طیبہ میں آجائے تو پروا کیا ہی

کر چکے دل کی تمنائیں ہزاروں پوری ۔ اور ابھی پوچھ رہے ہیں کہ تمنّا کیا ہی

ایک بے سایہ کی رحمت کا ہی سایہ مجھ پر ۔ حشر کی دھوپ قیامت ہی تو پروا کیا ہی

ماننے والے بیتاب کی بیتابی نے ۔ وعدہ فردا کا سہی ۔ آج ہی فردا کیا ہی

نور بخش ہی ۔ تجھے دیکھے تو آنکھیں کھل جائیں ۔ دیکھنے والے نے تیرے ۔ ابھی دیکھا کیا ہی

بات کی بات میں قم کہکے جلائے مُردے ۔ تیری کیا بات ۔ تری بات کا کہنا کیا ہی

پردے پردے میں اوٹھا دیجیے دل کے پردے ۔ دل کی حالت ہی بُری ۔ آپ سے پردہ کیا ہی

دیکھتے سب ہیں تماشا مری بیتابی کا ۔ پوچھتا کوئی نہیں ۔ اسکو ہوا کیا ۔ کیا ہی

تیرا بندہ ہی وہی ۔ جو ہی خدا کا بندہ ۔ تیرا بندہ جو نہیں ۔ بندہ خدا کا کیا ہی

مجھسے کیا پوچھتے ہو ۔ کیا ہی تمنّا دل کی ۔ اک تمھیں دل کی تمنا ہو ۔ تمنّا کیا ہی

دل کے جلنے کی بنا ۔ کیا کہیں دلسوزوں سے ۔ ہم نے گھر پھونک دیا ۔ اور تماشا کیا ہی

پوچھے مجھسے گناہوں کا نہ صغرےٰ کبرےٰ
بخشندہ ہونے کے سوا اور نتیجہ کیا ہی

دل ہیں رہتے ہو تو پھر آنکھ سے چھپنا کیسا
دل سے پردہ نہیں تو آنکھ سے پردہ کیا ہی

چاہیں آباد کریں۔ چاہیں جلا ہیں پھونکیں
سینہ اُنکا ہی - دل اُنکا ہی - ہمارا کیا ہی

مر رہے ہیں کہ مریں ہم تو مدینے میں مریں
جیتے رہنے کا ہمیں اور سہارا کیا ہی

میں تعجب میں کہ ہی بوالعجبی اونکی عجیب
وہ تحیّر میں - یہ حیرت کا تماشا کیا ہی

اب نہ گھبراؤ کہ مولے ہیں مدد پر **حافظ**
چپکے بیٹھے ہوے دیکھو تو کہ ہوتا کیا ہی

جو جاں نثار مر کے مدینے میں گر گئے
اچھے رہے کہ مرنے ہی جنتوں میں پڑ گئے

دشتِ عرب میں کانٹوں نے چھالوں نے قدر کی
چومے قدم اُنھوں نے تو یہ پاوں پڑ گئے

آہوں کی آندھیاں ہوئیں خاک سازگار
نخلِ مراد جتنے تھے - جڑ سے اُکھڑ گئے

لعلِ لبِ نبی کا جو مضمون لکھ دیا
میری ہر ایک بیت میں دو لعل جڑ گئے

عقدے بنی کی زلف کے ہم سے نہ کھل سکے
سُلجھائیں گتھّیاں تو نئے پیچ پڑ گئے

مدّاحِ مصطفےٰ کی جو تقدیر لڑ گئی
مضمونِ نعت - حضرتِ حسّان سے لڑ گئے

یوں گرتے پڑتے آے تری جلوہ گاہ سے
سنبھلے کبھی جو دل - تو کبھی جی بگڑ گئے

کس کام کا وصال جو تم سے ہوا فراق
کس کام کی وہ موت جو تم سے بچھڑ گئے

سرکار کے گدا کہیں ٹلتے ہیں بے لیے
در پر گئے - سوال کیا - اور اڑ گئے

آنکھوں کو حلقۂ درِ شہ کب نظر پڑا
جب بیٹھے رہتے آنکھوں میں حلقے بھی پڑ گئے

حافظ نے جانکہ یہ غزل مختصر لکھی
مضمون نعت کے نہ سمجھنا نمٹ گئے

نظر سے پتلیوں میں - نور سے نظر میں رہے
شجر حجر میں رہے وہ - چمک شجر میں رہے

خراب خستہ مرا دل - حضور کی منزل
زہے کرم کہ اسی ٹوٹے پھوٹے گھر میں رہے

لیے تو جاتے ہیں پہلو سے چھین کر سرکار
یہ دل شجر پہ بہت ہے - ذرا نظر میں رہے

نبی کے عشق کا سودا ایسا ہی دل دیکھ
ہمارا سر ہے جب تک - ہمارے سر میں رہے

حقیقتِ نبوی جز خدا کسے معلوم
یہی کچھ تو بھید کہ وہ صورتِ بشر میں رہے

نصیب ہو ترے کوچے میں سر کے بل پھرنا
بھٹکیں جو پاؤں - تو چکر ہمارے سر میں رہے

یہی آستانۂ مولا کی دھن - مبارک دھن
یہ سنگِ در کا ہی سودا - ہمارے سر میں رہے

پھرا کرے رہِ مولا میں - پاؤں ہو کہ خیال
سفر حضر میں رہے - یا حضر سفر میں رہے

ہم اپنے گھر میں ہیں بے چین جیسے جنگل میں
عرب کے دشت میں ایسے تھے جیسے گھر میں رہے

ہمہ از وست کہیں یار دوست - یا ہمہ اوست
وہی شجر میں حجر میں - وہی بشر میں رہے

ترے لیے ہمہ تن چشم تھا شبِ اسرا
ستارے چھٹکے ہوئے آسمان بھر میں رہے

ہوا لئے ہمکو نہ دنیا نہ دین کا رکھا
زمین کے نہ فلک کے ہوئے۔ ادھر میں رہے

گلہ ہو کبھی یک سر ہزار سودا کا
جو ایک عشق کا سودا ہزار سر میں رہے

انھیں کے ہجر کا شکوہ۔ عجب ہی ناشکری
تمام رات جو عاشق کی چشم تر میں رہے

خدا کا نام لو۔ طیبہ کو چل بھی دو **حافظ**
فضول اتنے دنوں تک اگر مگر میں رہے

جو دل میں تو ہو تو دل میں کوئی سما نسکے
نظر میں تو ہو تو کوئی نظر میں آ نسکے

فغاں۔ کہ اپنے بھی ملکِ عرب کو جا نسکے
الم کے صدمے اٹھائے۔ قدم اوٹھا نسکے

ضرور ہی ہے۔ درِ شہ پہ گرا جو مثلِ سرشک
کہ آپ اوٹھ نسکے۔ دوسرا اوٹھا نسکے

خدا کے نور سے دل کی جو لو لگی تو لگی
یہ وہ چراغ ہی جسکو کوئی بجھا نسکے

تلاشِ دوست میں کھوئے گئے کچھ ایسے حواس
ہم اور کیا کہیں۔ اپنا سراغ پا نسکے

ہیں کچھ سمجھ ہی کے چپ چپ کسی کے دیوانے
جو بک اوٹھیں تو کسیکی سمجھ میں آ نسکے

بقا وہی ہی جسے کہتے ہیں فنا فی اللہ
یہی وہ نقش ہی جسکو کوئی مٹا نسکے

پڑے رہیں تھکے ماندے حضور کے در پر
گریں تو ایسے کہ ہمکو کوئی اوٹھا نسکے

مزہ ہی جب۔ کہ ہوں مرکر بقیع کا پیوند
سوائے حشر کوئی حشر تک اوٹھا نسکے

تمام عمر نصیبوں کو روئے دیدہ تر
لکھا ہوا جو نصیبوں کا تھا مٹا نسکے

اُسی کا نام کرامت ہی معجزہ ہی وہی
سمجھ میں آنسکے۔ عقل میں سمانسکے

بھلا ہو ضعف کا۔ ایسے گرے ہم اُس در پہ
اوٹھے تو اوٹھ نسکے۔ اوٹھ سکے تو جانسکے

کچھ ایسے کھوئے گئے جلوہ گاہ میں جاکر
کہ اپنے گھر کو تو کیا۔ ہوش میں بھی آنسکے

ہوائے شوق اُڑا لیچلی مدینے کو
ہوا جو تیز چلے۔ میری گرد پا نسکے

بگڑ گئی ہی کچھ ایسی بنی بنائی بات
کہ کہنے کو بھی کوئی بات دل بنا نسکے

نہو کشادہ اگر بابِ فیض مولے کا
امیدوار کی امّید کچھ بر آنسکے

ستم ظریف ہی کتنا۔ غمِ فراقِ حبیب
دیے وہ چھانٹ کے صدمے کہ دل اوٹھا نسکے

لگی یہ دل کی ہی۔ کیا اشک وآہ سے حاصل
اب آندھی آئے کہ پانی۔ اسے بجھا نسکے

رفیق ہی تپشِ دل۔ مریضِ بیکس کی
جو یہ نہو تو اوٹھا کر کوئی بٹھا نسکے

گرے دبے جو پڑے ہیں زمینِ طیبہ میں
فشارِ قبر اُنھیں حشر تک دبا نسکے

جو کر دے آتشِ عشقِ نبی مجھے ٹھنڈا
تو مجھپر آتشِ دوزخ کی آنچ آنسکے

کسیکے دامنِ رحمت میں چھپتے پھرتے ہیں
گناہگار گناہوں کو جب چھپا نسکے

ہو جیتے جی ہی اگر بارِ معصیت ہلکا
تو یہ نہو کہ جنازہ کوئی اوٹھا نسکے

پہنچکے طیبہ میں حافظ کے پاؤں ہیں یہ جواب
کہ گھر کو چاہیے بھی آنا۔ تو پھر کے آنسکے

ادھر دیدار ہوا انکا - ادھر آنکھوں سے دم نکلے
تو میرے جی کی حسرت اور دم - ہو کر بہم نکلے

رفیقِ راہِ طیبہ لذتیں ہو جائینگی لاکھوں
ابھی تو گھر سے لیکر ہم اکیلا ایک دم نکلے

غمِ مولے سے جی خوش ہی - خدا خوش رکھے اس غم کو
وفورِ غم سے جی نکلے - مبادا جی سے غم نکلے

ہمارا چاہنے والا ہی پیارا حق تعالے کا
نگاہِ غور سے دیکھا تو نادر چیز ہم نکلے

زہے رحمت کہ سب کو اک سرے سے بخشنا ٹھہرا
زہے قسمت کہ آگے سب گنہگاروں سے ہم نکلے

وفورِ شوق میں لپکے چلے بسوئے مدینے کو
کہ ہم رستے میں آگے آپ سے بھی دس قدم نکلے

سنا دی مصطفٰے نے فردِ قسمت اپنی امت کی
بڑے لطف و کرم نکلے - بڑے ناز و نعم نکلے

نتیجہ میرے ارمانوں کی گنتی کا نکل آیا
کہ بے نکلے بہت نکلے - جو نکلے ہیں وہ کم نکلے

صفِ محشر میں مولے کے غلاموں کی بھی بن آئی
وہ خیر الانبیا نکلے - تو ہم خیر الامم نکلے

دلوں میں بیٹھے ہیں سکے غمِ مولے کے داغوں کے
یہی ہم مفلسوں کے پاس دینار و درم نکلے

مدینے جانے والے قافلے میں خوب جب ڈھونڈھا
تو گھر سے بے سر و ساماں نکلنے والے ہم نکلے

مرا کیا منہ ہی - لیکن اس قدر ہی آرزو حافظ
جو نامِ پاک دل میں ہی وہ منہ سے مرتے دم نکلے

یا رسول اللہ ظاہر ہو جیسے
ای عرب کے آفتابِ نیمروز

یا شہِ ذی جاہ ظاہر ہو جیسے
ای عجم کے ماہ ظاہر ہو جیسے

انبیاء نے دی بشارت آپ کی — یا نبی اللہ ظاہر ہو جیے
نور کا تڑکا ہی تم ہو آفتاب — وقت ہی دلخواہ ظاہر ہو جیے
اک تجلی کی ہی طالب ہر نگاہ — ہو جیے ناگاہ ظاہر ہو جیے
آمد آمد کی خبر کب تک سنیں — تا کجا افواہ ظاہر ہو جیے
اب نہیں ہی دل کو تابِ انتظار — ہو جیے للہ ظاہر ہو جیے
دل تڑپتا ہی خدا آگاہ ہی — ای خدا آگاہ ظاہر ہو جیے
ہم ہیں بندے تم خدا کے ہو حبیب — یا حبیب اللہ ظاہر ہو جیے
ہی گداؤں کو سہارا آپ کا — ہو جیے یا شاہ ظاہر ہو جیے
اَنْتَ حِبِّیْ سَیِّدِیْ رُوْحِیْ فِدَاكَ — حَسْبَةً لِلّٰه ظاہر ہو جیے

منتظر ہی آپ کا ادنے غلام
حافظِ اوّاہ ظاہر ہو جیے

میں نزع میں کیوں گھر کو جاؤں کعبے کے در سے — اللہ نکرے میں پھروں اللہ کے گھر سے
بسمل ہیں جو رخصت ہوئے محبوب کے گھر سے — انسان کا دل صبر کرے کیسکے جگر سے
پھر شوقِ زیارت میں چلا دشتِ عرب کو — وحشت نے مری پاؤں نکالے نئے سر سے
صدمہ کوئی پہنچا ہی پڑا شیشۂ دل کو — ہر دم یہ ٹپکتا ہی مرے دیدۂ تر سے

جو بیٹھے ہیں کچھ اور ہی ٹھانے ہوئے جی میں
مر کر بھی وہ اٹھنے کے نہیں آپ کے در سے

مخلوق میں تو کوئی نہیں تم سے زیادہ
کچھ اور میں کہتا نہیں اللہ کے ڈر سے

نظروں میں وہ پھرتے ہیں جو ہیں آنکھوں سے اوجھل
آنکھوں میں رہتے ہیں جو غائب ہیں نظر سے

آفت کے جرائم ہیں غضب کے ہیں معاصی
للہ ادھر دیکھ لو رحمت کی نظر سے

میں دیکھ لوں پھر جیتے جی اک بار مدینہ
پہنچا دے مجھے پہلے کوئی میری خبر سے

کیا جانے کوئی دردِ محبت کے مزے کو
یا مجھ سے اسے پوچھے یا میرے جگر سے

وحشت نہیں - چھوڑے جو دل تنگ سے گھر کو
سودا نہیں - گھبرا کے نکل جائے جو سر سے

کوچے میں غبار ان کا پڑا رہنے دے مولے
جو رہ گئے ہیں لپک کے تری اچھی نظر سے

دل کھلنے دیتا نہیں اس واسطے آنکھیں
بند ہوجائے انتشور نہ ترا تار نظر سے

گھر والے ہیں ناخوش تو وہ گھر اپنے رہیں خوش
میں خوش ہوں کہ طیبہ میں ہوں جا کے میں گھر سے

ہونا ہی مدینے میں مجھے خاک کا پیوند
حافظ مجھے کچھ کام نہیں رختِ سفر سے

جبیں مصطفےٰ مصطفےٰ کہتے کہتے
مریں ہم تو صلِ علیٰ کہتے کہتے

گرہ دل کی کھل جائے ہے سخت مشکل
یہ کھلتی ہے مشکل کشا کہتے کہتے

دلِ مضطرب - اور کچھ کہہ نہ دینا
خدارا حبیبِ خدا کہتے کہتے

ابھی کعبہ کہکر پکارا تو بولا
تھکے - دل کو قبلہ نما کہتے کہتے

مرے دل کا دکھڑا بڑا تھا فسانہ
بنا ڈھب تو سب کہدیا کہتے کہتے

بقا ہے - فنا ہو تو ذات خدا ہیں
نکل جاے دم یا خدا کہتے کہتے

روا ہوگئیں حاجتیں میری کیا کیا
انھیں اپنا حاجت روا کہتے کہتے

نظر کیا لگا دو گے آخر طبیبو
مرے درد کو لا دوا کہتے کہتے

خدا کی خدائی کے تم ہو خداوند
یہ کیا کہدیا میں نے کیا کہتے کہتے

ہوے مرنے والے قضا کے حوالے
قضا کو بنی کی ادا کہتے کہتے

ہوا ذاکرِ مصطفیٰ برگزیدہ
بنا مصطفیٰ - مصطفیٰ کہتے کہتے

اک آئینۂ حق نما بن گیا دل
ترے حسن کو حق نما کہتے کہتے

تفاوت فقط رہگیا ذات و ظل کا
انھیں ظلِّ ذاتِ خدا کہتے کہتے

پڑیں رنجشیں یاں لاکھ دشمن کے دل پر
تھکوں میں نہ یا مصطفیٰ کہتے کہتے

وہ کہدیتے اک بار حافظ کو اچھا
برا کہنے والے برا کہتے - کہتے

گھٹیں حسرتیں جب ہیں وہ دل یہی ہے
محبت کے کشتوں کی محفل یہی ہے

جدا رہکے روضے سے مشکل ہے جینا
اگر غم یہی ہے - اگر دل یہی ہے

مدینے میں تن ہو۔ مدینے میں جی ہو
جگہ مرنے جینے کے قابل یہی ہے

سوا تیرے۔ دل میں نہو کوئی خواہش
یہی ہے یہی۔ خواہشِ دل یہی ہے

اُسی خاک۔ اُسی در۔ اُسی گھر کے صدقے
اگر تن یہی۔ سر یہی۔ دل یہی ہے

گنہگار کو پاکے رحمت نے بیکس
کہا۔ بخشدینے کے قابل یہی ہے

جو مر جائیں مجبور۔ تو سہل چھوٹیں
ہے مشکل کہ مشکل سی مشکل یہی ہے

نہ سُلجھی نہ سُلجھیگی اُلجھن ہماری
اگر دل یہی عقدۂ دل یہی ہے

خوشی آکے ٹھہرے۔ کہاں ہے ٹھکانا
اگر ہم یہی۔ غم یہی۔ دل یہی ہے

بناکر اُنھیں ظلِّ ذاتِ الٰہی
کہا ذات نے ذاتِ بے ظل یہی ہے

جیوں دیکھکر تمکو۔ مرجاؤں تمپر
مرے جینے مرنے کا حاصل یہی ہے

کرے بندۂ حق انا الحق کا دعوے
اجی حق یہی ہے کہ باطل یہی ہے

بلاؤں کو دیکھا۔ تو دل یوں پکارا
اُتر لے۔ اُتر لے۔ کہ منزل یہی ہے

غمِ عشق سے پار کیونکر ہو بیڑا
وہ دریا نہیں جسکا ساحل یہی ہے

نہ نکلی کبھی کوئی **حافظ** کی حسرت
اگر ہے تو حسرت کے قابل یہی ہے

میں سر ٹکراکے مرجاؤں نبی کے آستانے سے
الٰہی موت بھی آئے تو آئے اس بہانے سے

تمہیں جانے کا سیر اور دو سر صندل لگانے سے
میں سر پھوڑ دوں گا ٹکرا کر نبی کے آستانے سے

کہاں کا دفتر بد۔ توبہ توبہ اس فسانے سے
یہ قصہ پاک ہو جاتا ہی جا۔ آنسو بہانے سے

اوٹھوں ہیں قبر سے تو منھ نبی کا دیکھ لوں پہلے
خدا کے سامنے جا کر خدا کو منھ دکھانے سے

مرا ایک ایک دم گزرے مدینے کے تصور میں
وہیں کی آمد و شد ہو نفس کے آنے جانے سے

چلوں ہر ہر قدم پر سجدے کرتا۔ جانبِ طیبہ
قدم جانے نہ پائے ایک بھی خالی دوگانے سے

اشارے پر زمانہ روز چلتا ہی بدلتا ہی
نرالی ہیں ادائیں آپ کی سارے زمانے سے

ترے محتاج بن بن کر غنی آتے ہیں اس در پر
غنی بنکر چلے محتاج اس محتاج خانے سے

ترا تیرِ محبت تاک کر دل میں لگا کاری
یہ ظالم جاکے بیٹھا بھی تو بیٹھا کیا ٹھکانے سے

جنابِ حضرتِ عالم جہاں تشریف لاتے ہوں
کریں منکر نہ کیوں انکار اس محفل میں جانے سے

نبی کی زلف کے سودائیوں کی کس سے بنتی ہی
لڑے ایک ایک بیگانے سے۔ الجھے ہر یگانے سے

وہ پہلے صدقۂ تزارِ روضۂ پُر نورِ حضرت کے
گرا جو نور چھن چھن کر فلک کے شامیانے سے

تمہارے پائمالوں کا ہی اونچا عرش سے پایہ
تمہاری راہ میں زیرِ قدم آنکھیں بچھانے سے

تمہارے خاکساروں سے ہوئے چودہ[۱۴] طبق روشن
تمہاری خاکِ در کا سرمہ آنکھوں میں لگانے سے

فراقِ طیبہ میں کیا کہہ کے **حافظ** دل کو سمجھاؤں
کمر ہمت کی جب ٹوٹی۔ نہیں بندھتی بندھانے سے

اتنی ہو سیل حشر میں چشم پُر آب کی
جس میں بہی ہی پھریں فردیں حساب کی

خواب اور آئے ہجر میں ہیں یہ ہی خیال
دیدار اور تجھکو یہ باتیں ہیں خواب کی

کیا کیا مزے دیے ہیں سے دل کے درد نے
کروٹ بدل بدل کے مرے اضطراب کی

دوڑی نگاہِ لطف بچانے کے واسطے
میری طرف بڑھیں جو نگاہیں عتاب کی

قسمت میں جتنے پیچ ہیں اُتنے ہی زلف میں
میزان پوری آگئی اُلجھے حساب کی

کیسی لطیف روح تھی کیا پاک صاف تھی
کیوں آ کے تنگ گل میں ڈال کے مٹی خراب کی

شامل ہوا جو مادّہ اعمالِ زشت کا
اچھے بھلے خمیر کی مٹی خراب کی

گر دوا سے کیا سلوک کیا دل کی آہ نے
گنبد نے دی صدا مری مٹی خراب کی

گلیوں کی خاک چھاننے دیتے نہیں سرشک
چھڑکاؤ کر کے خاک کی مٹی خراب کی

ہر سطر فرد کی ہے کشیدہ گناہ سے
ہر بل کھنچی کھنچی نظر آئی حساب کی

دریا ہے آج اشکِ ندامت کا بار ڑھ پر
خطرے میں ناؤ ہے عملِ ناصواب کی

تھی کسکو یہ خبر کہ جب آئیگا دورِ دیں
کیسی شراب روح کھنچیگی شراب کی

ہو جسکو سوجھ بوجھ کا دعوے بتا تو دے
مستی ہماری آنکھ میں ہے کس شراب کی

دیکھینگے میکدے کی طرف تیرے مست کیا
آنکھوں سے ٹپکی پڑتی ہے مستی شراب کی

ہے بازپرسِ حشر کے پردے میں کچھ تو لطف
آئیگی کہیں گھڑی تو سوال و جواب کی

ہی سایۂ خدا قدِ بے سایہ آپ کا
پرچھائیں آپ پر نہ پڑی آفتاب کی

محشر کی دھوپ سایۂ رحمت سے بھاگ کر
چھپنے لگی تو آڑ ملی آفتاب کی

ہر روز سایہ کرنے کو آتی ہیں رحمتیں
ہر روز ہوتی رہتی ہی بدلی سحاب کی

بجلی کا ہی دماغ عبث آسمان پر
اتری ہوی ہی نقل مرے اضطراب کی

حافظ کو رٹ لگی ہی یہی سوتے جاگتے
پیارے مدینے! تو ہی جگہ کسکے خواب کی

الجھنہ ہوں ہیں زلفِ نبی کے خیال سے
شیشے میں کچھ پڑے نظر آتے ہیں بال سے

اُن پاؤں کے طفیل جو پہنچے فرازِ عرش
دبتا ہی آسمان ترے پائمال سے

نالہ خلافِ صبر ہی۔ شکوہ خلافِ شکر
چپ ہوں کچھ اس لحاظ سے۔ کچھ اس خیال سے

کیوں لب ہلاؤں۔ کس لیے کھولوں زبان کو
آگاہ کیا نہیں وہ مرے دل کے حال سے

محبوب کو جمیل بنانا عبث تھا
مقصود کھل گیا وہ یحبُّ الجمال سے

لاکھوں میں انتخاب۔ کروروں میں لاجواب
تشبیہ سے بری ہی۔ مبرّا مثال سے

دن رات اب تو شاہدِ معنی بغل میں ہی
آئینہ بن گیا ہی دل اُنکے خیال سے

مَاکَانَ مَایَکُونُ کی کتنی ہی کائنات
آگاہ ہیں حضور جز و کل کے حال سے

آتی ہی نوبتِ درِ دولت سے یہ صدا
سائل کو بھیک ملتی ہی پہلے سوال سے

سیرت کہے سوال کی صورت بری ہی۔ مگر
ملتی رہے فقیر کی صورت سوال سے

منظور ہی اگر۔ کہ پیمبر سے لو لگے
دل کو رہے لگاو پیمبر کی آل سے

آئی ہی شرمِ دامنِ تر۔ مہلت ای اجل
پہلے نہا تو لوں عرقِ انفعال سے

موے سفید پر یہ سیہ کاریوں کا جوش
شامت ٹپک رہی ہی مرے بال بال سے

اللہ ہی کہ آنکھ کھلے۔ ہوش ہو درست
غفلت ٹپک رہی ہی مرے بال بال سے

اُنکا خیال خواب میں بھی بھولکر نہ آے
چھوڑا جنھوں نے خواب ہمارے خیال سے

رمیِ جمار وسعیِ صفا طوف و استلام
چھٹنے مزے تھے۔ ہو گئے خواب و خیال سے

تف ہی اگر امیر کے در پر گیا فقیر
عزت رہی سہی۔ گئی گزری سوال سے

کھلتا نہیں ہی حضرتِ **حافظ** کا بھید کچھ
برسوں ہوے کہ رہتے ہیں آشفتہ حال سے

نالہ کیوں سینے میں گھٹتا ہی نکلنے کے لیے
صبر چھاتی کا ہی پتھر نہیں ٹلنے کے لیے

قصرِ تن کو بھی بنایا ہی عجب کچھ دلچسپ
روح کا جی نہیں ہوتا ہی نکلنے کے لیے

رُخ ہی لحظے میں اگر زرد۔ تو لحظے میں سفید
رنگ جو عشق میں آیا وہ بدلنے کے لیے

حسرتِ طیبہ وہی قابلِ حسرت نکلی
دل میں گھٹتی رہی جو دل سے نکلنے کے لیے

درد بیدرد۔ جگر سرد ہی۔ دل ہی نازک
ایک چُٹکی بھی تو کافی ہی مسلنے کے لیے

دل مرا نام ہی سُنکے بگڑ جاتا ہی
وہ بہر جا ہیئے پھر اُسکے سنبھلنے کے لیے

ہاے وہ گنبدِ اخضر وہ لطافت - وہ صفا
دونوں عالم کی نگاہیں ہیں پھسلنے کے لیے

بوسہ وَ مَس وہ کہاں اب حجرِ اسود کا
کاٹنے کے لیے لب - ہاتھ ہیں ملنے کے لیے

ایڑیاں شوقِ زیارت میں کہاں تک رگڑیں
پاوں چلنے کے لیے - گھر سے نکلنے کے لیے

تابِ رفتار نہو جسکو - وہ زوّار تو ہو
ہاتھ چلتا ہو - نہوں پاوں جو چلنے کے لیے

غسلِ میّت کا تصور ہو - کفن کا ہو خیال
جب نہاؤ - نئی پوشاک بدلنے کے لیے

بھیڑ سی بھیڑ مرے دل میں ہی ارمانوں کی
ان میں کوئی تو ہو کمبخت نکلنے کے لیے

ہاے کب محفلِ ساقی میں ملی بار مجھے
دور باقی نہ رہا جب کوئی چلنے کے لیے

خضر کے بھیس میں ہی لے کا خیال آتا ہی
دل کی ڈوبی ہوئی کشتی ہی اُچھلنے کے لیے

اُنکے پروانے جو ہیں دور - جلے مرتے ہیں
جو حضوری میں ہیں وہ مرتے ہیں جلنے کے لیے

رخصت ای رنج مبارک ہو ترے گرد ہجوم
اک ہمیں تھے بھری محفل سے نکلنے کے لیے

آبلوں کی - دلِ پُر داغ سے تجھے کیا ہی کمی
شجرِ عشق بڑھا پھولنے پھلنے کے لیے

ای جنوں ہوئے دامن کی گریبان کی خیر
آستینوں سے بڑھے ہاتھ نکلنے کے لیے

ہاے موزوں کے لیے طبع ہی موزوں حافظ
خوب سانچا ہی مضامین کے ڈھلنے کے لیے

تڑپے دل لطیفہ کی دل میں ٹھانی مجددِ پاکِ الفِ ثانی

مجددِ پاکِ الفِ ثانی - مجددِ پاکِ الفِ ثانی

جو دل میں تجدید دیں کی ٹھانی سنائیں باتیں نئی پرانی

دکھائیں وہ راہیں جو حقیقیں دکھائی مجددِ پاکِ الفِ ثانی

شہود رب کا وجود تیرا - ہے غیب سب کا شہود تیرا

دکھائے مجھے بتا ہر معانی مجددِ پاکِ الفِ ثانی

خدا نے بنا بنا دے سینہ - حضور کے نور کا خزینہ

کہوں میں سبحان من یرانی مجددِ پاکِ الفِ ثانی

اتر گیا نشہ جوانی - تو کچھ جوانی کی قدر جانی

ذرا سی باقی ہے سرگرانی مجددِ پاکِ الفِ ثانی

پڑی ہے اک چوٹ میرے دل پر تمہاری الفت کی ایسی کاری

کہ جس کا مارا نہ مانگے پانی مجددِ پاکِ الفِ ثانی

کریں گے کیا مرنے والے جی کر - جییں تو موت ایسی زندگی پر

ہے سخت جانی سی سخت جانی مجددِ پاکِ الفِ ثانی

بڑا کرم ہو بڑا مزہ ہو بلا کے سرہند میں جو سُن لو

کوئی دنیا میں رہا ہے نہ رہیگا باقی
ایک باقی ہے تری ذات فقط یا باقی

اہلِ مرقد! ابھی اوٹھنے کا ہے قصہ باقی
حشر کو ہے گڑے مُردوں کا اوکھڑنا باقی

نہ رہے جوش کا اے غم کوئی بدلہ باقی
لے بھی چُک - جو ہو لینا یا کا تقاضا باقی

تیرے دیوانوں کا دنیا میں تو سودا نہ بنا
ہے ابھی حشر کے بازار کا سودا باقی

ہے تمنا کہ تمنا کی تمنا بھی نہ ہو
ہے ابھی دل میں تمنا سی تمنا باقی

یادِ مژگان بنی دل سے فراموش نہ ہو
نہ نکل جائے کھٹک - ہے یہی کھٹکا باقی

چونک غافل! کہ جوانی گئی - پیری آئی
ہوگئی صبح - نہیں رات کا حصہ باقی

ہاں بڑھائے طرفِ روضہ قدم اے ہمت
ابھی پلّہ ہے بڑا - دن ہے ذرا سا باقی

دم یہاں خشک ہے - تو ساقیِ دریا دل ہے
چھوڑ لے کے نہیں جاسے ترے قطرہ باقی

مرتے مرتے کہیں مرجائے نہ مرنے والے
مر گئے پر بھی ہے پھر حشر کو جینا باقی

ہوگیا وعدہ جو پورا تو نکر غم حافظ
بعد مرنیکے بھی ہے وعدۂ فردا باقی

ہوگیا ماہِ صیام آج ہویدا ساقی
اپنے متوالے کی بھی ہے تجھے پروا ساقی

ہیں نہ طالب ترے خُم کا نہ سبو کا ساقی
ایک کشتی میں مرا پار ہے بیڑا ساقی

کہنے والے تو تجھے کہتے ہیں دریا ساقی
حیف ہے میں ترے در سے پھروں پیاسا ساقی

مری کہانی مری زبانی مجددِ پاکِ الفِ ثانی
یہ بینواؤں کی میہمانی۔ تکڑ گداؤں کی قدردانی

یہ مہربانی۔ یہ میزبانی۔ مجددِ پاکِ الفِ ثانی
ترے سہارے کا ایک بل ہی۔ ترے ہی پالکا ہی اک سہارا

دبائے آئی ہی ناتوانی مجددِ پاکِ الفِ ثانی
جیسے ہو فرقت میں سنے والے پڑے ہیں جینے کے اُنکے لالے

یہ زندگی ہی کہ سخت جانی۔ مجددِ پاکِ الفِ ثانی
تمھارے در پر اب آپڑا ہوں۔ اُٹھا لو مجھکو گرا پڑا ہوں

پڑی ہی اُفتاد ناگہانی مجددِ پاکِ الفِ ثانی
یہاں سے اوٹھکر کہاں کو جاؤں کسیکی کیوں ٹھوکریں میں کھاؤں

خدائی بھر کی تو چاک چھانی مجددِ پاکِ الفِ ثانی
بلاکے سرہند میں خدارا۔ دکھادو بے پردہ ایک جلوہ

سنوں نہ پردے سے لن ترانی مجددِ پاکِ الفِ ثانی
اُدھر نکلتی ہو جانِ **حافظ** اِدھر ہو وردِ زبانِ حافظ

مجددِ پاکِ الفِ ثانی مجددِ پاکِ الفِ ثانی

نہ شراب اور کباب اور نہ آب اور گلاب — تیرے متوالے کا حال ابتو ہی پتلا ساقی
اب وہ مجالسے - وہ پیالے - وہ مستانے کہاں — اب کہاں وہ ترے دروازے کا میلا ساقی
ہم سے تو ایک مہینے ہی کا وعدہ کرلے — اسکے بدلے میں خدا دے تجھے بیٹا ساقی
رند کیا یاد کرینگے تجھے - تو رندوں کو — ان دعاؤں کو بھی تو یاد کریگا ساقی
گھونٹ بھر پانی کو ترسیں ترے پیاسے کب تک — کہ نہیں رند کہ ہی خون کا پیاسا ساقی
بوند بھر پانی کے دینے میں تو ہی تجھکو دریغ — دل میں باقی نہیں اک خون کا قطرہ ساقی
تیسول روزوں ہی کی خبر آکے پھر اب مانگینگے — ایک دن - کاٹینگے دن گن کے مہینا ساقی

جانتے ہو مے توحید کے پینے والو
رند یہ **حافظ** شوریدہ ہی - مولے ساقی

جو انقلاب بھی عالم خراب میں ہی — تو آب شرکا لقب قسمت شراب میں ہی
کرم کی جا نہیں مجھپر - یہ ہی کرم ہی کرم — حساب سے ہی جو باہر - مرے حساب میں ہی
گناہ اتنے کیے ہیں کہ یاد بھی تو نہیں — ابھی تو بھول بہت کچھ مرے حساب میں ہی
عذاب دیں وہ تبلا - مگر یہ پوچھ تو لیں — کہ کس بلا میں ہی دل - جان کس عذاب میں ہی
نصیب جاگتے ہیں جنکے - وہ نہیں سوتے — وہ جاگتے نہیں - تقدیر جنکی خواب میں ہی
نیاز پر ہیں جتنا ہو ناز - ٹھنڈا ہی — یہ وہ نیاز ہی جو ناز کے جواب میں ہی

حساب دوست کا ہوتا ہے دوست کے دل میں
جو دل حساب نہ سمجھے وہ کس حساب میں ہے

وہ رحمت آپ کی ہو۔ یا ہو معصیت میری
جو بیشمار ہے وہ میرے ہی حساب میں ہے

خیالِ رویتِ حضرت ہے۔ نیند کی آمد
ہے جاگنے کو مقدّر کہ نیم خواب میں ہے

کھلے نہیں ابھی کچھ پیچ زلفِ حضرت کے
ابھی سے کیوں دلِ بیتاب پیچ و تاب میں ہے

یہاں بھی رہتے تھے بت۔ اب سما گیا ہے خدا
یہ دل تو نامِ خدا کعبے کے جواب میں ہے

یہ ایک میں ہوں کہ ہوں چین کے لیے بے چین
وہ ایک دل ہے جسے چین اضطراب میں ہے

فقیر کی تو صدا ہے یہ بابِ عالی پر
میں پاشکستہ ہوں۔ کیا حکم میرے باب میں ہے

ترا خیال اُنھیں خواب میں بھی ہے **حافظ**
تجھے خبر نہیں۔ تو کس خیال و خواب میں ہے

دل اگر کفر سے خالی ہو تو ایمان رہے
گھر سے شیطان نکل جائے تو رحمان رہے

تم مری جان بھی ہو۔ جان کا ارمان بھی ہو
سینے میں جان رہے۔ جان میں ارمان رہے

جی نکل جائے اگر آپ کے ارمان کے ساتھ
جی میں ارمان نکلنے کا نہ ارمان رہے

کھانے پینے کی۔ ٹھہرنے کی۔ مدینے میں نہ پوچھ
ہم تو جب تک رہے محبوب کے مہمان رہے

وہ۔ کوئی ہوشربا جلوہ دکھائیں تو سہی
اک نظر دیکھ ہی لینگے اگر اوسان رہے

مرتے دم ایک نظر دیکھ لیں اُنکا جلوہ
کوئی دم اور بھی آنکھوں میں اگر جان رہے

تُل گئیں میری خطائیں بھی عطائیں بھی تری
میرے عصیانوں سے بھاری ترے احسان رہے

اُنکے دیوانے بہت حشر کا میدان بڑا
اب خدا ہی کہ مرے ہاتھ یہ میدان رہے

سروساماں جو تھا بے سروسامانی تھی
راہِ طیبہ میں مرے ساتھ یہ سامان رہے

عکسِ آئینۂ رخسارِ نبی میں جو پڑا
آپ آئینے اُنھیں دیکھکے حیران رہے

میری ٹوٹی ہوئی توبہ کے اُڑے جب ٹکڑے
وہ گناہوں کی ہواؤں میں پریشان رہے

جان قربان ہو۔ ایمان تصدق اُن پر
جو مری جان رہے۔ جان کا ایمان رہے

پڑ گیا دل کو گناہوں کا کچھ ایسا چسکا
آکے اس گھر میں ندامت بھی پشیمان رہے

دولتِ عشق کو ہی اُجڑے ہوئے گھر کی تلاش
گنج بستا ہی اُسی گھر میں جو ویران رہے

حشر میں پرسشِ اعمال ہو جب **حافظ** سے
داہنے ہاتھ میں یہ نعت کا دیوان رہے

سر پٹکنے کی صدا ہی کہ یہ در کسکا ہی
در پہ ہولے کی ہی آواز۔ یہ سر کسکا ہی

شرفِ نسل کا پرساں کوئی اتنا بھی نہیں
خاک جو چھان رہا ہی۔ یہ گہر کسکا ہی

روضۂ شہ کا فدائی ہوں مری پوچھے بلا
باغِ جنت جسے کہتے ہیں وہ گھر کسکا ہی

ہوں گنہگار بھی۔ رحمت سے بھی تو مید نہیں
یہ بھی کہتے ہوئے ڈرتا ہوں کہ ڈر کسکا ہی

دل ہو گھر بیٹھے صفا سے اگر آئینہ تو کیا
دیکھنا یہ ہی کہ آئینے میں گھر کسکا ہی

جسمیں جی اوٹھتے ہیں مُردے - وہ گلی ہی کسکی
پہلے راہی تنِ بے جان ہو کہ جانِ بے تن
ملگیا جاکے شعاعوں میں مرا تارِ نظر
بندہ بیکس ہی - خداوند عزیز اور رحیم
دلِ مومن ہی خدا خانہ - یہ ہی سہل سی بات
عشق - جسکو جگر و دل کے پسندے ہیں پسند
دل کو غم ہی تو یہی ہی کہ رہیں آکے حضور
پردہ داری سے ہوی پردہ کشائی کسکی
دل وہ بیہودہ - جو نہ جانے کہ میں کسکا دل ہوں

جس سے جیتے نہیں اوٹھتے ہیں وہ در کسکا ہی
پیشتر سوے عرب قصدِ سفر کسکا ہی
ورنہ یوں روضے کی جالی میں گزر کسکا ہی
کون خاطی ہی - خطا کسکی ہی - ڈر کسکا ہی
سوچیے - خانہ خدا کون ہی - گھر کسکا ہی
اُسکی دعوت کرے - یہ دل یہ جگر کسکا ہی
اور پھر امرے حشر نکرے پر کسکا ہی
پردہ در کون ہی وہ پردہ در کسکا ہی
ہیں وہ بیدل - کہ نہیں دل کی خبر کسکا ہی

بندہ مملوک ہی - مالک ہی تمھارا بندہ
تم محافظ ہو تو **حافظ** کو خطر کسکا ہی

نالے ہیں اپنے ہی گھر آگ لگانے کے لیے
آپ سے جائیں نہ ہم - آپ میں آنے کے لیے
جیتے جی - عشق نے صدمے ہی دیے گن گن کر
رونقِ ماتمِ صبر - اشک سے - نالے سے ہوی

غل مچانے کے لیے - فتنے جگانے کے لیے
آپ میں آئیں بھی - تو آپ سے جانے کے لیے
دل کے سہنے کے لیے جی کے اوٹھانے کے لیے
آئے دو مرثیہ خواں - رونے رُلانے کے لیے

ہی سرے سے یہ لگائی یہ بجھائی کس کی — آہ وہ اشک آئے۔ لگی دل کی بجھانے کے لیے

کیا بنایا تھا مجھے۔ ہجر کا دن دیکھنے کو — کیا بنایا تھا یہ دل میرے دکھانے کے لیے

غم تو ہونا تھا کبھی ہو۔ مجھے غم ہی تو یہ غم — میں ہوں غم کھانے کو۔ غم ہی مجھے کھانے کے لیے

آپ جاتے ہیں اُس کوچے میں رکھتے ہی قدم — راہ ملتی نہیں پھر آپ ہیں آنے کے لیے

سب کے کہے آپ ہی سن لیں۔ جو خدا اُس سے مری — دل کا دُکھڑا کہ نہیں سننے سنانے لیے

فکر کونین سے اب دل کو کرینگے خالی — ہم اُجاڑینگے یہ گھر۔ تجھکو بسانے کے لیے

مجھکو پامال کریں کاش وہ یہ کہکر — حسرتو! ابھکلو۔ ہم آئے ہیں مٹانے کے لیے

تو جہنم کی طرف آپ نے ڈیرے ڈالے — اپنی امت کو جہنم سے بچانے کے لیے

اِدھر اعمال کے تُلنے کو ترازو ہے کھڑی — اُدھر آمادہ کھڑے ہیں وہ بچانے کے لیے

ضعف نے مجھکو بٹھایا ہی تھا اُنکے در پہ — بول اُوٹھا درد۔ ہم اُٹھتے ہیں اُٹھانے کے لیے

ہاں اُٹھائے ہوئے منہ سوئے عرب ای وحشت — لے چلی ہی جنوں مجھے گھر سے پھرانے کے لیے

غم دنیا ہی سبب پردے ہیں ظاہر غم دیں — کچھ بہانہ تو ملے اشک بہانے کے لیے

نہ کھلے منہ جو کروں بات کہ ہی درد کہاں — نہ اوٹھے ہاتھ اشارے سے بتانے کے لیے

نہیں فرزانے۔ وہ دیوانے ہیں جو آئے ہیں — تیرے دیوانے کو فرزانہ بنانے کے لیے

دوں تو آنسو دے بیچارے ہیں جگر پارے ہیں — کام آئے نہ لگی دل کی بجھانے کے لیے

ہوگیا ختم یہ دیوان توان شاء اللہ
جائیگا ہند سے حافظ ہی سنانے کے لیے

رباعی

میرا نہیں کوئی نام لیوا وارث — ہیں پیر ضعیف ۔ ناتواں ۔ لاوارث
پڑھتا ہوں میں ربِّ لا تذرنی فرداً — وارث دیدے مجھے کوئی یا وارث

دیگر

مولے قیدِ الم سے آزاد کرو — آزاد کرو کرم سے آزاد کرو
مرکر بھی غلامی سے ہم آزاد نہوں — آزاد کرو تو غم سے آزاد کرو

دیگر

جڑنے کے نہیں کسیکے جوڑے ٹکڑے — کسکے ٹکڑے ۔ ہمارے دل کے ٹکڑے
فطرت میں نہیں دخل کسیکو حافظ — پیدا جو ہوا تو دل کے دو تھے ٹکڑے

دیگر

تو چاہے تو ایک دم میں سینہ کھل جائے — تیرے اسرار کا خزینہ کھل جائے
ہی حشر کا ایک دن کروروں دن کا — یارب نہ مرا رازِ شبینہ کھل جائے

دیگر

دل اسکے تصور سے ہو ادست و بغل
یا آئینے میں ہی پرتو حسن عمل
ہی خانۂ دل جوش صفا سے لبریز
زیبا ہی اگر کہیے اسے شیش محل

دیگر

اللہ اللہ کیا ہی نکتہ دلخواہ
اول اللہ اور آخر اللہ
اللہ کا نام پاک جب لیتا ہوں
بیساختہ دل سے اک نکل جاتی ہی اللہ

دیگر

ای رند سیاہ مست ای خانہ خراب
میخانے سے بھی سوا ہی میخانہ خراب
کہتا ہی شراب خانہ جسکو ساقی
وہ ایک خراب خانہ ہی خانہ خراب

دیگر

میں ایک گدائے ہند تم شاہ حجاز
دکھلاؤ نہ دنیا کا نشیب اور فراز
تم ذرہ نواز ہو میں اک ذرۂ خاک
ذرّے کو بنا دو مہر یا ذرّہ نواز

دیگر

دنیا کے مقیم کوچ کر جاتے ہیں
دم لینے کو منزل میں ٹھہر جاتے ہیں
دنیا کی یہ ہستی ہی یہ ہستی کی بساط
ٹھہرے سے گھروں میں بسکے مرجاتے ہیں

دیگر

انسان کو مرنے سے ہی جینا پیارا
یا جینے سے جامِ مرگ پینا پیارا
جینے سے مدینہ ملے مرنے سے جناں
پھر کیوں نہ جناں سے ہو مدینہ پیارا

دیگر

عاشق ہوں نہیں مرنے سے جینا پیارا
جینے سے ہی جامِ مرگ پینا پیارا
جی کی تو یہ ہی جان سے جنت پیاری
جی جان سے جنت سے مدینہ پیارا

دیگر

جی خوش ہو تو مرنے سے ہی جینا اچھا
غم کھانے سے جامِ مرگ پینا اچھا
مرنا ہو تو اعراف سے جنت اچھی
جینا ہو تو جنت سے مدینہ اچھا

دیگر

دنیا میں ہمیں چین سے جینا نملا
کیا جینے کہ جینے کا قرینہ نملا
خسخانے ملے۔ محل ملے۔ باغ ملے
کچھ بھی نملا جو اک مدینہ نملا

آمدِ مبارک

پھر بہار آئی۔ چمن ہی لالہ زار
باغ میں ہر پھول ہی باغ و بہار
پھر صبا گلشن میں اِٹھلاتی چلی
دیکھکر پھولوں کو اِتراتی چلی

نرم ہی مخمل سے سبزے کی بساط ۔ گرم ہی ہنگامۂ عیش و نشاط

ٹھنڈے ٹھنڈے چلکے آئی ہی نسیم ۔ پنکھیا جھلنے کو لائی ہی نسیم

گل میں کانٹے کی چھبیلی ہی ادا ۔ جو نکالی ہی نکیلی ہی ادا

کہ گئی چپکے سے کیا بادِ سحر ۔ جھومتا ہی وجد میں اک اک شجر

چھوڑ کر سروِ سہی طرزِ خرام ۔ سیکھ لے اک پاؤں سے کرنا قیام

دامنِ گلچیں میں یہ پھولوں کا ڈھیر ۔ بڑھ گیا کلیوں سے کیا دامن کا گھیر

لیچلا لالہ پیالہ کس لیے ۔ چشمِ نرگس مست ہی بے مے پیے

نغمہ سنجی میں عنادل ہیں تمام ۔ گل ہیں دف ۔ پتّے جلاجل ہیں تمام

اچھے اچھے ٹپّے اچھی ٹھمریاں ۔ بندھ گیا گانے بجانے کا سماں

اک طرف سے ناچتے آتے ہیں مور ۔ اک روش پہ چال دکھلاتے چکور

ساتھ اک کنگھی بھی لائی ہی بہار ۔ تا عروسِ گل کا پورا ہو سنگھار

گل کے سہرے گا رہی ہیں بلبلیں ۔ راگ کو چمکا رہی ہیں بلبلیں

کیوں نہو گلشن میں یہ جوشِ بہار ۔ کیوں نہو عالم میں ہر شی کا نکھار

کیوں نہوں انسان صف باندھے کھڑے ۔ کیوں نہوں مشتاق پریوں کے پرے

آمد آمد ہی رسول اللہ کی ۔ آمد آمد ہی شہِ ذی جاہ کی

آمد آمد ہی خدا کے نور کی — آمد آمد ہی سرور و سرور کی
آمد آمد ہی نسیم اخلاق کی — آمد آمد ہی عظیم الخلق کی
آمد آمد رحمتِ عالم کی ہی — آمد آمد مفخرِ آدم کی ہی
آمد آمد پیشوائے کل کی ہی — آمد آمد رہنمائے کل کی ہی
آمد آمد اولِ آدم کی ہی — آمد آمد افضلِ عالم کی ہی
آمد آمد شافعِ امت کی ہی — آمد آمد قاسمِ جنت کی ہی
آمد آمد تارکِ دنیا کی ہی — آمد آمد مالکِ عقبیٰ کی ہی
آمد آمد خاصۂ داور کی ہی — آمد آمد ساقیِ کوثر کی ہی
آمد آمد انکی ہی جنکی خبر — دیتے آئے ہیں مسیح و بوالبشر
آمد اسکی ہی جو آنکھوں کا ہی نور — آمد اسکی ہی جو دل کا ہی سرور
آمد انکی ہی جو رب کے ہیں حبیب — اپنے بیکس دردمندوں کے طبیب
جنکی آمد ہی وہ ہیں ختمِ رسل — جنکی آمد ہی وہ ہیں خیرِ رسل
آمد آمد آمد آمد کا ہی شور — یا محمد یا محمد کا ہی شور
مصطفیٰ کی آمد آمد کی ہی دھوم — مجتبیٰ کی آمد آمد کی ہی دھوم
آمدِ نور الہدیٰ کی دھوم ہی — آمدِ کہف الوریٰ کی دھوم ہی

آمدِ شاہِ عرب کی دھوم ہے — آمدِ محبوبِ رب کی دھوم ہے
آمدِ عالی نسب کی دھوم ہے — آمدِ والا حسب کی دھوم ہے
دور پہنچی آمد آمد کی خبر — شادیانے بجتے ہیں افلاک پر
دھوم ہے فرشِ زمیں پر دھوم ہے — دھوم ہے عرشِ بریں پر دھوم ہے
جنکی آمد ہے۔ خدا کے ہیں نبی — وہ نبی جو انبیا کے ہیں نبی
وہ نبی سب انس وجاں کے ہیں نبی — وہ نبی کون ومکاں کے ہیں نبی
وہ عجم کے وہ عرب کے ہیں نبی — یعنی ہے مخلوق سب کے ہیں نبی
صبحِ صادق۔ جلوہ ریزِ نور ہو — صبحِ کاذب۔ دور ہو۔ کافور ہو
آرہی ہے رحمتِ پروردگار — ہو گئی اب شانِ رحیمی آشکار
پرتوِ نورِ خدا نور آپ کا — نور ہے نُورٌ علیٰ نُور آپ کا
کیوں نہ عبدالمطلب ہوں باغ باغ — اُنکے گھر آتا ہے اک روشن چراغ
حق کا ناظر۔ حق کا منظورِ نظر — آمنہ بی بی کا ہے نورِ نظر
قدسیوں کی بھیڑ۔ حوروں کا ہجوم — آگئے ہیں پاس جھک جھک کر نجوم
ہر طرف سے مرحبا کا شور ہے — چار سو صلِّ علیٰ کا شور ہے
حوریں بولیں۔ آتے ہیں جانِ جہاں — روحیں چلّائیں کہ وہ ہیں جانِ جاں

آپ ہیں جانِ جہاں - ایمانِ جاں | جان حافظ جانِ ایماں - جانِ جاں

ہو تصدق جان تم پر یا نبی
جان ہو قربان تم پہ یا نبی

دیگر آمدِ مبارک

صبا ہر سو پکار آئی چمن میں
عروسِ باغ کی صورت ہی مقبول

نئے سر سے بہار آئی چمن میں
نئے پتّے - نئی کلیاں - نئے پھول

صبا چلتی ہی - اِٹھلاتی چمن میں
وہ اُوٹھیں جھومتی - کالی گھٹائیں

نسیم آتی ہی - اتراتی چمن میں
نرالی سب سے مستانہ ادائیں

چلی آتی ہی - بادل بنکے رحمت
یہ بادل ہیں خطائیں دھونے والے

تجلّی جس میں ہی بجلی کی صورت
یہ ہیں مستوں کی مستی کھونے والے

گھٹاؤں نے قدم حد سے بڑھایا
ادھر اشکوں سے تر دامن گنہگا

بڑھاوے دیکے لغزش کو گھٹایا
اُدھر بارانِ رحمت کا بندھا تار

ربیعِ الاوّلیں کی بارھویں ہی
کہاں ہے اسقدر روشن شبِ ماہ

شبِ میلادِ ختم المرسلیں ہی
کہاں ہی اسقدر قدرِ شبِ قدر

ہے شعلہ طور کا ایک ایک تارا / ہے تجلّی نور کا ایک ایک تارا

طبق لاکھوں بھرے انوارِ حق سے / اُتر کر آئے چرخِ نُہ طبق سے

جو دیکھی دُور سے عالم میں ظلمت / اُجالے نے کہا چل دُور رخصت

ہوا جب سورۂ وَاللَّیل پورا / تو آیا وَالضُّحیٰ کا آگے سورہ

کیا منہ صبحِ کاذب کا جو کالا / تو پھیلا صبحِ صادق کا اُجالا

اندھیرے پر ہوا غالب اُجالا / اندھیرے سے اُجالے نے نکالا

فلک پر تھے جو گنتی کے ستارے / وہ اک اک نور کے تڑکے سدھارے

ہے نورانی شفق ظاہر اُفق سے / اُفق روشن ہے نورانی شفق سے

شفق یا جلوۂ ربُّ الفلق ہے / شفق کا جسکے آگے رنگ فق ہے

فلک پر کچھ اندھیرا کچھ اُجالا / وہ تڑکا نور کا وہ کچھ دھندلکا

خدا کے نور سے ثابت ہے خدا نور / ہوا ہے جلوہ گر نورٌ علیٰ نور

نسیمِ صبح کی وہ نرم رفتار / مہکتے تازہ پھولوں سے وہ گلزار

شگوفہ تازہ غنچوں میں کھلا ہے / چٹکنے کی صدا صلِّ علیٰ ہے

حرم میں گونج وہ بانگِ اذاں کی / پپیہوں میں وہ تانیں پی کہاں کی

وہ فصلِ معتدل سردی نہ گرمی / صبا کی چال میں وہ طرفہ نرمی

وہ راتیں معتدل وہ معتدل دن
ربیعِ اولیں کی بارھویں صبح
ربیع اوّل - نبیٔ آخر - یہ ہی کیا
ستارے جھک کے ہیں گرنے کو طیّار
پر آمد کب ہو وہ خورشیدِ آفاق
یہ دیوانی ہوئی کس مہروش کی
شفق کے کان تک آمد کا شہرا
پہن کر سُرخ جوڑا بن سنور کر

ربیعٌ فی ربیعٍ فی ربیعٍ
نبیِ آخریں کی اوّلیں صبح
ہے نورِ اوّل - ظہورِ آخر نبی کا
ہے قابل دیکھنے کے شوقِ دیدار
شمارِ یک نفس ہے صبح کو شاق
سحر دوڑی گریباں چاک کرتی
زمینِ مکّہ سے اُٹھ کر جو پہنچا
کھڑی ہے منتظر بامِ فلک پر

فرشتے صف بصف ہیں دست بستہ
ادب سے سب کھڑے ہیں دست بستہ

مسدس

غرض آمد ہوئے مشہورِ آفاق
کھڑے ہیں ایک نظارے کے مشتاق

جدھر دیکھو اُدھر ہیں بلبلِ عشاق
یہ کہتے ہیں کہ دل کو صبر ہے شاق

[illegible]

پیا پے گر نباشد گاہ گاہے

جو ہیں نادیدہ دل دادے تمہارے	جیے ہیں آج تک اپنے سہارے
نظر بھر دیکھ لیں کیسے نظارے	دکھا دو پیاری صورت حق کے پیارے

خدارا سوئے مشتاقاں نگاہے
پیا پے گر نباشد گاہ گاہے

جو دیکھیں اک نظر یعقوب تمکو	کہیں یوسف سے بڑھکر خوب تمکو
خدا نے حسن دیکر خوب تمکو	کیا اپنا ہی خود محبوب تمکو

خدارا سوئے مشتاقاں نگاہے
پیا پے گر نباشد گاہ گاہے

نہیں مرتے فقط انسان تمپر	فلک صدقے ملک قربان تمپر
فدا جی جان سے ہیں جان تمپر	تصدق جان کی بھی جان تمپر

خدارا سوئے مشتاقاں نگاہے
پیا پے گر نباشد گاہ گاہے

جلوہ گر ہو یا محمدؐ مصطفٰے	جلوہ گر ہو یا حبیب کبریا

جلوہ گر ہو پر تو نور الٰہ
جلوہ گر ہو عرش تیری جلوہ گاہ

جلوہ گر ہو قبلۂ ایمان و دیں
جلوہ گر ہو کعبۂ صدق و یقیں

جلوہ گر ہو یا نبیؐ ہو جلوہ گر
جلوہ گر ہو اُمتی کو جلوہ گر

انس و جاں ہیں منتظر ہو جلوہ گر
جانِ عبد المطلب ہو جلوہ گر

جلوہ گر ہو امی خدا کے راز دار
جلوہ گر ہو اُسکے پیارے راز دار

جلوہ گر ہو مدعائے کن فکاں
جلوہ گر ہو ای ضیائے لامکاں

جلوہ گر ہو میرے مولے جلوہ گر
جلوہ گر ہو میرے آقا جلوہ گر

جلوہ گر ہو جلوہ گر ہو جلوہ گر
جلوہ گر ہو **حافظِ** ناچیز پر

مناجات ناتمام

یا الٰہی گناہگار ہوں میں
یا الٰہی سیاہ کار ہوں میں

تو گناہوں کا بخشنے والا
روسیاہوں کا بخشنے والا

بخشدے تو مرے گناہوں کو
سرخرو کردے روسیاہوں کو

میں گنہگار تو غفور و رحیم
میں خطاکار تو غفور و رحیم

عمر گزری گناہ میں ہیہات
ارحم الراحمین ہے تیری ذات

میں نے اعمال جو کیے وہ برے
میں نے افعال جو کیے وہ برے

اپنے اعمال پر ہوں شرمندہ
اپنے افعال پر ہوں شرمندہ

رحم کر رحم اے خدائے رحیم
کہ ترا نام ہے خدائے رحیم

تیرے قہر و غضب سے ڈرتا ہوں
توبہ کرتا ہوں توبہ کرتا ہوں

حد سے گزری مری خطاکاری
الاماں تیری شانِ قہّاری

میں ہوں زار و نحیف تو ہے قوی
میں ہوں عاجز و ضعیف تو ہے قوی

میں کہاں اور ترا عتاب کہاں
قہر کی تیرے مجھکو تاب کہاں

تونے اک حکم آشکار کیا
مغفرت کا امیدوار کیا

رحمتِ خاص عام کی تونے
ناامیدی حرام کی تونے

میں ہوں امیدوار رحمت کا
مجھکو ہے انتظار رحمت کا

حکم تیرا وہ یاد ہے مجھکو
صادق الوعد کہتے ہیں تجھکو

اب نہ کر تو نظر گناہوں پر
صادق الوعد وعدہ پورا کر

میرے عصیاں بہت بڑے یارب
اور ان سے سوا ترا ہے غضب

تیری رحمت مگر ہے سب سے بڑی
میرے عصیاں ترے غضب سے بڑی

تو نے دی ہی یہ مجھکو خوشخبری — سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ
دفترِ بد مٹا دے ای اللہ — شانِ رحمت دکھا دے ای اللہ
تیرے در کے سوا کہاں جاؤں — چھوڑکر در ترا کہاں جاؤں
شرک و بدعت سے توبہ کرتا ہوں — کبر و نخوت سے توبہ کرتا ہوں
توبہ توبہ غرور سے توبہ — کفر و فسق و فجور سے توبہ
ہر گناہِ کبیرہ سے توبہ — ہر گناہِ صغیرہ سے توبہ
دل سے پڑھتا ہوں کلمۂ اسلام — کلمۂ طیبہ ہی جسکا نام
نہیں معبود کوئی تیرے سوا — نہیں مسجود کوئی تیرے سوا
نہیں کوئی ترا شریک اللہ — تو ہی یکتا و لاشریک اللہ
تو احد تو ہی فرد تو ہی صمد — لم یلد تو ہی تو ہی لم یولد
پاک بندہ ترا محمد ہی — تیرا بھیجا ہوا محمد ہی
دمبدم تحفۂ درود اُنپر — رحمتِ خاص کا درود اُنپر
اُسکے اصحاب جو ہیں برحق ہیں — اُسکے احباب جو ہیں برحق ہیں
نزع برحق ہی فوت برحق ہی — زندگی بعدِ موت برحق ہی
تیری ہر اک کتاب برحق ہی — حشر برحق حساب برحق ہی

قبر برحق فشار برحق ہی — خلد برحق ہی نار برحق ہی
اچھے اعمال کی جزا برحق — برُے افعال کی سزا برحق
گزر پل صراط برحق ہی — اور لقا کی نشاط برحق ہی
حوریں برحق ہیں جنتیں برحق — اور جنت کی نعمتیں برحق
فرش وماتحتِ فرش برحق ہی — عرش ومافوقِ عرش برحق ہی
لوح برحق ترا قلم برحق — سبکو تیرے سوا عدم برحق
انبیا جس قدر ہیں برحق ہیں — فخرِ نوعِ البشر ہیں برحق ہیں
آسمانوں کے سب طبق برحق — سب صحیفوں کے سب ورق برحق
جزوِ ایماں یہ ہی مرا یارب — کہ ہیں بندے ترے فرشتے سب
نہیں کچھ ان میں خواہشِ عصیاں — ہر نفس ہیں ترے تابعِ فرماں
نہ وہ کھاتے ہیں کچھ نہ پیتے ہیں — تیری تسبیح پڑھکے جیتے ہیں
نہ تو وہ مرد ہیں نہ عورت ہیں — تو ہی قادر وہ تیری قدرت ہیں
ہیں ہمارے شمار سے باہر — جیسے تارے شمار سے باہر
تجھکو معلوم ہی شمار انکا — راز تجھپر ہی آشکارا انکا
جزو وکل تیرے احتیار میں ہی — ذرہ ذرہ ترے شمار میں ہی

میں ہوں اک ذرّہ او بیمقدار
تو ہی اک آفتابِ نصفِ نہار

مہر تو میں ہوں ذرّہ ناچیز
مہر کے آگے ذرّہ ہی کیا چیز

تو مرا مہر ہیں ترا ذرّہ
تو مرا مہر و من ترا ذرّہ

میرے مہر اپنی مہر دکھلا دے
اپنے ذرّے کو لیکے چمکا دے

ذرّہ چمکے تو آفتاب بنے
خاک کا ڈھیر بو تراب بنے

خاک کا ذرّہ آفتابی ہو
ذرّے کی خاک بو ترابی ہو

بو ترابی رہوں میں جیتے جی
بو ترابی ہوں خاک ہو کر بھی

چادر چڑھانے کی اطلاع

نہ کیونکر نور سے عالم ہو معمور
برستا ہی فلک سے نور ہی نور

جو شب بھر مہ تو دن بھر مہر چمکا
لیا ہی روشنی کا دونے ٹھیکا

مسلسل ہی مہ و خورشید کا نور
شب و روز اب تو ہی نور علیٰ نور

جو ستھری چادر مہتاب پائی
کرن خورشید نے آکر لگائی

نہیں اجرام افلاکی ہی نوری
ہوا ہی عالم خاکی بھی نوری

فلک نور کواکب سے ہی معمور
ہی فرش خاک پر بھی قبۂ نور

چمکتا ہی کبھی سورج کبھی چاند
پر اس قبہ کے آگے دونو ہیں ماند

وہ قبہ شاہ نعمت شاہ کا ہی
کہ صدقے جلوہ مہر و ماہ کا ہی

فلک نے اپنے سیارے ستارے
اسی قبے کے سر صدقے اوتارے

کسیدن شمع مہر آکر جلائی
کبھی مہتاب کی چادر چڑھائی

فلک کا دیکھکر یہ شوق یہ ذوق
ہوا اہل زمیں کے دل کو بھی شوق

اک اونمیں وضع کا پابند اوٹھا
عقیدتمند ارادتمند اوٹھا

رئیس ابن رئیس نیک فرجام
قمر صورت۔ قمر سیرت۔ قمر۔ نام

یہ ٹھہری ہی چڑھائی جاے چادر
مزار پاک نعمت شہ ولی پر

رجب کا گیارھواں دن ظہر کے بعد
مہینہ سعد۔ ساعت سعد۔ دن سعد

الٰہی دے اسے ہمت زیادہ
یہ گھر آباد یہ دولت زیادہ

بجیں ہر دن خوشی کے شادیانے
سنیں سب شادیانوں کے ترانے

تمام شد

اطلاع

اس کتاب کی رجسٹری باقاعدہ ہوچکی ہی بغیر اجازت مصنف
کوئی صاحب اس کتاب کے چھاپنے کا ارادہ نہ کریں ورنہ بعوض
فائدہ کے نقصان اٹھائیں گے۔ جسقدر جلدیں دیوان ہذا یعنی خمخانۂ حجاز کی
مطلوب ہوں بقیمت ۱۲ر فی جلد اور دوسرے دیوان یعنی نغمۂ روح کی بحساب ۸ر فی جلد مشتہر سے
طلب فرمالیں۔ دس جلد سے زیادہ کے خریدار کو بحساب ۵ فیصد کمیشن دیا جائیگا۔

نعت مقبول خدا

یعنی حافظ صاحب مدظلہ کا پہلا دیوان جو اس سے قبل دو مرتبہ چھپکر
نذر شائقین ہوچکا ہی عنقریب بعد نظر ثانی مولف کے
بطرز جدید بنہایت اہتمام کے ساتھ چھپنے والا ہے
شائقین ابھی سے درخواست کریں۔

منیجر نظامی پریس بدایوں